نام کتاب	قیمت
کتب صرف اُردو	
معلومات فوقانی - معروف بتحقیق الحروف	
قواعد صرف مصنفہ مفتی غلام صفدر ہاہوری -	۴ر
اصول عجیبہ مصنفہ مولوی محمد جمال الدین خان -	۱ر۴
چار باغ - ترجمہ اُردو چہار گلزار صرف و نحو و عروض و قافیہ مترجمہ منشی محمد یوسف خان -	۲ر۴
مجموعہ صرف - مسمّٰی بہ امداد الادب کتب صرف عربی میزان سے شافیہ تک کا بیان اُردو میں مصنفہ مولوی امداد علی -	۹ر۹
کتب صرف و نحو اُردو	
صرف کبیر - مسمّٰی بہ مفتاح الصرف مؤلفہ مولوی سید عبدالرزاق الفرخ آبادی -	۴ر
قواعد منی لال - مؤلفہ پنڈت منی لال صاحب مصدر فیوض - قواعد فارسی کا بیان اُردو میں از مولوی نذیر الدین حسن -	۱ر۴
معیار القواعد - قواعد صرف و نحو میں بطور سوال و جواب از محمد ممتاز الحق -	۳ر
معرض قواعد - مشتمل فوائد تعلیمی مضامین متعدد	۱ر۲
تصنیف منشی گوبند لال صاحب	۴ر
مفتاح اللسان - قواعد فارسی کا بیان اُردو میں از مولوی [illegible] بن محمد کاظمی المعروف بہ فرید الدین احمد	۳ر
گلدستہ نجم - قواعد صرف و نحو بزبان اُردو مصنفہ مولوی محمد نجیب اللہ خان صاحب مراد آبادی -	۲ر۴

نام کتاب	قیمت
رسالہ صرف و نحو - از آلہی بخش	۱ر۳
کتب اصول الفقہ عربی	
غایۃ التحقیق شرح حسامی - از مولانا عبدالعزیز بخاری معروف و متداول -	۱۲ر
توضیح تلویح - از صدر الشریعۃ علامۃ تفتازانی مع کامل سہ حاشیہ از حسن چلپی و شیخ الاسلام و ملا خسرو نہایت نایاب مجموعہ مطبوعہ جنوری ۱۸۶۹ء -	۱۵ر
حسامی - از مولانا حسام الدین -	۸ر
شرح مسلم الثبوت - از ملا بحر العلوم نہایت نفیس و معروف و مستند شرح -	۱۴ر
اشباہ و النظائر مع شرح حموی معروف مستند متداول -	۷ر
اصول الشاشی محشی مسمّٰی بحصول الحواشی از ملا محمد حسن بنبلی مرحوم -	۸ر
کتب فقہ عربی	
ابو المکارم - شرح مختصر وقایہ از عبداللہ بن محمد معروف -	۱۰ر
مبادی الاصول مصنفہ مولانا ابی المنصور الحسن بن یوسف -	۱ر
برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبیداللہ نہایت مو	
کنز الدقائق - ملا فلان -	۱۵ر

نام کتاب	قیمت
ہدایۃ النحو محشی۔ درسی مع رسالہ اضافت از مولوی عبد اللہ بلگرامی رافع قلم۔	۵ر
الفیہ۔ ابن مالک۔	عہ رپ
کافیہ محشی۔ خط نستعلیق مع رسالہ موشح سماعی ایضاً۔ خرد۔	۴ر ۳ر ۲ر
تسہیل الکافیہ از مولوی عبد الحق خیرآبادی	۴ر
شرح ملا جامی محشی۔ متوسط قلم بصحت کامل۔ ایضاً۔ جلی قلم کاغذ سفید گنجدہ۔	۱۵ر ۱۰ر پ
ایضاً حاشیہ مختصر تمام مطبوعہ اصح المطابع۔	۲ر پ
حاشیہ عبد الغفور۔ مع تکملہ عبد الحکیم بر شرح جامی۔	۷ر پ
رضی شرح کافیہ بحاشیہ سید شریف۔ معروف متداول صحیح۔	۵ر پ
اصول النحو از مولوی محمد خان بہادر تحفۃ الامیر ترجمہ نحو میر از فرزند اکبر علی بہادر۔ عرف پرنس جہان قدر مرزا صاحب بزبان آسان عربی۔	۲ر ۱ر ۸ر پ
کتب نحو فارسی	
جامع القواعد۔ شرح کافیہ مبسوط از قاضی عبد النبی اندھری چار مجلد کامل نگیجائی۔	۱۲ر پ
حل الترکیب۔ کافیہ۔ از ملا برہان الدین۔	۱۲ر
کتب صرف عربی	
دستور المبتدی۔ از مولوی اصفی بن خضیر درسی محشی۔	۲ر

نام کتاب	قیمت
فصول اکبری۔ محشی مع رسالہ خواص و ابواب و رسالہ لامیہ۔	۳ر ۲ر ۱ر
ایضاً حسب مراتب بالا۔	۴ر
میزان الصرف و منشعب۔ نظم و نثر مع ابواب کاغذ سفید۔	۱ر
مجموعہ میزان الصرف۔ شامل ہفت رسالہ تحشی مولوی الٰہی بخش مطبوعہ نظامی۔	۲ر ۱ر ۱ر
شرح میزان الصرف۔ از مولوی وارث علی	۱ر ۱ر ۱ر
پنج گنج و زبدہ محشی۔ معروف درسی کتاب۔ ایضاً۔ مطبوعہ نظامی۔	۳ر ۲ر ۱ر
صرف میر مع تکملہ مولانا سید شریف درسی محشی	۱ر ۱ر ۱ر
شرح سلالۃ الصرف۔ للاملا ابو الجلال جائسی۔	۱ر ۱ر ۱ر
زنجانی محشی۔ معروف درسی۔	۱ر ۱ر ۱ر
ترکیب الاصول۔ شرح حاصل لمتن فصول اکبری مولفہ مولوی حمایت علی۔	۱ر ۱ر ۱ر
مراح الارواح۔ معروف درسی۔	۲ر ۱ر ۱ر
منشعب۔ از علامہ ابن الحاجب کامل محشی معروف در کتاب۔	۱ر
شرح فصول اکبری۔ از ملا علاء الدین۔	۵ر
جامع تعلیلات۔ اسم با مسمی مع صرف صغیر و کبیر	۵ر ۳ر ۲ر
کتب صرف فارسی	
شرح شافیہ فارسی۔ بنام عافیہ از ملا محمد سعید۔	۱۰ر
جواہر منظوم مع رسالہ مرآۃ الصرف مصنفہ منشی دولت رائے۔	۵ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذا کتب زید حصل ہناک امور اثنان احدہا زید وہو محل الکتابۃ وہا تقوم بہ وثانیہا الحالۃ القائمۃ بہ وہی الحرکۃ المخصوصۃ وہو الحاصل بالمصدر الکتابۃ ویعبر عنہا بالفارسیۃ بنوشت سواء قیل انہ حرکۃ توسطیۃ او حرکۃ قطعیۃ وہی بکلا المعنیین موجودۃ فی الخارج لکن لا بان یکون الحاصل بالمصدر موجودا خارجیا فانہ کثیرا ما یکون موجودا ذہنیا کالعلم وہی حالۃ قائمۃ بالذہن وموجود ذہنی وہو الانکشاف الذی ہو حالۃ قائمۃ بالمنکشف الذی ہو المعلوم لکن لا مطلقا بل حین ہو موجود فی الذہن وقد یکون ہذا باعتبار ما یعرف تحققہ خصوص ملاحظۃ الذہن کالہیئۃ الحاصلۃ من مصادر المعقولات الثانیۃ کالذاتیۃ والعرضیۃ فہی وامثالہا امور انتزاعیۃ تصیر مناشی للحمل فی الانتزاعیۃ التی ہی المعانی المصدریۃ وثالثہا المعنی المصدری الانتزاعی المنتزع من زید من حیث قامت بہ الحالۃ المذکورۃ فزید منتزع عنہ والحالۃ منشأ الانتزاع وہذا المعنی المصدری منتزع ویعبر عنہ فی الفارسیۃ بنوشتن ورابعہا المعنی الاشتقاقی وہو المفہوم المشتق من الکتابۃ الصادق علی زید بالمواطاۃ وہو الکاتب وہو کلی عرضی لہ انتزاعی منتزع من زید من حیث ثبوت الکتابۃ لہ وبتبع وجودہ الی وجود زید من حیث اتحادہ معہ بالعرض وہی جہۃ الحمل المواطاتی والا فالکاتب الذی ہو عرضی لہ مباین مغائر لہ من حیث ذاتہ ووجودہ فزید والکاتب متحدان بالعرض متغائران بالذات علی عکس حال الذاتی ثم ان الکاتب المأخوذ من کتابۃ خاصۃ لزید فرد حقیقی لمطلق الکاتب فان مطلق الکاتب مفہوم کلی عرضی للانسان والکاتبون الذین أخذوا من کتابات خاصۃ متخصصۃ من جہۃ الحمل والوقت افراد لمطلق الکاتب فکما ان للانسان مرکلی له افراد وہو عین حقیقتہا وہی الاشخاص الموجودۃ فی الخارج کزید وعمرو وبکر والکتابۃ امر کلی له افراد ہو عین حقیقتہا وہی الکتابات المخصوصۃ ککتابۃ زید فی ہذا الوقت وکتابۃ عمرو فی ذلک الوقت وہی الافراد القائمۃ بافراد الانسان کذلک الکاتب امر کلی له افراد ہو عین حقیقتہا وہی الاشخاص والکتابات المأخوذۃ من کتابات خاصۃ کالکاتب المنتزع من کتابۃ زید فی ہذا الوقت فرد من مطلق الکاتب والکاتب الکلی العرضی لزید ذاتی لہذا الکاتب المنتزع بل نوع له فللکاتب افراد خارجیۃ غیر حقیقیۃ کزید وعمرو وبکر للتغائر الذاتی لکونہ عرضیا لہا وافرادا عتباریۃ انتزاعیۃ ہو ذاتی لہا وتمام ماہیتہا وہی الافراد

فی مرتبتہا وحکم بساطۃ النسبۃ السلبیۃ وعدم ورود السلب علی الایجاب مما یقتضیہ الوجدان السلیم فان اجتماع نسبتین تامتین فی قضیۃ واحدۃ مما یجرہ الطبع المستقیم ولا یتصور ہکذا فی عقد واحد ولو ازیل احدہما وہو الحکم الایجابی بمعنی انہ طرء علیہ العدم اللاحق وصار معدوما بعد الوجود فہو غیر معقول فانہ لا یطرق لا الی مرتبۃ الحکی عنہ فانہ لیس معنی زید لیس بقائم انہ کان قائما ثم عدم عنہ القیام بل علی العموم سواء استمر العدم او طرء علی الوجود ولا الی مرتبۃ الحکایۃ فانہ لا یفہم اولا ان زیدا قائم وثانیا انہ لیس بقائم فافہم فانہ یلوح بادنی تامل

تتمۃ دقیقۃ الطالب فی حقیقۃ السالب

اعلم ان للکلیات مراتب مرتبۃ مفہومیہ الاشتقاقی وہو المفہوم الانتزاعی الاجمالی المحمل الی ما حصلنا بالجملۃ من الذات والصفۃ والنسبۃ ومرتبۃ مفہوما التحلیلی وہو مجموع مفاہیم الذات والصفۃ والنسبۃ وہذان المفہومان لیسا عرضیین الانسان ولا لزید ولا عارضین لہما لعدم کونہما متحدین معانی الوجود ولا یلزم العرضی من اتحادہ الوجود مع المعروض حتی یحمل علیہ ہذان المفہومان الحقیقیان غیر متحدین فی الاصادقین علیہما فان زیدا مثلا لیس ہذا المفہوم الحقیقی بل ہذا المفہوم مصداق ہو الحقیقۃ العرضیۃ العارضۃ للانسان الصادقۃ علیہ صدقا عرضیا وتلک الحقیقۃ العرضیۃ ہی مفہوم ہذین المفہومین والمعبر عنہا بہما وتلک الحقیقۃ امر کلی انتزاعی لہا ما ہو حدا لوجود مع المعروض الذی ہو الانسان ووجود علی حدۃ فی انتزاع الذہن ولتلک الحقیقۃ افراد حقیقۃ ہی ذاتیۃ لہا ہی الحقائق الخاصۃ العرضیۃ لزید وعمرو وبکر وغیرہم وافراد غیر حقیقۃ ہی عرضیۃ لہا کزید وعمرو وبکر وغیرہم ومن ہہنا قیل ان کل کلی بالنسبۃ الی حصص نوع حقیقی فتلک الحقیقۃ بالنسبۃ الی افراد ہ نوع حقیقی فہی اربعۃ امور المفہوم التفصیلی التحلیلی والحقیقۃ العرضیۃ العامۃ الکلیۃ وافرادہا الحقیقۃ الانتزاعیۃ ثم الذہن لقاصر یقضی ان ہذا المفہوم الاجمالی الاعتباری اخذہ بدا الوجود الاعتباری الذی ظرفہ خصوص لاحظۃ الذہن وبہذا الاعتبار یسمی مفہوما وتعریف بصلوح التحلیل الی التفصیل اخذہ بالوجود الذی ہو قبل الانتزاع فہذا المفہوم بہذا الاعتبار ہو بعینہ الحقیقۃ العرضیۃ المحمولۃ علی زید وعمرو الانسان فلیس فرق بین ہذا المفہوم التعبیری الکاشف عن تلک الحقیقۃ وتلک الحقیقۃ المعبر عنہا بہذا المفہوم الا فی اعتبار ہا وتغایرا اعتبار یا باخذہا مع الوجود دین قبل الانتزاع وبعدہ فتلک الحقیقۃ من حیث وجودہا قبل الانتزاع عرضیۃ صادقۃ علی افرادہا الغیر الحقیقیۃ ومن حیث وجودہا بعد الانتزاع مفہوم اجمالی تعبیری کاشف عن الحقیقۃ العرضیۃ الصادقۃ المذکورۃ فالاعتبار الثانی کاشف عن الاول ونفس الحقیقۃ محفوظۃ فی کلا النحوین من اعتباری الوجودین وکہذا احوال سائر الانتزاعیات کالفوقیۃ وغیرہا ولیس ہذا مشہد التحقیق والانعت المطلب بحقیقۃ کما یرد ق النواظر وتحب البصائر فتفطن

تم العارض من المعارض

الملاحظۃ التی فیہا الاربعۃ وانتزاعہ وہی الملاحظۃ السابقۃ علی الملاحظۃ التی فیہا انتزاع الزوجیۃ من الاربعۃ فالملاحظۃ متفرعۃ مبنیۃ علی الملاحظۃ الاولی وکذا الملاحظۃ الاولی التی فیہا انتزاع الاربعۃ متفرعۃ معتمدۃ علی الملاحظۃ التی فیہا انتزاع الانواع المعدودۃ التی ہی من المعقولات الثانیۃ وہذہ الملاحظۃ مبنیۃ متکئیۃ علی الملاحظۃ التی فیہا الانتزاعیات المعروضۃ لہذہ المعقولات الثانیۃ وتلک الملاحظۃ تابعۃ لظرف الخارج مثلا الذی ہو ظرف تحقق مناشی تلک الانتزاعیات المعروضۃ فکان ظرف الخارج ہو الذی عنہ للملاحظۃ التی تلیہ وکل ملاحظۃ سابقۃ تحکی عنا للملاحظۃ اللاحقۃ بہا واللاحقۃ کانہا حکایۃ عنہا وظروف الاتصاف ہی ظروف تحقق المحکی عنہ وہکذا حال ترتب الحکایات فان الحکایۃ ربما یکون حکایۃ عن حکایۃ اخری فتلک الاخری تقع محکیا عنہا لہذہ الحکایۃ کما ان قولنا زید قائم فی الذہن حکایۃ عن الحکایۃ الواقعۃ فی الظن والحکایۃ المظنونۃ حکایۃ عن الواقع ونفس الامر وبہذا اتضح ان المحکی عنہ لا یلزم ان یکون موجودا فی الخارج او الذہن بل قد یکون فی مجرد الملاحظۃ وان اخذ مبنی صلوح الموضوع لانتزاع المحمول۔ انتہی المنتزع عن المنتزع

اعلم ان المحکی عنہ للقضیۃ السالبۃ لیس فیہ الا نفی صرف وسلب محض وسالبۃ نفیہ للثبوت والایجاب نعم قد یشتبہ ان القضیۃ السالبۃ متضمن الثبوت والایجاب فان السلب النفی اخبار ورد ویطرء علی الایجاب والثبوت فیکون بورودہ وطروہ علیہما منفیا فیکون السالبۃ مشتملۃ علی النسبۃ الثبوتیۃ الایجابیۃ السلوبیۃ المقطوعۃ وامال السلب الوارد علیہا الیضا نسبۃ ورابطا اولا فاختلف فیہ فذہب السید الباقر الی انہ لیس نسبۃ ورابطا بل قطع ربط ونقض ارتباط فلا یمکن عدہ رابطا بان السلب لیس فیہ معنی زائد علی ہذا القدر وبہذا القدر من البین ان لیس رابطا بل نقیضہ وہا ہو وہو المجہور علی ان ربط ونسبۃ والام تشتقد السالبۃ قضیۃ بنا علی ان تمام القضیۃ بالنسبۃ والنسبۃ بعد قطع الایجابیۃ وانتقائہا علی ہذا التقدیر وقطع الایجابیۃ لا یستلزم ان لا یکون فی حد ذاتہ رابطا آخر غیر المقطوعۃ والحق عندی ان النسبۃ السلبیۃ نسبۃ بسیطۃ لا ترکیب فیہ من الایجاب النفی والسلب الثانی الوارد علیہ بل ہو نفی واحد یخیل تحلیل العقل الی السلب والسلوب والنفی والثبوت والتکثر والتعدد انما ہو فی التعبیر عن معنی ہذہ النسبۃ البسیطۃ والترکیب والتکثر انما ہو فی العنوان واللحاظ لا فی المعنون والمعبر عنہ کما اذا عبرنا عن زید لیس بقائم بان معناہ عدم ثبوت القیام لزید فالثبوت والعدم انما ہما فی ہذا التعبیر والعنوان لا فیما یعنونان عنہ ویعبران عنہ وہو الحکایۃ البحتۃ البسیطۃ کما ان التکثر والترکیب فی عنوان المعنی ومفہومہ تعبیرہ بعدم البصر وہو امر بسیط فی نفسہ لا ترکیب ولا تکثر فی معنونہ وحقیقتہ اصلا فالتکثر والترکیب فی التعبیر الحکایۃ وعدم التکثر والترکیب فی المحکی عنہ متفق علیہ انما الخلاف فی ترکیب الحکایۃ والتکثر

دقیقۃ الطالب فی حقیقۃ السالب

اعلم ان الفردیۃ مثلا منتزعۃ من اربعۃ فلہا وجود ان وجود قبل الانتزاع وہو الوجود المتحد بوجود المنشار فہو وجود واحد مستند منسوب الی المنشار الذی ہو الاربعۃ بالذات والی المنتزع الذی ہو الفرد بالعرض وہذا الوجود ہو الوجود الذی یترتب علیہ الآثار وہو الذی الاحکام وصدرہا وجوبہ بعد الانتزاع وہو الوجود الذی یحصل فی خصوص ملاحظۃ العقل وانتزاع الذہن واعتبارہ وہو موقوف علی انتزاعہ واعتبارہ ولہذا یعدّ وجودا ظلیا واعتباریا وہذا الوجود ہو الوجود الممتاز عن الوجود المنشاء ای المختص علی حیالہ بالانتزاعی وہذا الوجود لنوفی الاتصاف بذلک الانتزاعی ومدارہ وملاکہ ہو الوجود الاول فان کون السماء فوق الارض لیس بمنوط بالانتزاع ذہن ما واعتبارہ فالفوقیۃ لیس فیہ مدخل للانتزاع والاعتبار فما یورد علیہ رحمی اتصافہا بہا ہو الوجود الخارجی للفوقیۃ المتحد بوجود منشاہا الذی ہو نفس الخصوص السماء وان کان ذلک وجودہا بوجود بالعرض فالوجود بعد الانتزاع یترتب ویتفرع علی الوجود الذی قبل الانتزاع وہو مبنیا واساسہ ولا یلزم ان یکون لوجود منشار الانتزاعی وجود اخارجیا او ذہنیا یحذو حذو الوجود الخارجی کما فی وجود الاربعۃ فان الاربعۃ منشار لانتزاع الفردیۃ مثلا ووجود الاربعۃ لیس وجودا خارجیا ولا ذہنیا یحذو حذوہ لکونہا امرا انتزاعیا اعتباریا بنار علی ان الاعداد کلہا انتزاعیۃ واعتباریۃ فظرف وجودہا وتحققہا خصوص لحاظ الذہن وانتزاعہ واذا انتزاعنا ہذہ الاربعۃ من معدودات اربعۃ انتزاعیۃ ایضا کما قلنا اربعۃ انواع او اربعۃ اجناس فان الانواع والاجناس معقولات ثانیۃ فظرف تحققہا خصوص ملاحظۃ الذہن وانتزاعہ یکون منشار ہذہ الاربعۃ ایضا انتزاعیا ولو کان عروض النوعیۃ او الجنسیۃ للانتزاعیات الآخر یکون منشاء ہذہ المعدودات التی ہی مناشی الاربعۃ ایضا انتزاعیا حتی ینتہی الی امر خارجی لا یکون اعتباریا بل یکون حافظا لواقعیۃ قاطبۃ ہذہ الانتزاعیات المترتبۃ والا لانقلبت الانتزاعیات باسرہا اختراعیات فعلی ہذا یحصل ان للزوجیۃ وجود منجزا بعد الانتزاع ہو وجودہا النطلی الانتزاعی المختص بہا وہو وجود ہا بالذات ولہا وجودات آخر علی حسب ترتب المناشی وذہابہا الی حیث تنتہی الی منشار خارجی فہی موجودۃ بہا بالعرض بواسطۃ او بوسائط وظروف اتصافہا ہی الملاحظات المترتبۃ فظرف اتصاف الاربعۃ بالزوجیۃ ہے

الجسم الماخوذ بشرط عدم الزيادة فهو مادة والماخوذ بشرط الزيادة نوع
والماخوذ لا بشرط شئ بل كيف كان ولو مع الف معان بمقوم داخل في
جملة متصل معناه فهو جنس جواب بالزيادة على السوال بزيادة معنى
الخط وهو النوع وتحقيق الكلام ان الاعتبارات الثلث اعني التعرية
والخط والاطلاق وان كانت في ملاحظة العقل ولكن لها ثمرات متمائزة في
الخارج ففي مرتبة التعرية يكون الجسم له وجود مغائر لوجود الانسان لكون
الوجود الاول جزء الثاني وايضا يكون له ذاة مغائرة لذاته لكون الذات
الاولى داخلة في محرم الذات الثانية ويكون تقدمها عليها بالذات
سوى التقدمات الشهورة ومازعم بعض المدققين ان هذا التقدم بشرط
الوجود فهو يصح للمجعولية الذاتية كما بينا في بعض الحواشي وفي هذه المرتبة
يكون الجسم بحيث تحل الصورة فيه وبحيث يقوم وجود الطبيعة لها وجودها
ونشخصه ووجودها الشخصي معلول منه ففي هذه المرتبة يستحيل حمله على النوع
والصورة لانه يقتضي الاتحاد وهذه المرتبة مرتبة المغائرة وامامرتبة الخلط
فهو مرتبة النوعية لا يبقى فيها العوارض المذكورة المادة لا تقضائها
المغائرة وهذه مرتبة الاتحاد الصرف وهذا الاتحاد اما ان يكون
اتحاد الوجود فقط كما زعمه القائلون بالتركيب الاتحادي او اتحاد
المشار فقط كما في التركيب الجبلي بان يكون مشارهما واحدا وهو النوع الثاني او الاتحاد الكلي

شيئا بل يحصل ... تامة الحصول بالنظر الى ذاتها والتشخص

بها والاشارة ... [illegible] ... نسبة الفصل الى الجنس ايضا

كذلك لما تقرر عندهم ان [illegible] الجنس [illegible] قلت نعم كذلك

في بعض الملاحظات ولكن [illegible] يكون كل واحد [illegible] الجنس و

الفصل امرا واحدا متحصلا بحيث [illegible] لا يكون [illegible] الى

الطبيعة النوعية كنسبة الفصل الى الجنس وان الفصل في [illegible] الملاحظات

التفصيلية يكون علة لوجود [illegible] ولا يكون التشخص كذلك والا

لزم الدور او التسلسل [illegible] ان النوع لا يحتاج الى التشخص في

التحصل والوجود ورفع الابهام النوعي بل في الاشارة فقط والجنس

يحتاج الى الفصل في كل واحد من تلك المراتب ولو في بعض الملاحظات

التفصيلية هذا هو الفرق بين التحصيلين اي النوعي والشخصي [illegible]

اما الفرق بين المادة والجنس فانه يقال الجسم مثلا انه جنس للانسان

فهو محمول وانه مادة له فهو مستحيل الحمل عليه وايضا يقال ان الجسم جزء

للانسان نفسه جزء لنفسه [illegible] لوجوده ويقال انه معلول من

حيث وجود الطبيعة والشخصية [illegible] من حيث وجودها [illegible]

صورته ايضا معلول من حيث الشخصية وذلك في مرتبة المادة وفيما

يكون كذلك وذلك في مرتبة الجنس [illegible] الفرق بينهما فنقول ان

وفي مرتبة التجرد غائر العام ومرتبة الاطلاق جامعة لهما مرتبتين ففيهما مرتبة
الحس ومقام الجنس سياتي في كلام المصنف واما مرتبة التجرد ففي مرتبتين
المغايرة وفيها يتحقق الجزئية للنوع والمعلولية من الفصل فان المعلول
مغائر للعلة بالضرورة ويحمل للكل كذلك ففي هذه المرتبة لاشائبة للحمل
وهذه مرتبة الاوة وفضي هذه المرتبة يتقدم الحيوان على وجود الانسان
ثم بنقاف القصر اليه يصير نوعا وهذا التقدم في هذه المرتبة متصور على
تقدير تقدم وجود الحيوان على وجود الانسان وهو تقدم بالطبع وتقدم
الحيوان على نفس الانسان وهو تقدم آخر سوى التقدمات
الخمسة المشهورة قبل الجواب لسوء ما الجنس من حيث هو جنس فهو بسيط
بالطبع والمادية فلا يكون له تحصل قبل
النوعية وكان كاسة الجنس بالنسبة الى النوع فانه من هذا التحقيق فانه يتفكك
في كثير من المقام فانه اذا خطر ببالك اي لاحظناه بالعقل
فلا يقتضي تحصل شيء سوى ربما لا تحصل المادة من الصورة ولا تحصل
النوع منهما فان الاول وجود العلة المقومة والثاني وجود المعلول المركب
واللون الماخوذ جنسا بر كما منهما بل يطلب في معنى اللون زيادة حتى
يتقرر بالفصل لانه امر مبهم فاذا حصلت فيه زيادة مطلوبة يقرر بالفصل
وهذه الابهام منه واما طبيعة النوع فليس يطلب فيها تحصيل

كالسواد والبياض والفرق بين المحل بالذات وبالعرض انما يكون
بحسب الدخول والخروج فقط فاذا وجد علاقة الحلول بين الشيئين
يصح حمل احدهما على الآخر حملا عرضيا ولكن يحمل كل واحد منهما على المجموع
بالمحل الذاتي ومنشاءه الحلول فقط فهذا يصح الحمل الذاتي بالنظر الى الذات
وحمل بعضها على البعض بالمحل العرضي وحينئذ يكون قول المصنف وجود
الجنس هو وجود النوع مشعرا الى الاتحاد الحلولي فقط دون الهوية بحسب
الحقيقة ومنشاء ذلك ان الجنس ليس له تحصل قبل النوع وان كانت قبلية
لا بالزمان يعني ان الجنس ليس له وجود في مقام التحصل النوعي قبل وجود
بان يحصل وجود الجنس في ذلك المقام اولا ثم يضاف اليه الفصل في
مرتبة اخرى حتى يحصل وجود النوع ثانيا والقبلية النفسية اعم من
ان تكون زمانية او ذاتية والذاتية اعم من ان يكون بحسب الوجود او
بحسب نفس تقدم الذات اما الاولى ففيها ظاهر واما الثانية فبكلا النحوين
تستلزم الجزئية والجزء بما هو جزء غير محمول والجنس محمول فلا يعتبر
في مرتبة الجنس مرتبة الجزئية بل هذه شاكلة المادة بالنسبة الى النوع
سواء كان مادة خارجية او ذهنية وتحقيق المقام ان الحيوان
مثلا اذا اخذ لا بشرط شئ فهو في هذه المرتبة جامع للمغايرة والاتحاد
مع النوع كالانسان والفصل كالناطق فانه في مرتبة الخلط متحد معهما

مندرجة تحت مقولة الكيف ثم تلك الحقيقة عنوانات باعتبار ذلك المفهوم الذي هو المطلق العلم الحصولي اي العلم الحاصل بتوسط الصورة احدها ما ذكرنا وهو كما انه مفهوم كذلك هو عنوان ايضا وثانيها العلم الذي لا يكفي فيه مجرد الحضور وثالثها علم تحقق كل فرد منه بعد تحقق الموصوف وراءها العلم الذي هو صفة منضمة للنفس وخامسها العلم الذي ليس كصفة وهذا عنوان عدمي كما ان الثاني ايضا نظر اليه وسادسها العلم الذي ليس بعلاقة العلية والتعلقية وبالعينية وسابعها ما هو بالصورة الحاصلة وبهذا يمكن استخراج تعبيرات الى غير النهاية واما عنوانات بعد تعين المصداق كما ذكرنا سابقا وكمفهوم الحالة الادراكية والحالة الانجلائية وغيرها ثم تلك الحقيقة مراتب اللحاظ كما اذا لاحظنا الشيء القائم بالذهن بانه قائم بالذهن وحال فيه وتشخص وكتشف بعوارضه غيبية القيام والاكتناف انها هي في اللحاظ الاني اللحوظ فانه تشخص وذهني موجود بنحو وجوده الخاص وتشخص تشخصه المخصوص وهذه الحيثية التي هي حيثية معروض العوارض هو الواحق انها هي امارة دالة على نحو الوجود والتشخص الحقيقة معتبرة في اللحاظ فاللحاظ والتعبير بهما متحدان وثانيها الكلي فان له مفهوما هو ما لا يمنع نفس تصوره عن وقوع الشركة فيه او ما لا يمتنع بالعقل فرض صدقه على كثيرين او لا ينقبض العقل عن فرض تكثره او ما ليس فيه الهيئة وهذا المفهوم ليس عين حقيقة الكلي ومصداقه بل كلية انها هي العروض حصة منه له فالكلي حقيقة هو ما يصدق عليه هذا المفهوم فانه عبارة عما لا يمتنع الخ او لا ينقبض الخ او ما ليس الخ كما ان الجزئي حقيقة هو ما يصدق عليه مفهوم الجزئي ولهذا لا يصح مفهوم الجزئي ان يكون جزئيا حقيقة الكلي هو منشار انتزاع هذا المفهوم من افراده لا ما ينتزع عنه هذا المفهوم فان المنتزع عنه هي الافراد دون الكلام فيه بل ما به منشار انتزاع المفهوم وهو المصحح للانتزاع كعروض الهيئة الخاصة او لوضع الخصوص لزيد منشار انتزاع القيام او القعود عنه والمنتزع عنه هو زيد نفي الكلي هو كالتجريد اللحاظي عن التشخصات او غير ذلك ومن هنا يقال ان ظرف الاتصاف بهو خصوص ملاحظة الذهن لا الخارج ولا الذهن واتحاد عينا ان منشار انتزاع هذا المفهوم امر واحد في سائر الحقائق الكلية موجودة كانت او معدومة ممكنة او ممتنعة باعتبار العنوانات بناء على ان المراد بالمنشار هو الامر الكافي في تصحيح الانتزاع في العلة المصححة الكافية في صحة الانتزاع المستقلة فيما سوا كانت تامة او متممة قائمة او قياما فتعدد المنشار يكون ممتنعا لانتزاع انتزاعي واحد فان صحة انتزاعه يكون امرا واحدا او اجتماع العلل المستقلة على معلول واحد محال مطلقا سوا كان المعلول واحدا شخصيا او نوعيا اذا تعلقت العلل بنفس حقيقة المعلول لا بافراده والخاصة ثم لا يتصور التعدد في الصحة الا باعتبار تعدد انتزاعات المنتزعين وهذا التعدد ليس من تعدد المنشار في شيء ولا يستدعيه كتعدد انتزاعات المنتزعين في قعود زيد او قيامه

بها حتی تعد ملحوظة مقصودة فعلی هذا حقیقة القضیة هی الموضوع والمحمول من حیث لوحظا ملحوظین بالربط و
ذانک الجزءان مع النسبة الرابطة فی داخلة فی الملحوظ لا فی اللحاظ و انما الحکایة عن شیء و مفهوما یحتمل الصدق
والکذب وهذه المراتب الاربع قد یتحد بعضها مع بعض فقد یکون کلها واحدا وقد یکون بعضها مع بعض متحدا دون
البعض وقد یکون مغایرا له ومن جهة عدم التمییز بینها کثیرا ما یقع الخبط والغلط لمن یتعقد علیهم الانامل ابدا فضلا عن الصبیة
من اوانی المحصلین ثم لنفع ههنا بمشئة الله تحقیق تمایز التفارق بین هذه المعانی فی ذهن المحصلین تشحیذ قرائح
المفکرین احدها العلم الحصولی فان له مفهوما هو العلم الحاصل بواسطة الصورة وهذا المفهوم لیس حقیقة العلم الحضوری
فان هذا المفهوم لیس علما حصولیا فانه مفهوم من سائر المفهومات ومعلوم من جملة المعلومات کالانسان والفرس والبقر
والضارب والقائم وغیرها وهذا من قبیل المفهومات التی لا یعرض لها حصة من حصصها حتی یکون هذا محمولا علی نفسه
بالحمل العرضی کالجزئی فان مفهومه لا یعرض لنفسه فهذا المفهوم اعنی العلم الحاصل بالصورة لا یحمل علیه انه علم
بل معلوم کمطلق العلم ومطلق منشأ الانکشاف لا یقال علیه انه علم بل معلوم ومفهوم فهذا المفهوم لا یمکن ان یکون
عین الحقیقة فان الحقیقة علم ویحمل علیها العلم وهذا المفهوم لیس بعلم ولا یحمل علیه بل هو فی نفسه من المعلومات و
المفهومات الاتری ان مفهوم العلم لیس بعلم بل معلوم والعلم انما هو مصداقه وهذا مثل التعین والتشخص فان مفهوم
هذین اللفظین لیس بتشخص وتعین والتشخص حقیقة انما هو مصداقه وهذا المفهوم مفهوم کلی وتعبیر وعنوان کاشف عن
تلک الحقیقة الواقعیة الواقعة فی الخارج او الذهن سواء کانت امرا منضما الی الماهیة کما هو ذوق المشائین او جزء
الماهیة کما هو مشرب صاحب المواقف او عینها کما هو مسلک المحققین وکذلک الحقیقة هی مصداق هذا المفهوم ای مفهوم
العلم الحاصل بتوسط الصورة وهی منشأ انتزاعه ومطابق حمله وهی التی حکی عنها بهذا المفهوم فهی محکی عنها وماخذه و
هی التی یعبر عنها بالشئ القائم بالذهن او المکتنف بالعوارض الذهنیة او المتشخص بالتشخصات العقلیة او المتشخص
الذهنی علی مذهب الجمهور بالحالة الادراکیة او الانجلائیة علی مذاق المحققین فلو قلنا ان حقیقته هو الشئ القائم
بالذهن او الصورة الحالة فیه او الصورة العلمیة علی اختلاف العنوانات مع اتحاد المعنون والمقصود یلزم ان لا یکون
له حقیقة واحدة تنکشف عنها هذه العنوانات او نفهم بالمفهوم الذهنی ذکرنا من العلم الحاصل بتوسل الصورة کما
لیس لمفهوم التشخص والتعین حقیقة واحدة علی رای المحققین بل هی حقائق متخالفة متباینة علی حسب تباین الماهیات
وحاله کحال مفهوم الماهیة بالنسبة الی مصادیقها فانه عرض عام لسائر الحقائق المتصادمة المتزاحمة نعم لو قلنا ان حقیقته
هی الحالة الادراکیة او الانجلائیة علی ما علیه رؤساء التحقیق لا یلزم ان لا یکون له حقیقة واحدة فانها عندهم حقیقة واحدة

الاول من لامطلقا بل بواسطة عروض معقول ثم قبد بمرتبة كالثالث بواسطة الثاني والرابع بواسطة الثالث
فمفهوم البديهي غير حقيقة فان النظر جزء لمفهومه داخل فيه وليس جزء لحقيقته والا لكان محتاجا الى النظر في نفس ماهيته
وقوام حقيقته بل النظر ليس جزء لحقيقة النظري ايضا فان النظري ليس احتياجه الى النظر في نفس طبيعته وتقوم ماهيته و
تقررها فان الاحتياج فيه ليس الا الى المقومات والاجزاء الحقيقية والنظر انما هو مجد لحصوله فهو ليس علة خارجية مجامعة له
ايضا فالنظر والتوقف داخلان في مفهومه حالا في حقيقتها وماهيتها كما ان البصر داخل في مفهوم المعمى لا في نفس المعنى فكمفهوم
الكذب وهو عدم مطابقة النسبة او الحكاية للواقع فان العدم والنسبة والواقع امور داخلة في مفهومه لا في نفس ذاته وحقيقته
وكذا مفهوم الصدق فانا حالتان بسيطتان يعترض القضايا المخصوصة يعبر عنهما بالمطابقة واللامطابقة فتانك الحالتان العارضتان
تتعقلان منشأين للانتزاع مفهومي المطابقة واللامطابقة لا منتزعين والثالثة مرتبة العنوان والتعبير وهو بالعنوان يرتبط شيء
ويعبر به عنه كالقضية لدى الفطنة فان عنوانها هو هذا المعنى اي المعقول الذي يدوم ويتحقق دائما ومفهومها هو ما يحكم فيها بثبوت المحمول
لذات الموضوع ما دام ذات الموضوع موجودة وهذا المفهوم غير ذلك العنوان بحسب المفهوم وحقيقتها هو معروض هذين المعنيين
ومنشأ انتزاعهما ومصداق حملها ومطابقة وكذا لخبر فان عنوانه الذي يعبر عنه هو الحكاية عن الواقع او عن شيء ومفهومه
ما قلنا مما يحتمل الصدق والكذب وحقيقته ما سلفناه من الموضوع والمحمول والنسبة فالعنوان والتعبير قد يكون بحسب العنوان
كما اذا قلنا الانسان تاطق فالوصف العنواني عين الحقيقة المعنونة وقد يكون غيرها كما اذا قلنا الكاتب والضاحك
تاطق فالوصف العنواني اما تعبير عن الحقيقة الانسانية وهو غيرها بالذات او عن الافراد الخارجية وهو غيرها بالعرض كذلك
وفي هذا المثال ظهر مغائرة المفهوم ايضا فان الكاتب او الضاحك وان كان عنوانا للانسان او لافراده لكنه ليس
مفهوم الانسان ولا افراده وكما قلنا هذه القضية كذا واشرنا بها الى قولنا زيد قائم فمعنى لفظة هذه القضية عنوان وتعبير
لقولنا زيد قائم وليس هو مفهومه وكما اذا قلنا جارني فلوك فاخوك تعبير عن زيد مثلا وليس هذا مفهوم زيد والتعبيرات
عن شيء واحد تكاد لا تتناهي بعنوانات شتى من جملة ذلك مفهومه ايضا قد يقع معبرا عنه وعنوانا لكاشفاته فالعنوان
قد يكون غير المفهوم كقولنا النظري كذا فان مفهومه ما قلنا وعنوانه معنى النظر مع بالنسبة وقد يكون عينه كقولنا ما يتوقف
على النظر كذا والرابعة مرتبة اللحاظ والملاحظة الذهنية والتوجه العقلي وهو اذا لاحظ الذهن الشيء فما حصل منه
في لحاظه فهو مرتبة لحاظ ذلك الشيء فقد يكون شيء داخلا في لحاظ اذ ملاحظة الذهن لا في نفس حقيقته ومرتبة لحوظه
كالنسبة الجزئية الحاكية الرابطة عند السيد الزاهد فانها داخلة في لحاظ القضية لا في حقيقتها وماهيتها بمعنى انه اذا لاحظها
الذهن يدخل هذه الرابطة في لحاظه بما انها مرآة للملاحظة لا في مرتبة اللحوظ بعدم استقلالها وعدم صلوح تعلق القصد

اعلم ان الشئ مراتب اربعۃ الاولی مرتبۃ حقیقتہ ونفس طبیعتہ وجوہرہا بیتہ ولہا تعبیرات شتی باعتبار لحوق اعتبارات مختلفۃ لہا فقد یقال لہا المکون وقد یقال لہا المعبر عنہ وقد یقال لہا الملحوظ والمقصود والغایۃ وقد یقال لہا مرتبۃ الطبیعۃ والماہیۃ والذات والحقیقۃ والثانیۃ مرتبۃ المفہوم وہو ما یفہم من الشئ کوجود عین الحقیقۃ کمفہوم الانسان وہو الحیوان الناطق ولیس معناہ ان مفہوم من معنی الحیوان الناطق وہو المفہوم الاشتقاقی الانتزاعی للحیوان والمفہوم الاشتقاقی الانتزاعی للناطق ہو عین حقیقۃ الانسان حتی تحمل ضرورۃ بل ان مصداقہ ومشارہ عین حقیقۃ وقد یکون غیرہا کالمفہوم بالعرضیۃ فان مفہومہا ہو ما یحمل الصدق والکذب فہذا المفہوم ہو المعقول الثانی عارض بحقیقۃ بالعرضیۃ وہی الموضوع والمحمول والنسبۃ علی مذہب الجمہور والموضوع والمحمول حال کحمل بالنسبۃ الرابطۃ بینہما علی مذہب السید الاستاذ بحقیقۃ بہا بالحقیقۃ ہی الامر المشترک بین سائر افرادہا وہی المعقود الخامسۃ الجزئیۃ کزید قائم وعمرو قاعد بالضرورۃ وذلک الامر المشترک وان کان تمام حقیقۃ افرادہا نوعا لہا او خاصۃ لہا عارضا لہا وہو بجملتہ ہو مشار الانتزاع منتہی احتمال الصدق والکذب وہو المصحح لحکایۃ ہذا المفہوم ومصداقہا مطابق صحۃ حمل الصدق والکذب الحکی عنہ وہم عبروا عن ہذہ الحقیقۃ بالموضوع والمحمول والنسبۃ او الموضوع والمحمول حال کلی نما مرتبطین بالنسبۃ الجزئیۃ الحاکیۃ فہذا الاشتقاق عنوان وتعبیر لذلک الحقیقۃ لا مفہوم لہا والمفہوم ما ذکرنا مما یحمل الصدق والکذب والمفہوم البدیہی والنظری فان مفہوم البدیہی لا یتوقف علی النظر والاحتیاج الی تحصیل حصولہ الیہ حقیقۃ ہی الماہیۃ العارضۃ لسائر افرادہ کقولنا النار محرقۃ او احد نصفی الاثنین او الزوج منقسم بمتساویین فہذا کان الامر العرضی المشترک لعارض سائر المعقود البدیہیۃ ہی حقیقۃ البدیہی قد یعبر عنہا بما حصل بلا واسطۃ او بلا اقتدار او بما یکون حصولہ بلا فکر او ما حصل باحدی الطرق الخمسۃ المشہورۃ فہذہ تعبیرات وعنوانات لہا والمصداق والمعنون واحد وہو عارض طبیعۃ عرضیۃ للقضایا بالضرورۃ بالضرورۃ وصف لہا وہو المعبر عنہ بہذہ التعبیرات ثم مفہوم البدیہۃ معقول ثالث العرض للمعقول الثانی بالعرض بمعنی ان یکون لہا معروضیۃ للمفہوم بالحقیقۃ الذی ہو معقول ثان وہلم جرا الی معقول ثالث والرابع وہکذا الی غیر النہایۃ الا انہ ہمار بغیر المعقول

والا لزم الدور في المركبات والمفردات التي لها شابهة بالمركبات في الوضع النوعي
وهذا الحق المتبع عندهم وعليك بتطبيق كلام المصنف عليه بقي فيه نظر وتحقيق بقدر المفيد
المتن نعم يشابه المركب في الوضع النوعي لا يلزم الدور فيه ايضا على تقدير حصول معناه
بتبعه وذلك اذا فرضنا لفظا مفردا كذلك للانسان والفرس فرضنا علم واضعه فعلم
معناه بالوضع النوعي (اي الذي لم يشابه) وحينئذ لم يحصل في الذهن وانما يحصل الالتفات
اليها فقط وحينئذ اذا القينا لفظ الانسان والفرس فرضنا حصولهما بواسطة وضع
ذلك اللفظ في الذهن فلا يلزم الدور فان حصول معناه في علم الواجب بالوجه العرضي فانما
يحصل الالتفات الى معناه فقط بعد القاء اللفظ عليه في علم الواضع على هذا الوجه يجوز
ان يكون فرق بين حصول معناه ايضا وفرق بين التفات الشئ وحصوله وكذا فرق بين الحضور بالذات
وبين حصوله بالعرض فلا يلزم الدور وتقاعد الموقوف والموقوف عليه اللهم الا ان يجاب بان
هذا الاحتمال من المستبعدات فانه لا مناسبة بين اللفظ ومعنى ان الكل اللفظ موضوع لكله فان هذا
بعد من ايصال الرسوم الى كنهه لاتحادهما معه بالعرض فدون هذا والى هذا التفصيل اشار
المصنف بقوله وانما مثلنا اي من اللفظ المفرد الاحضار فقط اي لتحصيل معناه ابتداء او
بالذات ثانية في المدرك بالتوجه الى معناه وذلك معنى التعريف اللفظي ولذا قال
والاولى التعريف بالالفاظ اي الاصح تعريف المعنى المفرد سواء عبر عنه بلفظ آخر او بلفظ المفرد
الموضوع له ازالة الالتعريف لفظيا وذلك لعدم الافادة الا الوجود الاحضاري

تمت

النوعي فان المشبه به ملحق به لا يكون مفردا عن كل وجه والا لزم الدور وجه اللزوم
ان اللفظ المفرد بالمعنى المذكور اعني ما لا يكون مركبا ولا مشبها به يكون فهم المعنى
عنه متوقفا على العلم بوضع اي وضع ذلك اللفظ لذلك المعنى والعلم بهذا الوضع
يتوقف على علم المعنى فيلزم الدور والا جرى هذا الدليل في المركبات والمفردات
التي اوضاعها نوعية كالصفات المشتقة ونحوها مثالها فان في المركبات معرفة
اوضاع المفردات والتركيب النوعي على الوجه الكلي يكفي لحصول العلم بالوضع ولا يحتاج
في معرفته الى ان يحصل علم الجزئيات المفصلة فالموقوف جزئي والموقوف عليه كلي
والا دور وتفصيله ان مثل غلام زيد اذا عرفنا مفرداته وعلمنا ان الاضافة للاختصاص
مثلا فهذا القدر من علم الوضع لا يحتاج الى علم جزئيات الاضافة مفصلا بل العلم
الاجمالي المتعلق بها كيفيه فاذا قلنا غلام زيد مثلا للمخاطب وعلم المخاطب مفرداته
وعلم ان الهيئة التركيبية للاختصاص فهم المخاطب بواسطة العلمين المذكورين
اختصاص الغلامية لزيد وبها معنى خاص حصل في الذهن ابتداء ولم يحصل له
من قبل فالمركب الاضافي افاد المعنى الجديد فكذا حال المركبات الجزئية والانشائية غير
وكهذا حال المفردات التي لما وضع نوعي كاسم الفاعل والمفعول والفعل وغيرها فان الضارب
مثلا اذا القيناه على المخاطب في حال كونه عالما بأن الضرب وان الصيغة لمن قام به الفعل
حصل للمخاطب معنى الضاربية الخاصة في الزمان الذي لم يحصل له هذا المعنى من
قبل فتلخص من هذا ان المفرد الذي لم يشابه المركب في الوضع النوعي لم يفد المعنى

فالتجويز في واحد دون واحد في الصورة المذكورة المفروضة ترجيح بلا مرجح وهو
باطل فكذا المقدم وبهذا غاية الجمال هنا لتصحيح كلام المصنف ههنا قالوا المفرد
اذا عرف بمركب تعريفا لفظيا لم يكن التفصيل المستفاد من ذلك المركب مقصودا
اذ لو كان مقصودا فجعل ذلك مرة للمعنى وجدانى فينقلب التعريف
اللفظى الى الحقيقى فان قلت يجوز ان يكون مرة للاحضار فقط قلت في
الاحضار يكون الاجمال والتفصيل سواسيان بل الظاهر هو الاول فيكون
التفصيل لغوا غير مقصود وهو المطلوب قال الشيخ الاسمار والكلم في الالفاظ المفردة
نظير المعقولات المفردة التي لا تفصيل فيها ولا تركيب لا صدق ولا كذب لها نظير
في ان المعاني المفردة كما لا يعقل فيها التفصيل لعدم الاجزاء كذلك لا يفهم
التفصيل من الالفاظ المفردة كما مر منا تفصيله وفي ان المعاني المفردة
كما لا يعقل الصدق والكذب فيها كذلك لا يفهم الصدق والكذب من
الالفاظ المفردة لكن السبب المذكور في المشبه به عقلي وفي المشبه استقرائي
وفي النهيس ايضا تفاوت يجده الفهم المستقيم بل لا يفيد المنتهى اي ابتداء اما
في المرتبة الثانية فلا ينكر كما سياتي والظاهر ان مرجع ضمير لا يفيد ههنا لفظ
المفرد لا الاسمار فان بعض الاسمار كالصفات المشتقات والكلم كلهم
يفيد ان اريد بالمعنى المذكور والدليل يخصص باللفظ المفرد والمراد باللفظ المفرد
ههنا ما لا يدل جزؤه على جزء المعنى ويكون بحيث لا يشبه المركب في الوضع

و المحصولة اولا في ذهنه وكذا يجوز ان يكون له مرجحات اخرى لا يخفى على من
له ادنى فطانة ولو لاذلك لبطل المشترك مطلقا مع انه محقق وجوده بالدليل الاستقرائي
والالجاز تحقق قضية احادية معناه ان القضية عندهم منحصرة في الثنائية والثلاثية
ولبطل الاحادية بالاستقراء فلو جاز الانتقال من اللفظ المفرد الى التفصيل لجاز
الانتقال منه الى معنى الموضوع والمحمول والنسبة التامة الخبرية والانتقال المذكور باطل
فالتالي باطل فكذا المقدم وهو المطلوب فان قلت ما ذا اريد بالجواز في قوله والا لجاز
الخ ان اريد به الجواز المستفاد فذلك غير ممنوع فلا نم بطلان التالي كيف و
صيغة افعل وفعل ينقل منها الى معنى القضية وهو مفرد لو لم يتكلف بدلالة
الهمزة على المسند اليه المتكلم الواحد في افعل والنون على المتكلم مع الغير في نفعل و
ان اريد به الجواز الوضعي اي الجواز المقارن به فذلك غير مفيد للمطلوب لان
تحقق الاستقراء في القضية بان لا يفهم معناه من اللفظ المفرد لا يستلزم ان لا يوجد
لفظ مفرد اصلا ينتقل منه الى المعنى المركب التفصيلي التوصيفي او الاضافي وغير ذلك
فان الاستقراء في نوع لا يستلزم الاستقراء في نوع آخر وحاصله منع الملازمة بين المقدم
والتالي وهذا اوضح لمن له ادنى حدس قلت حاصل كلام المصنف انا تتبعنا و
استقرينا بالاستقراء التام فوجدنا الالفاظ المفردة غير دالة على المعاني المركبة
بالتفصيل نعم يجوز ان وقوع لفظ مفرد دال على التفصيل يجوز ان تحقق قضية احادية
فان الالفاظ المفردة بالنظر الى المعاني المركبة المفصلة سواسية في الاستقراء المذكور

غیر سدیدۃ ترکنا ذکرہا واذا احتجنا لہا یأتی الی التطویل بلا طائل نعم ینتقض بالقال
الطرد والعکس مثلا بل ینتقض باختلال الذاتیۃ فی الحدود والرسمیۃ فی الرسوم وکونہ
اجلی وغیر ذلک فی المعارضۃ انما یجوز فی الحدود الحقیقیۃ اذ حقیقۃ الشیٔ لا تکون الا واحد
بخلاف الرسوم معناہ ان المعارضۃ بتعریف حقیقی آخر انما یتصور فی الحقیقۃ
فان التغایر انما یتصور فیہا لان تعدد الحقائق لشیٔ واحد من المتغایرات ولا شک
ان یتعدد تمام الذاتیات بتعدد الذات وہذا بخلاف الرسوم فان بتعدد ہا
لا یتعدد الذات ولا یلزم فیہ استحالۃ اخری فلا یتصور التعارض فیہا البحث
الرابع اللفظ المفرد لا یدل علی التفصیل اصلا ای بالوضع الواحد اما اذا کان
مدلولہ بسیطا فوظاہر لعدم وجود الاجزاء لہ وامّا اذا کان مرکبا فانما ینتقل من اللفظ المفرد الیہا بالملاحظۃ الوحدانیۃ فان
الوضع الواحدی المفرد موجد لہا بالاستقرار وانما قیدناہ بالوضع الواحد
لان المفرد المشترک الذی تعدد فیہ الوضع یجوز ان یدل علی المعانی
الکثیرۃ بالتفصیل بحسب تعدد الوضع فان قلت التفصیل فیہا ان یکون فی
آنین واحدا او فی الآنات والازمنۃ والاول باطل لما تقرر عندہم من ان النفس
فی آن واحد لا یلاحظ الی شیئین ملاحظین والثانی ایضا باطل لوجود اشتراک
بلا مرجح فان الاوضاع کلہا بالنسبۃ انما ہی عند اللاحظ لا ترجیح لاحدہا
علی الآخر قلت کلا بل یجوز ان یرجح بعض منہا علی الآخر لمناسبۃ طبع اللاحظ

ضرورة استدعاها المقام فان المناظرة انما تجري فيه نعم هنا كلام في ان الاحكام المذكورة
من يأتي بالتعريف فقد يقصد الكامل منها اي تميز المعرف بالفتح تميزا كاملا بحيث
يدخل جميع افراده ويخرج غيرها بتمام الذاتيات فهو كما نبه عليه بعض المحققين
مفهوم جامع مانع والية اشار بقوله مثل دعوى الحدية والمفهومية والاطراد والانعكاس
وغير ذلك مثل دعوى الاوضحية او غيرها وبالعرضيات فيتضمن دعوى الرسمية التامة
وغيرها من المذكورات سوى الحدية فيجوز منع تلك الاحكام المراد من المنع طلب الدليل
على تلك الاحكام وكذا يتوجه النقض عليه بيان الاختلال نعم المعارضة انما يتوجه على
الحد الحقيقي كما سياتي لكن العلماء اجمعوا على ان منع التعريفات لا يجوز فكانه اي المنع
المذكور شريعة نسخت قبل العمل بها لم يظهر لهذا الضعيف الى الآن وجهه وجيه
في النسخ بل الظاهر ان من اشتغل بتعريف الشيء بالذاتيات او العرضيات
يسع للشخص الآخر ان يمنع صدقها على الشيء المذكور وايضا يمنع ذاتيتها وعرضيتها
وان يمنع سائر شرائط التعريف فهذه الاحكام الصحيحة اللازمة تمنع ويمتنع
لزومها ايضا قيل في توجيه المنع للمعرف ان يقول ان اعرف عندي
ما يصدق عليه هذا التعريف وهذا التوجيه باطل فان الكلام فيما اذا عين
المعرف بالفتح وهذا واقع في مباحث التعريفات فيقول المانع لا نسلم صدقها
على المعرف بالفتح المذكور فيرجع هذا الى منع الملزوم ضرورة استلزام منع
اللازم منع الملزوم الذي ظهر لزوم اللازم له وقيل في توجيه المنع بوجوه آخر

في المطالب التصورية للفائدة الاولى فان نظرهم مقصور عليها اذ البحث عندهم
انما يتعلق من جهة تلك الفائدة وحينئذ يورد ونه في جواب الطالب التصور عندهم موقفا
للغة واما اهل اللغة فينظرون الى الفائدة الثانية وهي موضوعية اللفظ للمعنى فانهم
انما يبحثون من الالفاظ من تلك الجهة ولذا سمي فيما يبحثون مذاهب وهذا
معنى قول المصنف فمن قال انه من المطالب التصديقية لم يفرق بينه وبين البحث
اللفظي يعني لم يفرق بين الطريقتين اللتين ذكرتهما البحث الثالث الخ مثل
العرف اي من ياتي بالتعريف وهو الظاهر بالتشبيه فكما ان النقاش ينقش الشيء في
اللوح ليكون مرآة لذي الشيء كذلك من ياتي بالتعريف ينقش في الذهن صورة
المعرف بالكسر ليكون مرآة للمعرف بالفتح اي الحاصلة في الذهن على طريقة القدماء
او كالالتفات اليه على طريق بعض المحققين من المتاخرين فكما في المشبه بهيس الا التصور
البحث كذلك في المشبه يكون الا التصور بحث الا حكم فيه بالصراحة ويمكن ان يراد بالعرف
في قول المصنف المعرف الاصطلاحي فيكون معنى التشبيه ان النقاش كما يعرف
ذو النقش به كذلك المعرف بالكسر يعرف المعرف بالفتح اي يحصل صورته او الالتفات
اليه بالقيامة بالذهن وعليه ينادي كلام فخر الاسلام من ان حصول صورة المعرف فيها بالذهن
علة لحصول صورة المعرف واذا كان في الثاني نحو من البعد اخرناه اولا والمعنى
الاول كنقش نقاش من نقش شجاني اللوح فالتعريف تصوير بحث الا حكم فيه وقد مر شرحه فالتوجه عليه
اي لا توجه من جهة التعريف والتصوير البحث شيء من النوع من النقض والمعارضة

على الصورة الحاصلة في العقل او الحواس من غير ان يتخذ الصورة الكلية مثلا
من المخزنة وهي العقل الفعال عندهم فانه ذلك مع بعده لم يدل عليه دليل
ثم بعد تحقق التعريف اللفظي من المطالب التصورية ايضا لا يخلو من البعد وهذا
ما عهدناه لك سابقا فعليك بالتامل الصادق وقطع حبل التقليد والنظر الفائق
الا ترى اذا قلنا الخضنفر موجود فقال المخاطب ما الخضنفر فشرحه بالاسد هنا تاييد الدليل
المذكور في المتن على اثبات كون التعريف باللفظ من المطالب التصورية وتقريره
انا اذا قلنا الخضنفر موجود فقال المخاطب ما الخضنفر فهو انما يطلب تصوره مرة ثانية في
المدركة لحصول الصورة في الذهن سابقا ولذا قال المصنف فليس هناك حكم بل هنا
تصور سابق مرة ثانية فثبت كونه من المطالب التصورية وانت تعلم ان هذا ايضا لا يفيد
ايضا لا يتم فان التغيير يجوز ان للالتفات فقط بدون تحصيل الصورة مرة ثانية
في المدركة وقد مضى ذكره نعم بيان موضوعية اللفظ في جواب بل هذا
اللفظ موضوع لمعنى بحث لفظ يقصد اشاته بالدليل في علم اللغة فمن قال اذا من المطالب
التصديقية لم يفرق بينه وبين بحث اللفظ اللغوي وحاصل ان التعريف اللفظي قد
يحصل فيه فائدتان الاولى التصور ثانيا للصورة المخزونة والثانية وضع اللفظ لمعنى
الا ترى انا اذا قلنا الخضنفر موجود فقال المخاطب الخضنفر فشرحه بالاسد فحينئذ
يعني طلب الاحضار للصورة المخزونة وهو عبارة عندهم عن حصول الصورة في المدركة
ثانيا وان لفظ الخضنفر موضوع لمعنى الاسد المعلوم اولا والمنطقيون انما يعدونه

بالرسم ایضا فانظر الی ہذہ التکلفات البادرۃ لاصلاح کلامہم والحق المتبع
ما قالہ الامام الرازی وان زعم الحکماء کلامہ او ہن من بیت العنکبوت والحق عندی
انقلاب ریح الملامۃ المبحث الثانی فی التعریف اللفظی من المطالب التصوریۃ
والتحقیق فی بیانہ ما ذکر من انہ یحصل بہ التصور ثانیا فی المدرکۃ وہذا الطریق مثبت عندہم
فانہ جواب ما ہو وکل ما ہو جواب ما ہو فہو تصور وقد ینتقض فی ہذا
الدلیل بان ذلک اقتناص للحقائق العلمیۃ بوضع الالفاظ والاصطلاحات فانا
وان سلمنا ان التعریف اللفظی جواب لکن لانسلم ان جواب ما ہو منحصر فی التصور
ولیس علی اثباتہ دلیل لان الاصطلاح اذ الوضع اللغوی الذی لایمکن بہا
اثبات حصول الصورۃ فی الذہن بل یجوز ان یکون ثمرتہ ہو الالتفات
الی الصورۃ المعلومۃ فقط والعرف الخاص او العام انما یقصدون بلفظ ما ہو
التصور بالمعنی الاعم من حصول الصورۃ او الالتفات الیہا حینئذ لایتم مقصودہم
من اثبات کون التعریف اللفظی من المطالب التصوریۃ حقیقۃ فانہ لایثبت
الا عند حصول الصورۃ حقیقۃ نعم انما یثبت ذلک فی التعریف اللفظی اذا ثبت
حصول الصورۃ فیہ مرۃ ثانیۃ فی المدرکۃ وہو لم یثبت عندہم بدلیل قطعی
بل یجوز عند العقل بعد تسلیم حصول الصورۃ فی الذہن ان یکون الصورۃ
حاصلۃ فی المدرکۃ فقط بل الذہن عنہا ای لایلتفت الیہا اصلا وقد یلتفت
الیہا بالوجہ الاجمالی او التفصیلی فالمسؤل والاحضار انما یطرء کان

في الذهن عند التحديد قالجنس والفصل اذا حصلا بوجودين في الذهن وقيد
الاول بالثاني ثم الحد ثم بعد ذلك يحصل وجود ثالث تحقيقي لكل واحد منهما مقارن بل
مستلزم للالتفات الى وحداني هذا الوجود الآخر المقارنين للالتفات هو العلم النظري
التصوري المطلوب وما قالوا لابطاله انه يستلزم اجتماع المثلين كما ذكرنا فجاب عنه
بان اجتماع المثلين المحال انما هو اجتماع فردين لماهية واحدة في زمان كذلك
بجهة واحدة ويجوز ان يكون الوحدة الاخيرة مقصودة هنا فان الجهات لما اعتبرنا
قيامه وحصوله بالذهن في الحد يكون بجهة من الحمل وبعلها الاستعدادات الخاص
فيه واذا اعتبرنا قيامه وحصوله بالذهن في المحدود يكون بجهة اخرى مغايرة
للاولى وهي الاستعدادات الخاص وهذا الحال في الفصل وهذا كما يقال
ان الصورة الجسمية طبيعية نوعية واحدة يتعدد افرادها في الحمل الواحد وهو
هيولى العناصر في زمان واحد وانما يكون ذلك بتعدد الجهات في الهيولى
وهي الاستعدادات الخاصة فالتعدد ههنا ايضا يجوز ان يكون بتلك الجهات
واما في التعريف الرسمي فبالتزام ان الصورة التي صلة للرسم لها اعتباران
اعتبار ذاتها كونها آلة للالتفات الى المرسوم وبهذا الاعتبار رسم وقد يكون
بديهيا واعتبار انها وجود عرضي للمرسوم في الالتفات بعد الرسم وبهذا الاعتبار
يكون تلك الصورة ثمرة التفكر ونتيجة في العلوم النظرية وهذا كما يقال
ان المعالج بالفتح مرتب على المعالج بالكسر وحينئذ يحصل التصور النظري

بينهما على سبيل التوصيف ثم وجود الحد في الذهن فبعده اما ان يكون الحاصل في
الذهن وثمرة التحديد هو ذات الجنس المتحد بالذات مع الفصل وهو المحدود
فذلك باطل بما ذكرنا اولا او يكون الحاصل هو الجنس المتحد بالوجود فقط
مع الفصل وهو ايضا باطل لما ذكرنا ثانيا او يكون الحاصل هو ذات الجنس
الموجود بوجود مغاير لوجوده الاول المعتبر في الحد مع الفصل كذلك فذلك ايضا باطل
لانه يلزم حينئذ اجتماع المثلين ضرورة وجود فردين من نوع واحد في محل
واحد في زمان واحد وهو باطل على ما تقرر عندهم في موضعه واما ان يكون الحاصل
هو اللحاظ الوحداني فقط متواردا متعاقبا على الموجودين الاولين في الحد
من الجنس والفصل وهو الحق بالنظر الدقيق فثمرة التحديد حينئذ لا يكون هو
الصورة الحاصلة بل التوجه وهو ليس بعلم وتصور وحينئذ يبطل التحديد مطلقا
فان ثمرته اللازمة له عندهم هو حصول العلم التصوري وليس بحاصل فاذا
بطل اللازم بطل الملزوم وكذا يبطل الرسم فان الحاصل بعده لا يكون
ذات المرسوم بل انما يحصل بعض الالتفات اليها كما تقرر عندهم وليس بعلم وبهذا
البيان يظهر لك عدم حصول الصورة في الحد الناقص والرسم الناقص فلم
يحصل التصور بافادة الرسم كنهه فتحقق التصور النظري وهو ايضا باطل عندهم فقد تم
شك الرازي على طريق البرهان والالزام على الحكماء اللهم الا ان يتكلف
لتصحيح كلامهم اما في التعريف الحدي فبالتزام تعدد وجود الجنس والفصل

بتمام الماهية وهو علم تام وقد يكون ببعض اجزائه وهو علم ناقص فالعلم الاول و
ان لم يحصل ببعض الاجزاء ولكن الثاني حاصل به وهو نحو من التعريف وايضا
نختار التعريف بالعوارض ونقول ان علم المعرف بالفتح على نحوين علم كنهه وعلم
وجه فالاول وان لم يحصل بالعارض لكن الثاني حاصل بها وما قال
الشاك في رده ان العارض ينسب الى الوجه الحاصل به التشقق المذكورة
مدفوع ايضا بانا نختار انه عينه ولكن يغايره بالاعتبار فان المعرف بالكسر ذات
العارض والمعرف بالفتح العارض من حيث اقترانه بذلك المعروض فالتغاير
الاعتباري حاصل ههنا ايضا كما عرفت في الحد والمحدود به يندفع تحصيل الحاصل
اقول شك الرازي غير مندفع فان الجمل والمفصل لا يكون بينهما تغاير الا بحسب
اللحاظ فقط بدون تغاير الذات والوجود اما الاول فقد قررناك سابقا ان ذات
الحد والمحدود واحدة والا يلزم الانقلاب المستحيل ومفاسد اخرى فتذكر ما ذكرناه
آنفا واما الثاني فما ذكرناه ايضا من ان وجود الواحد لا يقوم بمحلين فاذا لم يتحقق
تغاير بين الحد والمحدود الا بحسب اللحاظ فالجنس والفصل اذا لوحظ كل واحد
منهما بلحاظ مغاير يكون حدا ثم بعد التحديد يتوارد عليهما لحاظ واحد وهو المعنى
من المحدود المجمل ثمرة التحديد حينئذ يكون هو اللحاظ الوحداني فقط فليس
بعلم كما ذكرناه مكررا فلم يكن الحاصل علما نظريا وتفصيله ان الجنس القريب اذا
حصل في الذهن وحصل بعده فصله القريب بوجود مغاير له وحصل التقييد

بما لا یرضی به قائله و بالجملة تعریفه فاسد لاتخفی علی المتفطن فاندفع شک الرازی ان التعریف
الماهیة اما بعضها او بجمیع اجزائها وهو نفسها فالتعریف تحصیل الحاصل او
بالعوارض ولا علم بالحقیقة الا العلم بالکنه والعوارض لاتعطیه تقریر الشک ان
التعریف باطل فان المعرف ما ان یکون عین المعرف فالتعریف دوری
وعجمیع اجزائه وهو نفسه فالتعریف ایضا دوری وعلی کلا الشقین یلزم تحصیل
الحاصل فان المعرف بالکسر یحصل قبل المعرف بالفتح واذا کان الثانی عین الاول
ویحصل بعده فیلزم تحصیل الحاصل اذ الحصول لذات واحدة لایتعدد وان یکن
بما ذکرنا او لان الحصول المصدری انما یتعدد بتعدد المنسوب الیه واذا المنسوب
الیه واحد فالحصول واحد او یکون بعض اجزائه وهو ایضا باطل فان الکلام ههنا
فی تمام ماهیة المعرف بالفتح ولا یحصل تمام الماهیة ببعض الاجزاء او یکون المعرف
عارضا للمعرف بالفتح فلا یحصل منها ذات اصلا فان العارض لا یحصل منه
ذات المعروض وان اردت حصول وجه المعرف فینسب هذا المعرف بالکسر
الیه فاما ان یکون عینه او تمام اجزائه او بعضها او عارضا له فیبطل بما مر فالاقسام
باسرها باطلة ومن ههنا ذهب الی بداهة التصورات کلها ووجه الاندفاع بما
قررناظاهر وبانا نختار التعریف بمجموع اجزائها ولا یلزم الدور وتحصیل الحاصل فان
الحد وهو الجمل المفاد للمعرف الحدی باعتبار اخذ الاجمال فی الاول والتفصیل فی
الثانی وایضا انما یلزم ان لو کان التعریف ببعض الاجزاء ونقول ان علم المعرف قد یکون

العبارة لمذهب القائلين بالتركيب الاتحادي فقط كما يتكلف في
العبارة للمذهب الحق هو التوصل بالتركيب الانضمامي في الاول بعينية الوجود
وفي الثاني بعينية الالتفات كما ان العقد الحملي يفيد الصورة الاتحادية اذا لم
للموضوع مع المحمول في الخارج الآن هناك تركيب خبري ففيه حكم فتأمل تركيب
تقديري يفيد قصور الاتحاد فقط وحاصل التنظير ان القضية كما تكون مرة للحكي عنه و
يكون المرة فيها مركبة مفصلة والمرئي واحدا بالوحدة الحقيقية في حمل الذاتيات الحقيقية
عنهم كذلك اخذ المركب الموصل الى الكلمة الذي هو متوحد بالوحدة
الحقيقية عندهم الآن العلم في الصورة الاولى تصديقي وفي الاخر
تصوري واما على بيان ان التركيب الانضمامي غالبي ودوا الحكي عنه لا يكون
متوحدين بالوحدة الحقيقية بل بحسب اللحاظ والاعتبار فقط مجموع
التصورات المتعلقة بالاجزاء تفصيلا هو الحد الموصل الى التصور الواحد
المتعلق بجميع الاجزاء اجمالا وهو الحد وقد زعم بعض المحققين انه لا يحصل في
الحس ايضا صورة الحد بل الالتفات اليه فقط وهو باطل فانه حينئذ لا يحصل
العلم النظري فان ثمرة النظر حينئذ انما يكون الالتفات فقط وهو ليس بعلم
فانه عبارة عن الصورة الحاصلة في الذهن والالتفات المغير بالتوجه حصل
من افعال النفس متغايرا لها مع انه لا كذلك بل هو نفس الصورة الحاصلة
وانما اختلفت اصلا حالها لكل منهم في بعض المقامات فيؤل الى توجيه الكلام

وقد عرفت ان معنى التضمن ليس ههنا على ما وقع في الفصل خارج عن الجنس غير داخل
فيه خاصة بل تكليف بتضمن فيه الا ان يراد على طور المحققين الزاعمين باتحاد
الذات والوجود التضمن بحسب ملاحظة العقل عنه فان الفصل كالنوع مندمج في
مرتبة ذات الجنس لاتحاد معه ومتحصل له وعلى المذهب الحق الذي اخترناه يكون
المراد بالتضمن هو كون الفصل من الجنس كجزء منه كما يشير اليه عبارة الشيخ ان الحال
المقوم لوجود المحل في بعض الملاحظات بالقوة فيه كجزء من المحل بمعنى انه
مشارك للجزء الآخر في اتحاد ما بين الشيئين فرق ففي الجزء بحسب الذات و
الوجود كليهما وفي الحال المذكور بحسب الوجود فقط وعلى كلا التقديرين لا يخلو
استعمال لفظ التضمن من المسامحة ووصفه توصيفا لاجل التحصيل والتقويم

كان شيئا موجودا الى الصورة الوحدانية التي لمحدود كاسبا لها واما الصورة
الوحدانية للمحدود فعند الزاعمين باتحاد الجنس والفصل بحسب الذات والوجود
هو الذات البسيطة المتحدة مع ذات الجنس والفصل وعند الزاعمين بحسب الوجود
فقط هو الذات المركبة المتحدة في الوجود واذ قد انطلق لك بالبرهان المقوم سلكما
ظهر لك ان الحق بالتوحد في الصورة الوحدانية للمحدود هو التوحد في
الا تصفات فقط دون الذات والوجود مثلا الحيوان الناطق في تحديد الانسان
يفهم منه شيء واحد هو بعينه الحيوان الذي ذلك الحيوان بعينه الناطق كما زعم
الزاعمون باتحاد الجنس والفصل بحسب الذات والوجود ويكلف في

ملا مباينا لك آ تقابل المتباينين في كليهما الحلول فقط فاذا وجد الحلول بين الجنس والفصل صح حمل كل واحد منهما على الآخر واما اشتراط التطويل ليكون الناظر

باحاطته الاطراف والجوانب على نقطة اليقين فاذا نظرت الى الحد وجدته موقفا

من حدة معان اى الجنس والفصل لكل منهما كالدرر المنثورة غير الآخر نحو من الاعتبار

فهناك كثرة بالعقل ضرورة ان الجنس له وجود بالعقل والفصل له وجود آخر فلا

يحمل احدهما على الآخر والا لما وقع ضرورة ان مناط الحمل عندهم على اتحاد الوجود

فلا يتصور الحمل في فقده وهذا الكلام الذي ذكره المصنف نقلا من القدماء تقليد

فقط ليس على بصيرة فان الابحاث الحكمية المعتبرة عندهم هي الجنس والفصل

وكل منهما مأخوذ من حيث الاطلاق والاشتراط شيء وهو مرتبة الحمل والتغاير

تغايرا الوجود الذهني فان المعتبر في الحمل التغاير بسبب العقل والاتحاد بسبب

ما آخر من الوجود وهو حاصل ههنا فان الجنس حينئذ في اعتبار الحد معقول

بمعقول خاص والفصل بمعقول آخر كذلك ويتحدان في المتحصل النوعي سواء كان

بحسب اتحاد الذات والوجود كما زعموا او بحسب الحلول فقط كما بينا تحقيقه فالكلام

الحمل في مرتبة الحد المركب من الجنس والفصل منكر جدا اللهم اذا اعتبر التحديد

بالاجزاء الخارجية كالمادة والصورة وهو كما تري وليس معنى الحد ههنا الا اعتبارا

معنى المحدود المعقول اى من كل وجه فان اعتبار التفصيل غير اعتبار الاجمال لكنه

اذا لوحظ الى ابهام احدهما اى الجنس فقيد بالآخر اى بالفصل متضمنا فيه

ثبت وجود هما في الخارج فاما ان يكونا متغايرين بحسب الذات متحدين بحسب الوجود
وهذا هو التركيب الاتحادي وهو باطل فان الوجود الخاص لا يمكن قيامه بمحلين
متغايرين بالذات ضرورة امتناع قيام عرض واحد شخصي بمحلين هذا على
سبيل الاجمال وبيانه على وجه التفصيل والتحقيق ان الوجود يطلق على معنيين
الاول المعنى المصدري وهو يتعدد بحسب تعدد المنسوب اليه ولا شك
ان المنسوب اليه ههنا متعدد بالفرض فالمنسوب كذلك والثاني المعنى التحقيقي
وهو ليس الا الماهية بيناً تحقيقه في موضع آخر لا يسعه هذا المقام ولا شك
ان الماهيات متخالفة على الفرض المذكور فلا يتحد الوجود مطلقا او يكونا متحدين
بحسب الذات والوجود معا وهذا ايضا من الاول ضرورة ان الاثنين لا يتحدان
لرجوعه الى الانقلاب المستحيل وحينئذ لم يبق الا احتمال المعتبر المحقق ههنا الا
ان يكون الجنس والفصل متغايرين بحسب الذات والوجود ولابد ان يكون
بينهما علاقة الحلول والا امتنع الحمل وهذا هو التركيب الانضمامي الذي
قصدنا اثباته فان قيل كيف يتأتى الحمل بينهما حينئذ ضرورة تباين الوجود
وكان مناط الحمل هو اتحاد الوجود قلت كلا بل مناط الحمل على الحلول فقط
لضرورة بطلان اتحاد الوجود بين المتخالفات كما في العرضيات والفرق بين
حمل الذاتيات والعرضيات انما هو بحسب ادخول العروض فقط لا ان يكون
في حمل الذاتيات اتحاد الذات والوجود والعرضيات بحسب الحلول فقط

والفصل في مرتبة تقيدهما احدهما بالآخر اعني مرتبة بشرط شئ يكون كل واحد
منهما عينا للآخر في الخارج بحيث يرتفع الامتياز بينهما بحسب الوجود والماهية
في الخارج وهذا في مرتبة التقيد ومرتبة بشرط شئ ثم هما ممتازان في مرتبة
التجرد وهي بشرط لاشئ وفي هذه المرتبة يتصور التركيب وحينئذ يصح القول
باستلزام التركيب الذهني الخارجي وبهذا رفع المحذورات المذكورة على الشق
الاول ولعمري ان هذا الشق الخش من الاول وان تلقاه المحققون بالقبول
واعتمد عليه المحصلون لما ذكرنا سابقا من انه لا يتصور الا بالانقلاب المستحيل
وقد ذكرت سابقا مرارا ان بظهور هذا المذهب انطمست الحكمة عن وجه
الارض وارتفعت العلوم الحكمية الحقيقية اليقينية فان اتحاد المتحققين
المتخالفين بحسب الذات الخش من اتحادهما بحسب الوجود والحق عندي نفي
وجود الكلي الطبيعي كما بينا برهانه آنفا وحينئذ يرتفع وجود الجنس والفصل راسا
على تقدير وجود الكلي الطبيعي وجودهما استقرائي على مذهب آخر وهو ان الجنس
والفصل موجودان بوجودين يحل احدهما في الآخر وهذا هو التركيب الانضمامي
الذي ابطله المحققون ببيانات واهية واثبتنا عرشه على التحقيق كما بينا
تحقيقه في مبحث الجنس في بيان الفرق بين الجنس والمادة ولا بأس
ببيان مفيد لطيف للناظر فائدة جديدة بان استلزام التركيب الذهني للتركيب
الخارجي محقق ومبرهن بالبراهين القوية كما بينا لك في ذلك المبحث فاذا

على الماهية بحسب نفس الامر بادى ملاحظة لاحظتها وباى تصور تصورتها كما سيظهر
حل المام على النار اقول بعد بطلان المذهب المنسوب الى الحكمة الحقيقية عن الارض
وارتفعت العلوم الحقيقية اليقينية وابين بطلان التركيب التحليلى بيان اوضح
آخر قريب مما ذكرناه آنفا بان تحليل الاجزاء من الماهية الواحدة البسيطة بساطة
صرفة او بحسب مرتبة من مراتب نفس الامر على زعمهم يتصور على نوعين الاول ان يكون
الماهية بسيطة صرفة كما ظننا فى الشق الاول ثم تنتزع الاجزاء الجنسية والفصلية
وذلك باطل الملازمة ان انتزاع الماهيات المتخالفة من الماهية البسيطة الحقيقية
لا تتصور فان ذلك باطل لما قدمنا سابقا من ان انتزاع الدوائر المتباينة من الجسم
الكرى البسيط من حيث هو جسم كرى بسيط ومن انتزاع الصفات الكمالية من
ذات الواجب تعالى كالتجرد والعلم والقدرة بل كما اقول ان الاجزاء حقيقة
ما يكون داخلة فى ذات الكل وسنح حقيقته لا ما يخرجه العقل من اشتباه العرضيات
بالذاتيات فيحمل الامور الخارجية المنتزعة عنها اجزاء فان هذه الاجزاء اجزاء على
سبيل المسامحة كما قال الشيخ الرئيس بل الاجزاء الحقيقية ما يكون داخلة فى قوام
الماهية محفوظة الوجود فى الخارج والذهن وحينئذ لا يتصور للبسيط الحقيقى
الا جزاء والثانى ما خوذ من الشق الثانى اعنى ما يكون منتزعه لبسيطا فى
الخارج فى مرتبة من المراتب اعنى مرتبة ليشرط شئ دون جميع المراتب
وهذا هو الذى اوقعهم فى الورطة الظلماء وغاية ما قالوا فى بيانه ان الجنس

ان الجنس اذا اقترن بالفصل فی مرتبۃ یکون الفصل عین الاجمال فیکون کلواحد
منہما محمولا علی الآخر یکون عینہ لاغیر جاعینہ اما بحسب الوجود فقط اے
یکون عینا بحسب الوجود فقط و مغائرا بحسب الماہیۃ او بحسب الوجود والماہیۃ
کلیہما ای یکون وجود الفصل عین وجود الجنس و ذاتہ عین ذاتہ فحینئذ یتم کلام
المصنف علی التقدیرین المذکورین فان الفصل یضاف الی الجنس
ای الترکیب التحلیلی بالاخرۃ
لا علی معنی انہ خارج عنہ لاحق بہ فانہ فی مرتبۃ اقتران الجنس بالفصل یکون
الفصل عینہ ومتضمنا فیہ فاذا اصار محصلا بالفصل لم یکن شیئا آخر بل یکون
الجنس والفصل محصلا بحقیقۃ واحدۃ فان التحصیل فی مرتبۃ الاقتران حینئذ
لا یکون لغیر الجنس بل یخصصہ فتم مارامہ المصنف موافقا لما قالہ المحققون
ولکن الحمل علی التحلیل بحیث یکون عبارۃ المتن موافقا لعبارۃ
الشیخ اولی واقوی من الحمل علی الترکیب لاتحادی وتعسر ان ہذا الکلام
کما ہو الظاہر
سقط لا یرکن الیہ من لہ ذہن مستقیم وفہم سلیم ونعود فی بیان البطلہ مرۃ ثانیۃ
ای الدلیل
لیفید للناظر فائدۃ جلیلۃ فنقول ان اتحاد الوجود بین الماہیتین المتغائرتین
بالذات باطل فان الوجود الشخصی امر عارض للماہیۃ والعارض الشخصی لا یقوم
بمعروضین متغائرین بالذات واما اتحادہما بحسب الماہیۃ فہو فرع من اتحاد الوجود
الجنس والفصل
فانہ انما یتصور بالانقلاب ای بانعدام ماہیۃ الجنس واہل وحدوث الماہیۃ الاخری
کما سیندم المارد ولا دار ویحدث الجسم النامی ولا شک حینئذ فی ان سیطل حملہا

التحقق والوجود لا يكون بدون التعين ورفع الابهام ولكن الذهن قد يخلق من حيث التعقل وجودا مغايرا في الذهن للآخر فان ذلك بناء على ان التصور يتعلق بكل شئ فيتعلق بالجنس المفرد ايضا واما الفصل النوعي الحقيقي له فلا يوجد بدون اقتران الفصول في الذهن والخارج واضافته اليه زيادة

لا على معنى انه خارج لاحق به بل قيده لاجل تحصله متضمنا فيه واذا صار محصلا لم يكن شيئا آخر فان الفصل ليس لغيره بل تحققه اقول هذا الكلام ان حمل على ظاهره فهو فاسد بحسب الجلي من النظر ودقيقة فان الفصل خاصة للجنس عارضة له خارجة عنه ولا يعقل كونه متضمنا فيه غير خارج عنه فان الخارج عن الشئ خارج دائما عنه لا يكون دخوله فيه في ملاحظة من الملاحظات النفس الامرية اعلم بحسب اختراع الذهن واعماله ليس الكلام ههنا فيه وان حمل على ما ذهب اليه المحدثون من المتكلمين وتبعه بعض اشارحين لتصحيح كلام المصنف فهو فاسد بحسب دقيق النظر وصحيح بحسب النظر الجلي وبيانه انهم قد وا من التركيب بين الجنس والفصل التركيب الاتحادي والتحليلي وعلى الاول يتحد الجنس والفصل بحسب الوجود فقط دون الماهية وعلى الثاني يتحد بكلا هما وقد بينا سابقا فساد هما بالبراهين الانيقة الصافية من الكدورات وسنذكر ههنا ما سنح في ذهيل هذا المقام مغنيا قول المصنف على هذين التقديرين لا لهذين هو اتفاق الكلام الشيخ في مواضع غير عديدة من الشفاء

والتحديد الحقيقي عسير اي العلم بان هذا حد حقيقي للشئ عسير جدا فان الجنس
مشتبه بالعرض العام والفصل بالخاصة اللهم الا بعض الماهيات الانتزاعية
التفصيلية التي ليست لها كنه سوى انتزاعه العقل واحق ان العلم بكنه الاشياء
اعني العلم بانه كنه لها قد يتيسر ولا يتعسر كما في الماهيات الانتزاعية فان الكنه لها
ليس الا ما حصل في النفس واما العلم بان هذا جنس لها وذلك فصل فلا يتيسر في
الانتزاعيات ايضا فان الابوة مثلا وكذلك البنوة وغيرهما انتزاعيات والمدرك
العقل بان معقولة الاضافة جزء لها والمسرفيه ان الانواع الانتزاعية انما تحصل
في الذهن بوجود اجمالي والعقل انما ينتزع منها المفهومات العامة والخاصة ولا يقدر
على تميزها ذاتيات او عرضيات الا ان يقال ان المفهوم الموصل المركب
من مفهومين انتزاعيين احدهما بالجزء الاعم منه وهو الجنس له والثاني
الخص به وهو الفصل له يعلم كنهه واجزاءه بالمعنى الذي ذكرنا بالبداهة فافهم وقد
الفرق من الغوامض وذلك لاشتباه المذكور سيما في الماهيات الحقيقية
الخارجية نعم قد يستدل في بعض الماهيات المذكورة على التفرقة كما يقال الجسم
جنسه الجوهر وفصله الاتصال له وقد استدل لها عليه ببيانات وذلك لا يخلو عن
من الغوامض فان الكتاب النظريات ايضا من الغوامض ثم ههنا مباحث
اي تنقيحات الاول ان الجنس وان كان بحسب النظر الى العقول العارضة له
او بالنظر الى الانواع المركبة منه فلا يكون تحصله وتحققه حقيقة بدونهما فان

حاشية قليون على الامام بحث الذاتيات والاشارة اه مولوي محمد عبد الحكيم رحمه الله تعالى عليه

الموصل الى الكلية يفهم منه ان الموصل الى الكلية منحصر في الحد التام مع انه لم يدل
دليل قوي على عدم افادة بعض الرسوم له بل يجوز عند العقل ان يكون
بعض الخواص المختصة بشيء وحده او مع الجنس القريب مفيدا للكلية و
البراهين في ابطال الفصال الرسوم الى الكلية مذكورة في كتب بعض المتاخرين
كلها واهية لا تضيع الوقت في ذكرها وان احتمع ان نفيضي الى الاطالة الجزيرة
عنانى بناء الكتاب وليتعين تقديم الجنس فان الفصل المقيد بالجنس وان كان يجوز
افادته للكلية كالناطق المقيد بالحيوان للماهية الانسان مثلا ولكن المتعين ان
يقع التحصيل بعد الابهام لسهولة الانتقال منه الى ما ينتقل اليه ويجب تقييد
احدهما بالآخر ضرورة ان الانتقال انما يحصل به وهو اما الحد التام
او القريب الزيادة والنقصان فانه عبارة عن تمام ذاتيات الشيء فوينافي
الزيادة والنقصان والبسيط لا يحد اي بالحد الحقيقي المتالف من الاجزاء
الحقيقية الداخلة في ذاته ضرورة تنافي ذات البسيط له وقد يحد بالتحديد بالفصل
وحده وبالجنس العالي كذلك فانها بسيطان والمركب يحد ضرورة تحقق الاجزاء
فيه وهي مناط التحديد ويحد به وقد لا يحد به كما يشاهد في الانواع الحقيقية التي
تبلغ في التفصيل الى ان لا يلحقه صور متنوعة اخرى كالانسان والفرس و
انما قيدنا بالقيد المذكور لئلا ينتقض بالصورة الجسمية التي يثبت
نوعيتها عندهم بالنظر الى اشخاصها فانها تقع في حد الجسم

التعريف بالحقيقة بالوصف المماثل المشارك بين المعرّف والمعرّف المختص بها
وهو الشجاعة المختصة التي اعتبرت ههنا ولا يخفى ان هذا الوصف الخاص محمول على
المعرّف بالفتح والمعرّف بالكسر بالحقيقة هو هذا المفهوم الخاص والمحمول
على المعرّف اقول بهذا يتيسر لك ان تقول ان التعريف بالاجزاء
الخارجية كتعريف البيت بالنبات والخشبات وغيرها يجوز ان يكون داخلا
ههنا في المعرف ليشمله التعريف باخذ المحمولية اعم من ان يكون بنفسها او
بواسطة ذو او بواسطة اتخاذ مفهومات اخرى محمولة عليه فالبيت يقال انه
ذو خشبات ولبنات او يقال انه مركبة من تلك اللبنات والخشبات وبالجملة
الحق جوازه بالاعم فانهم قد يعتبرون التعريف بالجنس القريب والبعيد فالتعريف
بالاول ان لم يكن داخلا في القسم التام للمعرف الذي ذكرناه ولكن اخرجه رسما
منه غير سديد وهو اي التعريف حد ان كان المميز ذاتيا والا فرسم وان
لم يكن المميز ذاتيا فمورسم تام كل واحد منهما ان اشتمل على الجنس القريب
والحد ان تم ما اشتمل على الجنس والفصل القريبين او الرسم التام ما اشتمل على
الجنس القريب والخاصة والا فناقص وحينئذ يكون التعريف بالجنس وحده
قريبا كان او بعيدا او بالفصل كذلك والقريب من احدهما والبعيد من الاخرى
او اخلاقيا او ذو الناقص والتعريف بالخاصة وحدها او العرض العام وحده او المختلط
منهما داخلا في الرسم الناقص فالحد التام ما اشتمل على الجنس والفصل القريبين هو

فان علم وجودها اى وجود تلك الصورة فى الخارج بمعنى وجود متصورها فيه فهو
بحسب الحقيقة كتعريف الانسان بالحيوان الناطق عند من علم وجوده فيه والا
اى وان لم يعلم وجودها فى الخارج بالمعنى الذى ذكرنا فبحسب الاسم وبيان التقسيم
يختلفان بحسب الاشخاص فمنهم من يعلم وجود الشئ فى الخارج ويعرفه بالحد والرسم
يكون التعريف عنده بحسب الحقيقة ومنهم من لم يعرف وجوده فيه يكون بحسب
الاسم بل يختلفان بحسب شخص واحد بالنظر الى الوقتين وتندرج فيه
اقسام ثمانية فان التعريفين المذكورين كل واحد منهما قد يكون حدا وقد يكون
رسما وكل واحد من الحد والرسم قد يكون تاما وقد يكون غير تام والتاسع لهذه
الاقسام الثمانية هو التعريف اللفظى فجميع اقسام التعريف منحصرة فى التسعة
ولا بد ان يكون المعرف اجلى وبهذه الدعوى اجلى واغنى من البيان فلا يصح
بالمساوى معرفة ولا بالاخفى وان يكون مساويا يجب الاطراد والانعكاس اى
المنع والجمع فلا يصح بالاعم لاخلاله بالمنع والاخص لاخلاله بالجمع وبهذا العلم
اى الجامع والمانع هو الفرد الكامل للمعرف يقع به التميز التام فى التعريف
وفى بعض نسايه بدل خلة تامة للقواعد المنطقية ولذا اخر جوابا خرج عنه اسے
ما كان بالاخص والاعم والتعريف بالمثال تعريف بالمشابهة الخفية دفع دخل
وهو ان المعرف قد اعتبر فى تعريفه بالحمل كما ذكر مع ان التعريف قد يقع بالمباين
للمشابهة الخفية كما يقال فى تعريف الرجل الشجاع الاسد فدفعه ان هذا

ليسقط ما أورد ان التعريف اللفظي ليس فيه حصول الصورة اصلا والا يلزم
تحصيل الحاصل فقد حينئذ من المطالب التصورية مسألة ووجه عدم
الورود ان التعريف الحقيقي واللفظي كلاهما يشتركان في تحصيل صورة غير حاصلة
للمعرّف بالفتح الاان الحصول في الاول ابتدائي وفي الثاني ثانوي فان
حصول الصورة في المدركة ثانيا بعد في حضار اذ لم يدل عليه دليل قوي بعد بل
الظاهر ان الصورة بعد حصولها في المدركة قد يطرقها الالتفات والاحضار وقد
يعرضها الذهول اي عدم الالتفات والاحضار فليس في التعريف اللفظي
حصول الصورة في المدركة ثانيا بل انما يحصل الالتفات اليها ثانيا والالتفات
ليس من التصور فقد التعريف اللفظي حينئذ من المطالب التصورية بقيد
قلت الكلام ههنا مبني على طورهم واذا قد ثبت عندهم ان في الذهول ليس الا
الاحضار في المدركة ثانيا بعد زوال الصورة عنها وبقائها في الخزانة على
هذا الطور كون التعريف اللفظي من المطالب التصورية بديهي فان التصور الثاني
هو فحوى التعريف اللفظي والالتفات وسيلة اليه وبالجملة ان الكلام ههنا مبني
على طورهم والثاني اي ما يكون التصور فيه ثانيا وهو المعبر عنه بالتفسير اللفظي
والاول وهو ما يكون التصور فيه ابتدائيا وهو المعبر عنه في الغير بالتحصيل
الحقيقي وسيأتي لهذا مزيد تفصيل في بحث التعريف اللفظي فليس فيه
تحصيل صورة غير حاصلة اي مطلقا اي ابتدائيا او تقييديا كما توهمه آنفا

وذلک لان الصورة الحاصلة فی الذهن لابد لها من وجود ذهنی وکذا یثبت بها
الآثار الذهنیة التابعة لها وما قیل انه لا یستند الیها آثار فقد بینا بطلانه فی
بعض الحواشی وقیل نعم وهو الحق فانه لا حجر فی التصورات فیتعلق بکل شیء
حتی بنفسه وبحقیقته وحینئذ یتعلق بالماهیة المجردة ایضا وهو الوجود الذهنی لها
والحق ههنا ما قال بعض المحققین من ان النزاع بین الفریقین ای
القائل بالوجود الذهنی لها والنافی لیه نزاع لفظی فمن نفی وجود ها اراد به انها
لا یوجد صورة فی الذهن غیر مقارنة بها لعوارض وهو الحق لما ذکرنا من الدلیل
ومن قال انها موجودة فیه اراد به الوجود العرضی فیه بمعنی ان العقل
قد یفرض ضمنها موجودة بالوجود العرضی بمعنی انها تتعقل بالوجود العرضیة
الحاصلة فی الذهن وهذا ایضا حق لا شبهة فیه فالنزاع الی اللفظ فقط فتامل

فصل معرف الشیء ما یحمل علیه ای علی الشیء اعتبار الحمل ههنا طردی

فان المعتبر فی المعرف لیس الا الکشف وانما اعتبره لیخرج التعریف بالاجزاء
الخارجیة فانه لیس بمعرف عندهم اصطلاحا ولیس للقاعدة المتقدمة دخل فیه
وانما المعتبر فی التعریف للشیء المعرف تصوره الاعم من ان یکون ابتدائیا
کما یقع فی التعریف الحقیقی او ثانیا فی المدرک بهما الاضافی وعلی هذا اشار
المصنف وقال تحصیلا ای تحصیلا ابتدائیا فان التحصیل فی العرف یطلق
علی الحصول المجدد او تفسیرا ای حصولا ثانیا فی المدرک بعد الذهول عنها وحینئذ

واما المجردة فلم يذهب احد الى وجودها في الخارج ودليله ان الماهية اذا وجدت
في الخارج فلا يكون اقل من ان يعرضها الوجود الخارجي واللوازم المنتسبة اليها
فلم تكن مجردة الا افلاطون وهي المثل الافلاطونية وهذا انما يتشنع به عليه والحق
عندي ان التشنيع المذكور ساقط عنه فان المثل اعني عالم المثال قد فسرت بتفسيرات
اخرى واما انتساب القول بانه قائل بوجود الماهية المجردة بمعنى عدم الاقتران
بالعوارض فلم يثبت نعم ذلك لو ثبت لكان انتساب التشنيع اليه
غير شنيع وهو مع علو شانه بري عن ذلك القول واما الانتساب بقوله بالمثل
فغير ثابت للتشنيع لما ذكرنا من ان له التفاسير الاخرى وقد تقدم في باب الطبيعة
بارباب الاجسام والطلسمات اعني ارباب الاجسام وهي العقول المفارقة المدبرة
لها ولم يدل برهان قوي على بطلانها وفي باب العلم بالصور القائمة بانفسها وبين
عالم يبطله البرهان وفي باب تقسيم العوالم بالعالم المتوسط بين عالم الغيب اعني الجبروت
وعالم الشهادة اعني الاجسام المادية فريد مثالا صورته المثالية المشاكلة له مفارقة
عن المادة مقدارية غير قابلة للاشارة من حيث انها مفارقة عن المادة ملحقة
بعالم المجردات ومن حيث انها مقدارية ملحقة بعالم الماديات فكانها برزخ بين
هذين العالمين وهذا ايضا عالم يبطله برهان قوي وان دون المشاون في
ابطاله دلائل وهي اوهن من بيت العنكبوت وبالجملة التشنيع على
افلاطون شنيع وذلك لعدم الاطلاع على مذهبه هل توجد في الاذهان قيل لا

حقيقة وهي ذات الواجب تعالى فانتزاع صور متباينة بالذات اى مختلفة فيها
كالجوهرية والجسمية والحيوانية والانسانية من ذات زيد مثلا اذا كانت هوية
بسيطة كالتشخص فقط مجملا استحالة فيه سيما اذا دل دليل على ثبوت كون زيد
بسيطا في الخارج كما ذكرته آنفا ولا شبهة في انتزاع هذه المفهومات من
ذاته فهذا دليل اول على خلاف ما زعمه المصنف من امتناع انتزاع صفات
مختلفة من ذات واحدة بسيطة وانما وقع المصنف في هذه الورطة الظلماء
انه زعم ان انتزاع هذه الصفات المختلفة من ذات زيد مثلا انما هو لدخلة
فيها دخولا حقيقيا والتيام تلك الذات منها وهو باطل بالبيان الذي
ذكرته من ابطال وجود الكلي الطبيعي في الخارج فلم يفرق المصنف بين المأخوذ
من الذات والداخل فيها والحال ان الاول اعم من الثاني فالاجزاء تؤخذ
من الكل كما تؤخذ النخلات والمسامير من ذات السرير وكذلك يؤخذ
من ذات الشئ ما لا يكون جزءا منها كصلاحية التميز والتحيز والاشارة
الحسية من ذات الجسم مع ان هذه المفهومات ليست داخلة فيها ولم يفرق
المصنف بين لوازم الذات الخارجية منها المختصة بها المنتزعة عنها و
بين الاجزاء الحقيقية الداخلة فيها غير مفارقة عن ذات الكل في ظرف
من الظروف فهذا الاشتباه اوقعه في الزعم الفاسد فعليك بالتفطن الفائق
والفكر اللائق هذا اى بيان الوجود في الخارج في الجملة والمطلقة

التی ذکرنا فی الانضمام کما لا یخفی علی المتفطن الماہر ولا نطوّل الکلام بذکرہ
فاذا بطلت ہذہ الاحتمالات فی التشخص بالنسبۃ الی الطبیعۃ الکلیۃ بطل
وجودہا فیہ ضرورۃ انہا لا توجد مجردۃ عن التشخصات کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ
فاذا لا یکون فی الخارج الا التشخصات المحضۃ والکلیات کلہا منتزعات
منہا منتزعۃ او غیر منتزعۃ بعضہا منتزعات من نفس ذاتہا کالجوہریۃ والجسمیۃ
والحیوانیۃ والانسانیۃ من ذات زید وبکر وعمرو وخالد وہذہ ہی التی
تسمی بالذاتیات تشبیہا ومسامحۃ وبعضہا منتزعات بالنظر الی غیر ذواتہا
وہی التی تسمی بالعرضیات وبہذا البیان قد ثبت عرش التحقیق علی مقعدہ
ہذہ الشرذمۃ القلیلۃ التی زعموا منزلۃ خلیک بتکلیف القریحۃ ولا یرد
علیہ ما اورد المصنف بقولہ ولیت شعری اذا کان زید مثلا البسیط من کل
وجہ ویلحظ البسیط من حیث ہو ہو من غیر نظر الی مشارکات ومباینات
حتی عن الوجود والعدم کیف یتصور منہ انتزاع صور متغایرۃ ذاتا لہم من
القول بان البسیط الحقیقی فی مرتبۃ نعوتہ وخصائصہ صور متغایرۃ
مطابقتین لہ وتقول بالمتناقضین وذلک لان انتزاع امور متعددۃ
متباینۃ فی المابایۃ محال لقیام الدلیل علی بطلانہ ودلیل بل الدلیل قام علی وجوبہ کما
عرفت فی الفلک ممن انتزاع دوائر متباینۃ من کرۃ واحدۃ ومن انتزاع صفات
متباینۃ فی المابایۃ کالقدرۃ والعلم والارادۃ من ذات واحدۃ بسیطۃ

والتسلسل باطل لا يقال يجوز ان يكون التسلسل في الاعتباريات فقط وهو منقطع
بانقطاع الاعتبار لانا نقول كلامنا ليس في المفهوم الاعتباري للتشخص عنى
التميز بل فيما به الامتياز وهو امر حقيقي موجود في الخارج كالوجود بمعنى ما به
الموجودية فيلزم التسلسل في الموجودات الخارجية فيما اذا كان الجزئي الحقيقي
موجودا فيه فاذا لم يتصور في التشخص مرتبة الماهية والتشخص لم يتصور فيه تشابه
انضمام الفصل اعني الصورة الى الجنس اعني المادة والثالث على ما اقول
ايضا ان التشخص لو كان انضمامه كانضمام الفصل الى الجنس يكون انضمام الوجود
اليها ايضا كمثله ضرورة عينية التشخص للوجود ومساوقيته له ولا يتصور ذلك
في الوجود فان وجود الصورة في مرتبة نوعيتها يكون علة لوجود المادة
كذلك فيلزم ان يكون وجود الماهية في مرتبة ذاتها علة لنفسها فيلزم الدور
وهذه التحقيقات التي القينا اليك من النفائس المختصة بهذا الكتاب لو تأملتها
حق التامل لوجدت الحق لا يتجاوز عنها وامّا بطلان الرابع فظاهر لان المعنى
الانتزاعي تابع لانتزاع المنتزع والتشخص الحقيقي ليس كذلك ضرورة تميز
الاشخاص فيما بينها بنفسها من دون اعتبار معتبر وانتزاع المنتزع
وان ارجع الكلام الى منشاء ذلك الانتزاع فيرجع الى الشقوق التي ذكرت
ابطالها وامّا بطلان الخامس فلان التشخص الحقيقي محمول على الماهية بالحمل
الاشتقاقي والمفصل ليس كذلك على ان هذا الاحتمال ايضا باطل لبعض البيانات

ولا يلزم الدور ولا غيرها ولا يلزم التسلسل او الدور بمراتب لنعم ما قال جدي
ومرشدي مقام المحققين نظام الملة والدين قدس سره العزيز ان الماهيات
على تقادير وجودها في الخارج وانضمام التشخص اليها تكون كالماهية المجردة التي
اقمنا البرهان على ابطالها فانا لا نتعقل حصولها في الخارج الا بالتعين ولا نتعقلها
بان تكون في الخارج طبيعة عامة موجودة فيه ثم ينضم اليها تشخص زيد وعمرو
بكر فان الماهية المجردة وبذه الماهية التي ينضم اليها التشخص سيان في
البطلان اقول وجه بطلانها ما ذكرنا آنفا ان تأمله حق التأمل فيه وجدت
الامر كما قال المرشد الحقيق ثم انه قد يقال في تصحيح الانضمام المذكور انه
يجوز ان يكون كانضمام الفصل الى الجنس فيكون التشخص في مرتبة
وجود ذاته محصلة للماهية بحسب الوجود والتشخص وبحسب خصوصية محتاجة
الى وجود الماهية اقول فيه فساد من وجوه الاول ان في انضمام الفصل الى
الجنس في بعض الملاحظات التفصيلية للعقل وهي مرتبة الصورة والمادة
انما يكون التشخص الخاص للصورة محتاجا الى التشخص الخاص للمادة فلو كان
انضمام التشخص الى الماهية كانضمام الفصل اعني الصورة الى الجنس اعني المادة
يلزم ان يكون التشخص بنفسه تابعا لتشخص الماهية فيلزم المفسدة المذكورة
من الدور او التسلسل والثاني ان التشخص شخص بنفسه بسيط بمعنى انه ليس له
ماهية كلية ينضم اليها التشخص والا يلزم ان يكون التشخص تشخص آخر فيتسلسل

فی ذات زید مثلا امر مخصص مرجح بہ تلک النسبۃ او لا علی الثانی یلزم الترجیح
بلا مرجح وعلی الاول لابد ان یکون ذلک المخصص خاصا بزید لا یوجد فی غیرہ
والا یبطل تلک النسبۃ الخاصۃ وحینئذ یکون ذلک الامر ہو التشخص فیلزم الدور
او التسلسل کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ لا یقال یجوز ان یکون التشخص مرکبا
من الماہیۃ والتشخص فنسبۃ التشخص الیہ کنسبۃ الجزء الی الکل والبداہۃ
شاہدۃ بان الجزء المخصص بالکل انما یوجد فیہ دون غیرہ کما یقال
انا نطق جزء الانسان دون الفرس والنعم کذلک تشخص زید مثلا جزء لہ دون
غیرہ فالمرجح حینئذ ہو ذات المنسوب لانا نقول ذلک مع انہ خلاف
معتقدات المحققین من الحکماء فانہم یعتبرون التشخص خارجا عن المتشخص باطل
لانہ یلزم کون تشخص زید فی عمرو وبکر مثلا فان محل تشخص زید انما یکون ہو الماہیۃ
وہی موجودۃ فی الاشخاص کلہا فیلزم صحۃ وجود حالہا فیہا ایضا فان قلت
فی المحل خصوصیۃ متحققۃ تلک الخصوصیۃ الحال قلت تلک الخصوصیۃ
ہی التشخص فیلزم الدور او التسلسل المذکوران وبالجملۃ ان الذہن السلیم و
الفہم المستقیم یحکمان بان مقارنۃ الحال للمحل بما ہو محل لہ ضروریۃ فالمحل
بما ہو محل اما ان یکون ہو الماہیۃ من حیث ہی ہی فیلزم مقارنۃ تشخص
زید لہ ضرورۃ وجود المحل اعنی الماہیۃ من حیث ہی ہی فیہ او یکون المحل ہو
الماہیۃ من حیث الخصوصیۃ فلا یکون تلک الخصوصیۃ ہو عین تشخص زید

وجودها فی الخارج فان النسبة المتصورة الیها تحصر فی خمسة اما العینیة او
الجزئیة لها او الخروج عنها او الخروج عنصر فی الانضمام دالانتزاع والانفصال
فهذه خمسة احتمالات کلیا باطلة علی تقدیر وجود الکلی الطبیعی فی الخارج فیکون
(ای وجود الربط بشیئ فی الخارج ۱۲)
التقدیر المذکور ایضا باطلا وهو المطلوب اما بطلان الاول علی ذلک التقدیر
فلان لتشخص الخاص لزید مثلا اذا کان عینا لماہیة الکلیة کالانسان مثلا
یکون مشترکا بین افرادہ وحینئذ لایکون الکلی الطبیعی کلیا ولا التشخص تشخصا
کما لایخفی علی من له ادنی درایة واما بطلان الثانی فهو اظهر من بطلان الاول
بالبیان الذی ذکر فیه ضرورة اشتراک الجزء کالشراک الکل او اقوی
منه اذا کان الجزء اعم من الکل واما بطلان الثالث وهو الانضمام فلان انضمام
التشخص الی الماہیة یستدعی تشخصا آخر لما قبله (ای التشخص المنضم الیه ۱۲)
(ای هذا التشخص المستدعی ۱۲)
ضرورة ان تشخص الحال انما یکون بتشخص المحل وضرورة ان انضمام شئ الی شئ انما یتصور
بعد وجود المنضم الیه والوجود مساوق للتشخص لایقال ان الضرورة انما تحکم
بفرعیة الحال عن ماہیة المحل دون وجوده وتشخصه والفرعیة الاولی
(ای عن ماہیة المحل ۱۲)
حاصلة ههنا فان فرعیة التشخص والوجود حاصلة علی هذا التقدیر لانا نقول
ماذکرتم مخالف للبداهة العقلیة المذکورة واما القول بانها بداهة وهمیة
(ای وجود الحال متقدم ۱۲)
هو قول لایساعده الماہر المتفطن لانا نحکم بالضرورة بانتساب تشخص زید
مثلا الی ذاته فقط دون ذات عمرو وبکر وخالد فاما ان یعتبر

منضما اليها اذ لا يجدي العقل كونه عينها او جزءها ضرورة اشتراك الافراد في
الماهية واجزائها وحينئذ اما ان يكون الحس واردا على الطبيعة او لا على
الثاني لا يكون الافراد محسوسة بالذات اصلا والمفروض خلافه وبيانه ان
الفرد ههنا عبارة عن الماهية المعروضة للتشخص فاذا لم يرد الحس على الطبيعة
بل انما يرد على التشخص وهو خارج عنها دون الفرد وحينئذ انما يكون الفرد
محسوسا بواسطة التشخص فلا يكون محسوسا بالذات وعلى الاول ثبت المط
وهذا واضح عند المنصف وللمجادل فيه مجال وسيع بانه بعد استماعه يعود
ويرجع ويقول ان الحس انما يرد على الطبيعة المخلوطة بالتشخص فانا على الطبيعة
الكلية من حيث هي هي فلا يرد والاحكام الخارجية قد تختلف باختلاف
الاعتبارات كعدم وقوع زيد في وقت واحد في مكانين ووقوع الطبيعة
فيهما وكعدم وقوع البشرية في الجزئي ووقوعها في الكلي فليك بلطيف
القريحة لينظر تلك الفرق بين هذه الاحكام واحكام الحس وذهب شرذمة
قليلة من المتفلسفين الى ان الموجود هو الهوية البسيطة اي غير مركبة من ذات
الكلي والتشخص بل هي تشخص فقط والتشخصات كلها غير مركبة من الماهية
الكلية والتشخص والا يلزم التسلسل كما سياتي بيانه والكليات
مخترعات عقلية صرفة وهذا القول هو الحق عندي بحسب النظر الدقيق
اي يقتضيها العقل من هذه الهوية لا انها موجودة
وذلك لانه لا يصح نسبة التشخص الى الماهية على تقدير

الاتحاد الوجود بينهما ليس الا الاتحاد المنشاء ولا شك ان المنشاء الواحد قد
يكون منشاء لانتزاع مفهومات متبائنة متخالفة بحسب الحقيقة كالدار
المذكورة والصفات المشتركة من ذات الباري تعالى على طريقة الحكماء
والبرهان انما يدل على ابطال اتصال الموجودات الخارجية المتبائنة فيضرورة
ان توحد الوجود لا يتصور فيها الاتصال انما تم به لا يدل البرهان على امتناع
انتزاع المفهومات المتبائنة من ذات واحدة حقيقية موجودة في الخارج و
بهذا وان كان مخالفا لمذهبهم ولكن الحق احق بالاتباع فلا تلتفت الى
قيل او يقال والنظر الى حقيقة الحال ومن ذهب منهم الى عدمية التعين
قال بمحسوسية الكلي ايضا في الجملة وهو الحق والمراد بالمحسوسية في الجملة اعم
من ان يكون بالذات او بالعرض فما يكون افراده محسوسة بالذات يكون الكلي
ايضا محسوسا كذلك كالالوان والاضواء والطعوم والروائح وغيرها
ومايكون افراده محسوسة بالعرض يكون الكلي ايضا محسوسا بالعرض كالاجسام وغيرها
وهذا هو الحق كما قاله المصنف فان الحس انما يدرك ما يكون موجودا في الخارج
وانما يكون الموجود فيه على تقدير عدمية التعين هو الكلي فقط دون
التعين فالحس انما يدرك ذلك ونحن نوقش فيه بانه لا حاجة فيه الى
القول بعدمية التعين بل على القول بوجوده في الخارج ايضا يكون الكلي
محسوسا بالذات فان التعين حينئذ اما ان يكون منفصلا عن الماهية او

الحادثة بعد الانفصال غير فان الاولى اجزاء انتزاعية صرفة تابعة للمتصل
الاول فيجوز ان ينعدم بانعدامه والثانية حقائق موجودة في الخارج يجوز ان
تباين الاولى وحينئذ لا يرد ما اورد ان الاجزاء المنفصلة للمار بعينها الاجزاء
المتصلة له وهذه الاجزاء بعد الانفصال متباينة بالحقيقة لعدم الكلي الطبعي
فيه فكيف تتحد مع الاجزاء المتصلة الذهنية فان الاتصال لا يأتي في
المتباينات ووجه عدم الورود ظاهر للمتفطن بما لو حنا فان الاجزاء الاولى
انتزاعيات صرفة والثانية موجودات صرفة يجوز ان تباين الاولى بنفس ذواتها
وان اشتركت في معنى المائية العارضة لها فان قلت ان الاجزاء المتصلة
متحدة في الماهية لاتحادها في الوجود فلا تكون تشخصات محضة فلا بد من وجود
الكلي الطبعي فيها فثبت المطلوب قلت كلا فان الاجزاء المتصلة
انتزاعيات صرفة لا تحقق لها في الخارج فلم يثبت وجود الكلي الطبعي في
الخارج ولي ههنا تدقيق آخر لم يطلع عليه الحكماء بمنع كون تلك الاجزاء
متحققات بحسب الحقيقة بل انتزاعيات صرفة متباينة بحسبها كالدوائر
المتباينة المتشابهة عندهم من الافلاك وهذا وان كان مخالفا
لمذهبهم ولكن لا يبطله البرهان القويم ويجوزه العقل المستقيم فان قلت
ان الاجزاء المتصلة المتباينة كيف تتحد بالوجود فان الاتحاد بين
المتباينات من الممتنعات بالبرهان كما قررنا في موضعه قلت معنى اتحاد

بالنظر الجلي واما النظر الدقيق فلا يبقيه ولا يجزمه بل يجوز ان يكون الكليات
منتزعات صرفة من الجزئيات الموجودة فيه وهي عين التشخصات فالكليات
بالنسبة اليها اعراض عامة لها منتزعات من ذواتها كالتميز والتقرر
المنتزعين من الماهيات والهويات وكالامكان المنتزع عنها وبالجملة هو
الحق المتبع الذي شيدت عمدي بالبرهان المستقيم وسياتي في بيان مذهب
النافين وآخرين ما يخصه بعض المتاخرين من المحققين وهو ان الاتصال
في الاجسام ثابت بابطال الجزء الذي لا يتجزى فالمتصل اذا قسمناه الى
قسمين مثلا بالقسمة الفكية فالجزء ان المتصلان اللذان انفكا في الخارج
اما ان يكونا عين الشخص الاولى كما في ثبت المطلوب من وجود الكلي
الطبيعي في الخارج فانه على تقدير عدمه فيه انما هي تشخصات محضة متباينة
فيه وعلى الاول لم يثبت بعد الاتصال سابقا ولاحقا مع انه قد ثبت في الزمان
السابق على الانفصال بل اللاحق ايضا في بعض الصور كالاجزاء المائية اذا
انفصلت من ماء متصل ، اعيد ثم اتصلت بعد ذلك وبذا بناء على ان المتباينين
بالذات لا يتصلان والتشخصان متباينان كذلك وبذا مع انه مذهب الخصم
برهن عليه في مقامه وبهذا اقنعش بالنظر الدقيق فان الجسم المتصل لم يثبت
امكان الفكاكه في الخارج وقد بيناه مفصلا في بعض الحواشي والشروح
وايضا ان الاجزاء المتصلة قد انعدمت بالفك بانعدام المتصل الاول والاجزاء

التشخيص به بحيث لو خلي فيه كما هو من حقيقته لتحقق به كون الطبيعة والاشخاص متحدين
بالذات متغايرين بالاعتبار وهذا معنى الوحدة الحقيقي بين الفرد والطبيعة
وحاصل مقالهم ان الطبيعة الكلية لا توجد في الخارج مجردة عن التشخص وجميع
بل انما توجد من حيث الاقتران بالتشخص على الطريق الذي ذكرنا وحينئذ يكون
الوجود واحدا بالذات والموجود ايضا كذلك نعم تختلف الموجود بحسب الاعتبار
وحينئذ يكون الوجود ايضا متغايرا بالاعتبار فلا يلزم حينئذ ما قدر عم ان
اتحاد العارض ينافي تعدد المعروض ثم اعلم ان هذا المقام لغموضه قد تحيرت
فيه الافهام ولم يات احد بما يعلق بقلب الاذكياء فالمحققون من الحكماء
قالوا كما قال المصنف ان الطبيعي موجود في الخارج بعين وجود الافراد واستدلوا
عليه بوجوه مسطورة في الكتب كلها واهية بحسب النظر الجلي والدقيق لكنه قد
الفائق الاوجهين منها فانهما يتمان بحسب الجلي من النظر واما بالنظر الدقيق
فيرد عليهما ايضا اما الاول فبيانه ان الكلي قد يكون جزءا للموجود الخارجي كالجسم
بالنسبة الى الاشخاص البسيطة الموجودة في الخارج وكالسواد والبياض بالنسبة
الى اشخاصهما وكذا الانسان والفرس بالنسبة الى اشخاصها الموجودة فيه
ولا شك ان جزء الموجود في الخارج موجود في الخارج ضرورة استلزام انعدام
الجزء في ظرف انعدام الكل فيه وهذا الوجه يعتمد عليه المحصلون من الحكماء وهو
الاخس فان جزئية الماهية الكلية للوجودات الخارجية انما يثبت

وهي المطلقة اعني لا بشرط شيء فيلزم تقسيم الشيء الى نفسه والى غيره فان المطلقة
بهذا المعنى معدودة في الاقسام وجوابه على ما ادى اليه نظري هو ان المطلقة
المتصورة على نحوين الاول ما يكون الاطلاق في اللحاظ دون الملحوظ
بان يقطع النظر فيه عن وجود الاعراض وعدمها وهذا هو المعدود في
الاقسام فان نظر به يلحظ فيها الى وجود العوارض او عدمها والثاني
ما هو المطلقة بحسب الواقع اي ذات الشيء من غير ان يكتنفه الاعتبار واللحاظ
ولا ينظر فيها الى ان يكون مقترنا بوجود الاعراض او عدمها او ينظر فيه مع
قطع النظر عنها فهذه المرتبة اعني مرتبة ذات الشيء مع قطع النظر عن
اختلاط الاعتبار او عدمه جامعة للمراتب الثلث المذكورة فلك بان
تحمل عبارة المصنف والطبيعي اعم منه باعتبار ما عليه فلك بتلطيف القريحة و
تصفيتها اعلم ان المستفاد من المعقولات الثانية كما مر بيانه ومن ثم لم يذهب
احد الى وجوده في الخارج لان معناه بالحمل هو ما اذا لم يتعين المستفاد موجودا
لم يكن العقل موجودا فان انتفاء الجزء في ظرف يستلزم انتفاء الكل فيه
بقي الطبيعي اختلف فيه مذهب المحققين وهم الرئيس اذ موجود في الخارج
بعين وجود الافراد فالوجود واحد بالذات والموجودات ثلثة وهو عارض لها
من حيث الوحدة والمراد هنا بالافراد الاشخاص والشخص عندهم
عبارة عن الطبيعة الكلية المعروضة للتشخص بحيث يكون التشخص و

لنفس الامر ولاشك ان مرتبة الماهية من حواطنها ومراجعها ثم اورد وخلط
فلا يتصور في مرتبة الماهية ارتفاع النقيضين ١٢ ابو اد ظالث ١٢
بان فيه غلطا بين مرجع القضية ومضمونها وبين مصداقها فانهم قالوا بان
مرجع سلب النقيضين هو سلب العينية والجزئية عنها ولاشك ان سلب
العينية والجزئية مصداق لقولنا الماهية من حيث هي هي ليست معدومة
ولا موجودة والحق عندي ان هذه الاشكالات بجذافيرها مندفعة عندهم كما
لا يخفى على المتفطن الفائق وتمثيل بيانه الاذهان القاصرين ان الحكماء
القائلين بكون الماهية ليست موجودة ولا معدومة في مرتبة ذاتها ما عنوا
به الا سلب الجزئية والعينية عنها وما ارادوا به سلب النقيضين الحقيقيين كما
بينا آنفا وما قال به ذلك المدقق لا ينكر وبهذا البيان اندفع النظران
الاولان واما اندفاع النظر الثالث فلانهم ما ارادوا بالمرجع مضمون القضية
بل مآله ومصداقه وتفصيله ان لفظ المرجع وان كان مستعملا في مضمون
القضية المتأخر عنها ولا يصح ان يكون مصداقا لها والا يلزم الدور لكنهم
ارادوا بمرجع القضية ما لها الشامل للمصداق ايضا كما يقال مرجع زيد قائم
هو كون زيد بحيث يصح انتزاع القيام عنه فالاشكالات الثلث المذكورة
كلها واهية من بيت العنكبوت والطبيعي اعم باعتبار من المطلقة فلا يلزم
تقسيم الشيء الى نفسه والى غيره المقصود من هذا دفع اشكال وان المقسم
الى الاقسام الثلثة لا يكون الا المطلقة عن التقييدات والاعتبارات

والتقييد خارجًا وهذا هو المسمى بالحصة عندهم وزاد بعضهم ان يكون التقييد داخلاً
والتقييد خارجًا وهذا التقسيم مما لا اعتبار له عند المحققين وانت تسلم انه
على تقدير حدية التعين لا وجود في الخارج الا للمرتبة الثانية فقط و
سياتي تحقيقه ثم هذه المراتب الثلث تجري في الجزئيات بالنظر الى عوارضها
ايضا وهي من حيث هي ليست موجودة ولا معدومة ولا شئ من العوارض
فعلى هذا المرتبة ارتفع النقيضان هكذا قالوا وتفسيره قولهم ان الوجود قد
ثبت زيادته على الماهية عندهم ولكنا العدم فهما مرتفعان عن مرتبة الذات
بمعنى انها لا يكونان حينا وجزءا لها وهذا حق بلا مرية فمرادهم بارتفاع النقيضين
في المرتبة نفي العينية والجزئية عنها كما يقال ان مفهوم الانسان هو
الا انسان ليس عينا ولا جزءا للواجب تعالى وهذا المعنى من ارتفاع
النقيضين ليس بمستحيل في الواقع وهو المراد لهم فهم هذا المعنى من الارتفاع غير
متعارف عندهم ولكن لا باس به عند ظهور مرادهم وحينئذ لا يرد ما اورده بعض
المدققين بقوله وفيه نظر دقيق هو ان ارتفاع النقيضين ههنا يرجع
الى سلب احد النقيضين كالوجود عن مرتبة الذات وسلب سلبه
عنها فيكون الوجود ذاتيا وغير ذاتي وهو محال فليس ههنا ارتفاع النقيضين
ولا اجتماعهما ثم اورد عليه ببيان آخر وهو ان ارتفاع النقيضين
محال بالذات والمحال بالذات لا يتصور في مرتبة من مراتب

الموضوع مقدم بنفسه توجد الاشكال الذي ذكرنا سابقا في بيان الجموعات ولا
نورده خوفا لاطالة خاتمة مفهوم الكلي يسمى كليا منطقيا ومعروض ذلك المفهوم
يسمى كليا طبعيا والمجموع من العارض والمعروض يسمى كليا عقليا ووجه التسمية
غني عن البيان وكذا الكليات الخمس منها منطقي وطبعي وعقلي فالجنس المطلق
هو مفهوم قولنا المقول على كثيرين مختلفين في جواب ما هو والجنس الطبعي
هو معروضة كالحيوان مثلا والجنس العقلي هو المركب منهما وبكذا في
غيره ثم المطلق له اعتبارات ثلثة بشرط لا شئ وبشئ مجردة وبشرط شئ
ويسمى مخلوطة ولا بشرط شئ ويسمى مطلقة هذه الاعتبارات الثلث قد
توخذ بالنظر الى امور محصلة كالاجناس بالنسبة الى الفصول فالحيوان
مثلا اذا اخذ بالنسبة الى الناطق يسمى مخلوطة ونوعا واذا اخذ بشرط
نفي الناطق يكون مادة غير محمولة على الاول واذا اخذ لا بشرط شئ يكون
جنسا ومحمولا عليه كما مر تفصيله سابقا وقد توخذ بالنظر الى العوارض الغير
المحصلة كالانسان بالنظر الى شخص زيد وعمرو مثلا فطبيعة الانسان اذا
اخذ مع الشخص الخاص مثلا يكون مخلوطة ويتصور فيها المراتب الاربع
احدها كون التقييد والتقيد كليهما داخلين وبذا هو المسمى بالفرد عندهم وثانيها كون كليهما خارجين وانما التقييد في اللحاظ فقط من دون ان يجعل جزءا
من الملحوظ وبذا هو المسمى بالشخص عند المحققين وثالثها ان يكون التقييد داخلا

وقد ناقش المحقق الدوانی بانه انما یلزم التعدد اذا اعتبر فی الاول ما اعتبر
فی الثانی وجود کفایة تصورها الجزم باللزوم او غیر بین بخلاف
البین باحد المعنیین فالنسبة التفسر، وذلک لان نقیض الاخص اعم
وکل منهما موجود بالضرورة فلا یحتاج الی بینة فضلا عن دلیل وبهنا تنک
وبهوان اللزوم لازم ولا یهدم اصل الملازمة وقد فرضنا وقوعه فیتسلسل
اللزومات ضرورة کونها غیر واقفة الی حد وکونها مترتبة بالترتیب اللزومی
کما بین فی موضعه وجملة ان اللزوم من المعانی الاعتباریة الامر اعیة
التی لیس لها تحقق فی الواقع الا فی الذهن بعد اعتباره فینقطع باعتبار
انقطاع الاعتبار فلا یلزم المتسلسل المستحیل فانه عبارة عن وجود امور غیر
متناهیة موجودة بالفعل مرتبة والترتیب وان ثبت باللزوم بان یکون اللزوم
الذی اعتبر اولا بین الملازم والملزوم ملزوما للزوم الثانی الملزوم الثالث و
هکذا ولکن لم یثبت وجود اللزومات الغیر المتناهیة الممتازة فی الوجود فی الواقع
لا فی الخارج لانها بنسبته ولا یعقل وجودها فی الخارج ولا فی الذهن لعدم اقتدار
الذهن علی استحضار الامور الغیر المتناهیة الممتازة المفصلة ثم متناهیا و باطنها
متحقق وهو واحد لا یتکثر حسب تکثر الامر اعیات فلا یتوجه الاشکال فیه ایضا
وذلک هو الحافظ لنفس امریة الامر اعیات فلا تکون امر اعیة متناهیة
او غیر متناهیة مرتبة او غیر مرتبة فقولهم المتسلسل فیها لیس بمحال صادق لعدم

بعضها دون بعض والاول باطل حتما ولا يلزم ان لا فرد افرادا لان كلا منها في
الوجود الخاص بالسابق تشخص الخاص وهو انما يختص بفرد دون جميع
الافراد والثاني ايضا باطل فان نسبة الاختصاص الى فرد دون فرد انما
يعقل بعد تميز هذا الفرد عن ذلك الفرد والتميز المذكور انما يتصور بالتشخص فيعتبر
التشخص اولا ثم يعتبر اقتران الوجود به ثانيا وهذا اينافي المساوقة والعينية بين الوجود
والتشخص وهذا البيان لغموضه يحتاج الى تامل دقيق وتفرد به هذا ينتقر المحتاج
الى مدة كثيرة والثاني كما قاله الحكماء من ان وجود الواجب تعالى لو كان مقتضى
ذاته لكان ممتنعا اليسوا الاحتياج لسابق الامكان فيكون ذلك
الوجود ممكنا ولابد له من علة فعلته اما ذات الواجب تعالى او غيره والثاني
باطل لاستحالة كون مجعولية الغير والاول ايضا باطل فان العلية انما تكون
بحسب الوجود فلابد ان يكون الماهية موجودة اولا ثم تفيد الوجود ثانيا
وحينئذ يلزم الدور او التسلسل كما بينا سابقا وحينئذ يتم ما ذكره المصنف من
ان لزم الوجود له تعالى للضرورة لا للعلية موجودة اولا وحاصله ان المقتضى التام للوجود
هو الماهية من دون ان تكون موجودة اولا قابل يكون بحسب ذاتها مقتضية او لا وحينئذ
هذا الكلام الى تذكرناه ولا يتم بعض المقدمات الى بعض ليتقطا ذكره اما فان
عالم التوجيهات بجوزه وايضا اللازم اما بين يلزم من تصوره تصور الملزوم
فقد يقال البين على الذي يلزم من تصور بهما الجزم بالملزوم وهو اعم من الاول

او یجب الذات کما فی انضمام الوجود الی الماہیۃ وہی تقتضیہ بالضرورۃ من غیر
ان تکون علۃ موجودۃ موجدۃ لہ حتی یلزم وجودہا قبل وجودہ وایضا بقی ہہنا
احتمال خامس وہو ان یکون وجودہ تعالی منفصلا عن ذاتہ مقتضیا لہا من غیر
ان یکون الذات علۃ موجدۃ لہ قلت وباللہ التوفیق ان الاحتمالین باطلان
عندی بالنظر الدقیق فان ذات الواجب تعالی حینئذ یکون کلیا قابلا للشرکۃ بین
الکثیرین ویکون نسبۃ الذات الی تلک الافراد علی السواء لان یقال بجواز ان یکون
الکلی (ای الکثیرین) مقتضیا لانحصارہ فی فرد واحد لانا نقول ہذا الاحتمال باطل فان الضرورۃ
تشہد بان الکلی بالنظر الی ذاتہ مع قطع النظر عن الحیثیات الاخر نسبتہ الی
جمیع افرادہ علی السواء والکلی المنحصر فی فرد انما یقتضی الانحصار فی فرد
بالنظر الی حیثیۃ مقتضیۃ اخری کما قیل فی العقل والفلک وان کان نسبۃ
الکلی الی جمیع افرادہ علی السواء فالماہیۃ الکلیۃ للواجب تعالی بالنظر الی الوجود
القائم بنفسہ اما ان تقتضی الانحصار بالنظر الی ذاتہ فہو باطل لما ذکرنا اولا
(ای فرد) وحینئذ یکون ذلک الوجود مختصا بفردون فرد لا بالنظر الی ذات الماہیۃ
بل بالنظر الی تشخصہا الخاص فلا بد من اعتبار التشخص اولا ثم اعتبار
الوجود وحینئذ یحتاج اما الی المسافۃ او الی العینیۃ بین الوجود والتشخص وہو باطل بجملتہ ان
الماہیۃ الکلیۃ تکون متکثرۃ بالذات بالنظر الی الافراد فالوجود القائم (ای حین اعتبارہا بالوجود)
بالذات اما ان یکون منسوبا الی کل واحد واحد من تلک الافراد او الی

تم مقصودہ فلم یتعرض للقسم الثانی حتی یجب وجود المنضم الیہ ولا کونہ وجودا واجبا
علی مذہب المتکلمین اقول تحقیق الحق یقتضی خلاف ما ذکرہ المصنف وذلک
بوجہین الاول علی ما اقول ان الوجود یطلق علی معنیین الاول المعنی المصدری
ولاشک انہ معنی انتزاعی تارۃ لاعتبار المعتبر وانتزاع المنتزع عن الموجود الحقیقی
الخارجی واخری الذہنی فیلزم وجود الموصوف وتحققہ الواقعی قبل انتزاعہ ولیس
الکلام فیہ والثانی المعنی الحقیقی وہو اما ان یکون عین حقیقۃ الواجب
او جزئہ او خارجا عنہ منتزعا عنہ ومنضما الیہ علی الاول یلزم خلاف ما رامہ
المصنف من ابطال مذہب المتکلمین والثانی باطل باتفاق الفریقین
بالبرہان القطعی الذی ذکرتہ سابقا فی شرح الخطبۃ والثالث ایضا باطل
فان المعنی الانتزاعی بنفس مفہومہ لا یصلح للان یکون مناطا ومنشأ لموجودیۃ
الموجود الخارجی سیما اذا کان واجبا الذات متبرءا عن ذلک وان ارجع الکلام
الی المنشا یرجع الی الشقوق التی ذکرنا ابطالہا وبہذا اتضح علی الفتی المتفطن
بقی الاحتمال الرابع وہو شق الانضمام ولاشک انہ فرع وجود المنضم الیہ
وتشخصہ فیلزم وجود العلۃ او الاعلی خلاف ما ذکرہ المصنف فان قیل یجوز ان
یکون الانضمام فرع ذات المنضم الیہ دون وجودہ واما ما ذکرتی بیانہ من ادعاء
البداہۃ فیہ فلعلہ لا یعتمد علیہ الخاصم بل یرجع ویقول ان الضرورۃ العقلیۃ
تشہد بفرعیۃ المنضم عن المنضم الیہ ما یجب لہ وجودا کما فی الکسوۃ والجسم

المفارق الدائم يلزم حينئذ دخوله في اللازم ولم يتعرض المصنف لجوابه ههنا واشار
اليه في مبحث التصديقات وخلاصته ان هذا التقسيم مبني على النظر الجلي وابا يجب
النظر الدقيق الذي يبتني على مباحث الحكمة فالمفارق الدائم داخل في اللازم
او يقال ان اللازم ما يمتنع انفكاكه بالنظر الى ذاته فقط واما اللازم بالنظر الى العلة
فهو داخل في المفارق بل المطلق الوجود داخل ضروري في لوازم الماهية
والحق لان لوازم الماهية على ثلثة اقسام الاول منها ما يتقدم على الوجود
المطلق لمزدوجها كالامكان والتقرر والتميز كما ذكرنا خليق فيه دخل
للوجود المطلق والا لزم الدور والثاني منها ما يكون مساوقا للوجود المطلق
كالتشخص ومساوقة سوى الوجود وليس فيه دخل ضروري للوجود المطلق
والا يلزم حقيقة احد المساوقين للآخر وهذا يبطل معنى المساوقة فان المساوقة
عندهم عبارة عن التلازم بحيث لا يتخلف احدهما عن الآخر في مرتبة وههنا
يلزم التخلف ضرورة تخلف المعلول عن العلة في مرتبة الذات والثالث
منها ما يتأخر عن وجود المعروض كالزوجية للاربعة والفردية للثلثة وهذا القسم
لا بد له من مداخلة وجود المعروض في عروضه فلم يلزم مداخلة الوجود المطلق
في اللازم المطلق فثبت مراد المصنف من ان مداخلة الوجود المطلق
ليست بضروري في جميع اللوازم المطلقة واما في بعضها فلا ينكره لانا نقول ان الضرورة
لا تعلل والضرورة عبارة عن القسم الاول الذي ذكرناه وبهذا القدر

وكل منهما ان امتنع انفكاكه عن المعروض بالنظر الى ذاته او بالنظر الى علته فلازم

والا فمفارق بزول بسرعة كحمرة الخجل وصفرة الوجل او بطوء كالعشق مثلا او لا

كحركة الفلك ثم اللازم اما ان يمتنع انفكاكه عن الماهية مطلقا اى فى الذهن

وفى الخارج لعلة سواء كانت العلة ذات الملزوم او غيره او لا لعلة اصلا سواء كانت ذات الملزوم او غيره كالامكان والتميز يسمى بالملزم للماهية

ووجه تسمية ظاهر او بالنظر الى احد الوجودين خارجى ويسمى بالملازم الخارجى او

ذهنى ويسمى الثانى معقولا ثانيا وعرفوا المعقول الثانى فى الحكمة بما يعرض للشىء

فى الذهن ولا يكون بحيث اذا امر خارجى وهو بيتا دل القسمين الاول بان يكون

الوجود الذهنى شرطا للعروض كالكلية والجزئية والثانى بان لا يكون كذلك

بل يكون ذات المعروض مع قطع النظر عن الوجود كالحيوانية والانسانية و

العرضية والجنسية والفصلية فانها لا تحتاج فى العروض الى الوجود والا يلزم

الجعولية الذاتية كما لا يخفى على من له ادنى بصيرة فى العلوم والدوام لا يخلو

عن لزوم سببى بيانه على طريق البرهان ان الدوام ممكن والممكن لا بد له من

علة مرجحة فاما ان يكون ترجيحها بالغا الى حد الوجوب او لا والثانى باطل

اذ عند فرض تعيضه يكون ترجيح المرجوح وهو اقبح من الترجيح لا مرجح بيان

اللزوم واضح فان الاولوية تستلزم تجويز جانب غير الاولى وعلى الاول

يثبت ما ادعاه المصنف واذا تبين هذا فيلزم هنا اشكال وهو ان

الحيوان اذ لم تكن محصلة لوجود معروضها بل يحتاج وجودها الى وجوده
كالكتابة بالفعل بالنسبة الى الانسان اذ لا يذاو لا ذاك كتشخص الانسان الروحي
ووجوده بالنسبة الى طبيعة الانسان فان كل واحد منهما خارج عن حقيقة الانسان
مختصة به غير شامل لافراده ولا يكون هذا التشخص الخاص مستفادا من طبيعة
الانسان والا يلزم الدور او التسلسل فان الافادة فرع وجود المفيد فان كان
وجود المفيد عين الوجود المفاد فيلزم الدور او غيره فيلزم التسلسل

وفيه مافيه والخامس العرض العام وهو الخارج المقول على حقائق مختلفة
سواء كان متقوما بوجوده بحسب النوع اى فتاجانى المحصل النوعى الى ماهو
عرض عام له كالجنس بالنسبة الى الفصل المقسم او متقوما بدون المحصل النوعى
كالتماسى بالنسبة الى الحيوان اذ لا يذاو لا ذلك كالتميز والتقرر بالنسبة الى
الانواع المحصلة وههنا احتمال رابع وهو ان يكون مقوما وعلة لوجود معروضه
كالامكان بالنسبة الى الماهيات الممكنة عند من يقول بعلية لوجودها
فانهم قالوا الممكن فاحتاج فوجد ولكن التحقيق خلاف ذلك فان الامكان
له مفهوم اعتبارى انتزاعى لا يصلح لعلية الموجودات الخارجية و
الذهنية الحقيقية فانه تابع لاعتبار والموجودات توجد بدون الاعتبار
وله مصداق في الخارج والذهن وهو الماهية والماهية ايضا لا تصلح للعلية
لوجودها فانه يستلزم الدور او التسلسل كما لا يخفى على من له ادنى فطانة

غفر له ١٢

على المقدمة المذكورة بانا لا نسلم استلزام معية الامكان لامكان لمية الاخرى
ان نقيضين امكانهما مع ولا امكن ليتهما كما ان ازلية الامكان لا يستلزم
امكان لا ازلية وبينا شبهة قوية اخرى لا تخل بتامل الافكار وهي ان الامور
المتعاقبة الغير المتناهية الانقضية كالمجموعات المذكورة وكالزمانيات
سائر الامور الاضافية تلك تلك الاشكال والاعداد وغيرها لا شك
ان تلك الامور في علمه تعالى مجتمعة فاما ان يكون متناهية فيلزم الجهل
عليه تعالى بما هو اكبر كما لا يخفى على من له ادنى دراية او كانت غير متناهية
وهو الحق المتبادر عند الذهن المستقيم وحينئذ نسئل عن الافراد الممكنة الخروج الى
عالم العين اما متناهية او اثنية او غير واقفة او غير متناهية كمية بالفعل الاول
باطل بالضرورة والا يلزم كون اللا تقفية تقفية واثانى ايضا باطل فانه
لا تجدد ولا تعاقب في علمه تعالى فبقي الثالث وهو يستلزم جواز الامور الغير
المتناهية بالفعل وهو يستلزم التسلسل المستحيل وهذا الاشكال في غاية القوة
والمتانة لم يخل بعد من احد من الاذكياء وارجو من الله تعالى ان يوفقني
بانحلاله بالعقل الذي هو فوق العقل المتوسط والرابع الخاصة وهو الخارج المقول
على ما تحت حقيقة واحدة نوعية او جنسية شاملة ان عمت الافراد
كالتحيز بالذات للاجسام والا فغير شاملة سواء كانت مقومة للفصل معروضها
اعني ماهي خاصة له كالفصل المقسم بالنسبة الى الجنس ومشاله الناطق بالنسبة الى

قلت الاشتمالة مشتركة بين الصورتين فان الفصل كالعلة التامة المفيدة
لوجود الجنس لا يكون قد بالتي واحد حقيقيا كان او اعتباريا كما مر طلاقا
اليه ولا فيده خوفا للاطالة لا يقال على هذا يلزم من تحقق اثنين تحقق امور
غير متناهية لانه نضم الثالث يتحقق الرابع وهكذا وحاصله ان بناء وجود الكم على
تحقق الثالث من وجود اثنين وتحقق الثالث من وجودهما يستلزم تحقق
الرابع فان الفصلين مثلا اذا تحقق من وجودهما وجود مجموعهما فيستلزم وجود
مجموع الثلثة اى الاثنين والثالث المجموع وهو الرابع وهو يستلزم
وجود الخامس بعين هذا البيان ومعنى الاستلزام ههنا هو
استلزام صحة هذه المجموعات اى امكان فعليتها فان كل واحد من هذه
المجموعات ممكنة فامكان كلها مع ولا شك ان معية الامكان يستلزم امكان
المعية فيلزم صحة وجود تلك المجموعات دفعة وهو محال لانه يحيله برهان التطبيق
والتضايف وغيرهما من البراهين المبطلة للتسلسل وحينئذ يسقط
الجواب المذكور في المتن لانا نقول الرابع امر اعتباري فانه يحصل
باعتبار شئ واحد مرتين والتسلسل في الاعتبارات منقطع فافهم وجه سقوطه
ظاهر فان الاعتباريات وان انقطعت بانقطاع الاعتبار فلا يلزم وجود
الامور غير متناهية بالفعل وان كانت اعتبارية نعم يلزم صحة وجودها بناء
على القاعدة المذكورة من استلزام معية الامكان امكان المعية فتدبر اهل المنع

مستحيل بالذات بل يستحيل بالغير وكذلك استحالة وقوع وقوعه وهكذا الى ما لا يتناهى
وثانيا ان وقوع عدم العقل الاول بالنظر الى ذاته لا كيانى وقوع الوجود و
ضرورية بالنظر الى الواجب تعالى وتيقنا لكيفيتين يرفع التناقض كما بينا سابقا
آنفا والحق عندى ان بعض المستحيلات بالذات قد يجوز وقوع بعض الممكنات
بمعنى انه لا يحيله الا ترى ان كون الانسان حمارا انما يحيله ذات الانسان
والحمار دون ذات الاشجار والحيوانات ولذا قالوا ان الانقلاب
المستحيل الذاتى كقلب الجوهر عرضا انما يستحيل بالنظر الى ذات المنقلبين لا بتيقنه
استحالة ذات الواجب تعالى وكذلك الخرق والالتيام فى الافلاك ووجود الخلاء
لا يقتضيه وجود زيد وعدمه كما لا يخفى على المتفطن وحينئذ ان وجود اثنين يستلزم
وجود ثالث وهو المجموع وذلك واحد عاما لا يلزم وجود فصلين قريبين
لحقيقة واحدة فان كل واحد من الانسان والفرس مثلا له فصل واحد وهو الناطق
فى الانسان والصاهل فى الفرس واما المجموع المركب منهما فله ايضا فصل واحد
وهو المجموع المركب من الفصلين القريبين فان قلت لا حاجة الى تكليف ذكر
السؤال والجواب المذكورين الذين اوردهما المصنف فان السؤال ساقط من
اصله لقاعدة المذكورة من ان الحقيقة الواحدة لا يكون لها فصلان قريبان انما
يصح بمجموعها الحقيقة الواحدة بالوحدة الحقيقية دون الاعتبارية ولا شك ان
المجموع المركب من النوعين امر اعتبارى ولا استحالة فى تعدد الفصل القريب له

التوضيح في الحكمة وجوابه ايضا من وجهين الاول مثل ما ذكرت آنفا من
ان هذا الكلي يشريك الباري لا يجوز ان يكون من الكليات المذكورة آنفا
كما قاله المصنف لمنع كلية الكبرى لان امكان كل مركب ممنوع فان المركبات
الفرضية كالمجموع المركب من النقيضين ليس بممكن بل المراد بها المجموعات الواقعية
وحينئذ لا ينكر الاوسط فاشار اليه بقوله فان اعتبار الاجتماع على تقدير الوجود
الفرضي لا يفيد الامتناع في نفس الامر اذ لا منافاة بينهما فان الاحكام الفرضية
المتناقضة للاحكام النفس الامرية بحسب الظاهر قد توجد في موضوع واحد كما
مر مثاله سابقا من ان الشئ اذا فرض وجوده مع عدمه فاذا كان موجودا في
نفس الامر يكون معدوما بحسب الفرض واذا كان معدوما فيما يكون موجودا
بحسب الفرض لا تناقض ولا استحالة فيه فان التناقض المستحيل يعتبر فيه
اتحاد الجهة ولا اتحاد ههنا الا ترى انه يستلزم المحال بالذات فلا يكون ممكنا
متصورا ممكنا بالذات في الواقع فان الممكن بالذات لا يستلزم المحال كذلك
وان كان قد يجامع مع الاستحالة بالغير كما يقال في عدم العقل الاول فانه ممكن
بالنظر الى ذاته وان امتنع بالنظر الى غيره وهو الواجب تعالى فان قلت وقوع
الاستحالة بالغير مستحيل بالذات مع انه يجوز ان يكون ممكنا بالذات فان العقل الاول
بالنظر الى ذاته يجوز ان يكون معدوما فاذا عدم بالنظر الى ذاته امتنع الاتصاف
التام له من الواجب تعالى قلت اولا انا لا نسلم ان وقوع الاستحالة بالغير

المادية والصورية فهو ليس بمستحيل لتغاير الجهتين فان المجموع له جهة التفصيل
والاجمال فمن جهة التفصيل علة لنفسه من جهة الاجمال وبهذا يلزم صدق العلة
والمعلول على كل مركب من الاجزاء وان لم تكن اجزاءه مادية او صورية كالجواهر
المركب من الهيولات فتلك الهيولات من حيث التفصيل علة لنفسها من حيث
الاجمال وههنا كلام دقيق آخر لتصحيح اعتراض المصنف على نمط آخر بحيث لا يبقى
عن اصله كما زعمه البعض لا نورده خوفا للاطناب وكثرة جهات المعلولية لا تستلزم
كثرة المعلولية حقيقة دفع دخل مقدر وهو ان العلة اذا كانت كثيرة كما ذكرتم
في الامثال المذكورة من انها مادية وصورية فيلزم ان يكون معلولا انها ايضا كثيرة
مع ان الواقع خلاف ذلك فانه لم يقل المصنف بانا لا نسلم تعدد ذات المعلول
بل يستلزم تعدد جهة المعلولية وهو مسلم وتعدد بها لا يستلزم تعدد ذاته فالازم
غير محال والمحال غير لازم لا يقال مجموع شريكي الباري شريك الباري
شريك الباري مركب وكل مركب ممكن وحاصل ان المقدمة المذكورة باطلة فان
شريك الباري كلي وهو كما يصدق على كل واحد من افراده يصدق على
المجموع فحينئذ يصدق بعض شريك الباري مجموع وكل مجموع ممكن فبعض شريك
الباري ممكن مع ان كل شريك الباري ممتنع بيان صغرى الصغرى واضح
على الفرض المذكور وبيان الكبرى ان المجموع المركب مفتقر في وجوده الى اجزائه
وكل مفتقر في وجوده الى شيء ممكن وهو واضح في نفسه ويتضح بزيادة

غير قادح لاصل مقصوده والمثال الواضح ما ذكرناه وله امثلة كثيرة اخرى كالخط القائم
كما يصدق على كل واحد من المستقيم والمستدير كذلك يصدق على المجموع
المركب منهما ضرورة انه كم متصل قابل للقسمة في جهة واحدة فقط فله فصلان
قريبان الاستقامة والاستدارة يعني مباديهما وكذا الخط المستدير كما يصدق
على كل واحد من الانواع المتباينة منه كذلك يصدق على المجموع المركب من
الدائرة الصغيرة والكبيرة فله فصلان قريبان ايضا وهكذا يتصور له امثلة
كثيرة وهذا الذي ذكرناه لتوجيه كلام المصنف ليصح كلامه ههنا وان كان بعض
عباراته في السياق يابى عنه واني الا بانا سوف نشرحه فيما سياتي على طبق ما ذكرنا

لا يقال يلزم صدق العلة على المعلول المركب لانه مجموع المادية والصورية وهو محال
حاصله ابطال المقدمة المذكورة في الاشكال وهو ان الكلي كما يصدق على
واحد من افراده يصدق على كثيرين من افراده اي مجموعهما بان ذلك يستلزم
صدق العلة والمعلول على شيء واحد فان العلة كلي يصدق على العلة المادية
والصورية فيصدق على المجموع المركب منهما وهو المعلول مع انه محال وجوابه
عنه من وجهين الاول على ما اقول ان هذا الكلي ليس من الكليات المذكورة
التي تصدق على مجموع افرادها والثاني على ما اجاب به المصنف بعد تسليمه من
الكليات المذكورة المقصودة ههنا بقوله لان الاستحالة ممنوعة فانه معلول واحد
وعلل كثيرة حاصله انا وان سلمنا صدق العلة على المجموع المركب من

والثانی ما صح لی وهو ان الکلی کما یصدق علی واحد من افراده یصدق علی
کثیرین من افراده ای علی مجموع افراده بصدق واحد فی بعض الصور فان
الضرورة شاهدة بان مجموع الجواهر جوهر ومجموع الاعراض عرض ولیس مراد
المصنف القاعدة الکلیة تنتقض بالوحدة الحقیقیة فانه لا یقال علی المجموع
المرکب من الوحدات الحقیقیة واحد بالحقیقة نعم صدق فی بعض الصور قد یکون
ضروریا کما بینه بقوله فمجموع الانسان والفرس حیوان فله فصلان قریبان و
کذا مجموع الجواهر جوهر ومجموع الکمیات کم ومجموع الکیفیات کیف وحینئذ
یظهر الجواب عما قاله بعض المحققین من ان هذا الایراد ساقط عن اصله فان
صدق الکلی علی مجموع افراده لا یلزم کالواحد الحقیقی نعم یلزم صدقه علی الکثرة
الحاصلة من افراده وهو لا یستلزم مطلوب المصنف وذلک لان مقصود
القضیة المهملة المستلزمة للجزئیة لا الکلیة وتفصیل اعتراض المصنف بحیث
لا یسقط عن اصله کما زعمه المحققون ان مجموع الکلیة المتصلة او المنفصلة مثلا یصدق
علیکم ضرورة انقسام المجموع بالذات بانقسام اجزائه کذلک وهو المعنی بالکم
فیصدق علی ذلک المجموع انه کم بالذات فیصدق مقولة الکم علیه صدق
الاجناس علی الانواع فیکون لهذا المجموع فصلان قریبان وهو خلاف
المقرر کما سبق وان ناقشت فی المثال الذی ذکره المصنف من ان مجموع
الانسان والفرس حیوان بانه باطل ومنوع فذلک بعد تسلیم مناقشة فی المثال

العوالي بالعشرة المعتبرة عندهم بان لا يخرج الممكن عنها او تحته والاول باطل
فان الفصل هو المميز لانواع تلك الاجناس كما يقتضيه تعريفه فلا يكون اعم
المحمولات ولا غيرها ايضا بل يكون تحتها فهو منفصل عن المشاركات بالفصل
ضرورة ان ما به الاشتراك لا بد له من ما به الامتياز ضرورة تحصل تلك الفصول
وامتيازاتها فيما بينها وعن غيرها فاذن كل فصل فصل وتسلسل وهلم لانم انفصال
كل مفهوم بالفصل وانما يجب لو كان ذلك العام مقولا له حاصلة ان مقولية
تلك الاجناس اي كونها اجناسا عالية للممكن انما هي بالنظر الى الانواع المتباينة
لها اي المركبة تركيبا عقليا بالفصول اذ ليست انواعا متباينة عندهم فليست
واقعة تحتها فلا يلزم انفصاله بالفصل وقد سبق لي في اثناء الترقيم وجه حسن آخر
لدفع الاشكال من غير توسط ما ذكره في الجواب وهو ان التسلسل المذكور في الايراد
يجوز ان يكون تسلسل الانتزاعيات والاعتباريات المنقطعة بانقطاع الاعتبار
فان الفصول من الاجزاء الذهنية التحليلية وهي انتزاعية قطعا لا يقال
ان الاجزاء الذهنية مستلزمة للاجزاء الخارجية كما هو التحقيق فيلزم التسلسل
المستحيل في تلك الاجزاء اولا وآخرا وكلاهما مفضيان الى مطلوب المورد
لانا نقول يلزم حينئذ بطلان مقولية المقولات بالنظر الى البسائط
الخارجية كالجوهر بالنظر الى العقول والنفوس وكالمقولات العرضية بالنظر
الى الانواع البسيطة في الخارج فلا بد لاصلاح كلامهم من الاغماض عن الاستلزام

العقل السليم والفهم المستقيم وبيان الاولى ان الوجود عرض وتما يتصور قيام عرض
واحد شخصي بجلبين كذلك واما ايجاد مطلق الوجود فهو غير مطلوب في هذا المقام
فانه يتاتى في جميع الاشياء المتباينة جوهرية كانت او عرضية فلا يكون مناطا
للحمل المعتبر في الاجزاء وبهذا الاخير بيان عريض تحقيقي بيناه في بعض الحواشي
ولا يسع لذكره المقام ولعل السبب يكفيك ذكرناه آنفا وتمهد بيان هذا ان مناط
الوحدة الحقيقية في المركبات انما هو الحلول واحتياج الحال فيها الى المحل
والذكي المتوقد يعلم بشهادة قلبه ان احتياج الحال العرضي الى المحل اشد منه
في الحال الجوهري فان الاحتياج في الاول يتصور بحسب طبيعة الحال وشخصيته
وفي الثانية لا يتصور الا بحسب الشخصية فقط وكذا الحلول في الاولى اوفر و
اكثر من الثانية فان العرض حال في محله بحسب طبيعته وتشخصه لكونه طبيعة
ناعتية والحال الجوهري انما هو حلوله في المحل بحسب الشخصية فقط فان طبيعته
مستقلة تتصور بها عن المحل متقدمة على المحل وقد حققناه ايضا في بعض
الحواشي والقوم عنه غافلون فاذا كان الربط والاحتياج في العرض
اوفر والجوهر اشد واوفر من الجوهرين فالتوحد الحقيقي المعتبر في انواع الاجسام
الطبيعية الحقيقية كذلك فكون العرض فصلا للجواهر اولى من كون الجوهر فصلا
تامل في هذا المقام فانه مما تحيرت فيه الافهام وبهذا ظهر ان وجهين الاول انما ايد
في التشاور وهو ان كل فصل هي من المعاني فانما هو المحمولات اي الاجناس

ان الفصل المقسم للجنس القريب كالعلة المفيدة لوجوده باعتبار جميع مراتبه
سواء كانت مرتبة وجود الطبيعة او وجود فرد ما او الشخصية الخاصة بهذا حققه
بعض المحققين من المتاخرين فاذا كان الفصل كذلك يلزم ان يكون جواهر الافان
الجوهر عندهم مفتقرا بالايجاد في الموضوع والموضوع عبارة عن المحل المستغني
في وجود طبيعته وفردية المطلقة عن طبيعة المحل وان احتاج في وجوده
الشخصي الى طبيعة المحل كما حققه بعض المحققين من المتاخرين واذا
تقرر ان الفصول للجواهر مقومة لوجود طبائع المحل وفرديتها المطلقة
فلا يكون وجود طبيعة المحل الذي هو الجنس باعتبار بعض الملاحظات
التفصيلية لمعقل غنيا عن وجود ذلك الفصل بحسب تلك الملاحظة فثبت
ان الجوهر جوهرا وهو المطلوب وحينئذ لا يرد النقض بفصول الاعراض بخلاف
الدليل فيها فان الضابطة المذكورة انما هي في فصول الجواهر وقد برهن
عليها في مبحث الهيولى والصورة وكيفية تلازمهما واما في فصول الاعراض
فلم يبرهن عليها بعد وكذا لا يرد النقض بان فصول الجواهر يجوز ان تكون
علة للوجود الشخصي للجنس لا لوجود طبيعته فلا يكون جوهرا فان الاعراض
قد تكون مشخصة لمحالها قال المحقق الطوسي ره في شرح الاشارات
بان الاشكال والالوان والاوضاع فواعل لوجود الجسم اي تشخصه
مع انها اعراض ثم قال بعض المحققين ان الزمان مشخص لوجود

فصلان قريبان فان الفصل المقسم القريب كالعلة المفيدة لوجود الجنس بمعنى
انه لا يحتاج الجنس في وجوده بعد وجود الفصل الى شيء آخر فيكون الفصل
كالعلة التامة التي لا يتصور تعددها على سبيل الاجتماع فيظهر المطلوب بادنى
تامل ولا يقوم الا نوعا واحدا فانه لو تعدد وتقومه لنوعين فاما ان يقوم
نوعين من جنس واحد او نوعين من جنسين الثاني آيل الى الفرع الاول
الذي سياتي ذكره وسنبين وجهه في ذيله والاول باطل اذ يلزم حينئذ
خلاف المفروض فان النوعين المفروضين حينئذ يكون نوعا واحدا
فان اختلاف الذاتيات باختلاف الذاتيات واتحادها باتحاد باقي واذا كان
الجنس القريب والفصل القريب للنوعين واحدا فهما متحدان بالذات فيلزم
خلاف المفروض ولا يقارن الا جنسا واحدا في رتبة واحدة كالقريب
والتوسط والبعيد وبيانه على وجه التحقيق انه قد تقرر في بيان المتفرع عليه
ان الفصل كالعلة التامة للجنس في عدم تقارنها عن المعلول فاذا وجد الفصل
القريب فلا بد من وجود الجنس الذي يقوم به فلا بد حينئذ من وجود جنسين قريبين
له في الماهية الواحدة فوجد لماهية واحدة جنسان قريبان مثلا بل يوجد
جنسان لها في مرتبة واحدة قريبة كانت او بعيدة وهذا خلاف تصريحاتهم
كما سبق ذكره في مبحث الجنس وفصل الجوهر جوهر غلاظا للاشراقية وهذا
متفرع على القاعدة الاخيرة التي ذكرناها في بيان المتفرع عليه لكن

لا يخفى على المتفطن الماهر وسيأتي بعض بيانه والثاني عليه الجنس بحسب الوجود
في الخارج باعتبار بعض الملاحظات التفصيلية للعقل اعني في مرتبة كونهما
بشرط لا شيء كما بينه بعض الاجلة من المتاخرين وهو الحق عندي وعند جميع
المحققين من الحكماء وان غفل عنه بعض الشارحين وقال ما قال بميث
لا يودي الى طائل وبهذا المعنى الاخير هو المراد في هذا المقام وعليه يتفرع الفروع
الآتية وبيانه على وجه التحقيق الذي عندي ولا يخالف مرامهم ان
الفصل في مرتبة بشرط لا شيء هو الصورة والجنس في تلك المرتبة هو المادة
والاول بحسب وجود طبيعة متقوم للثاني بحسب تلك المرتبة وباعتبار وجود
فردا والفردية التشخصية الخاصة فلو كانت الصورة جنسا للفصل الذي هو المادة
على تقدير الفرض يلزم الدور ضرورة احتياج وجود الصورة في مرتبة
الطبيعة بل في جميع المراتب الى وجود طبيعة المادة وبالعكس لزوم الدور
ظاهر ولهذا المعنى قال فلا يكون فصل الجنس جنسا لفصل وبهذا يبطل
تركب الماهية على قاعدتهم من جزئين منهما عموم من وجه وعلى هذا التقدير
لا مجاز في كلام المصنف في تسمية الجنس بالفصل فان كل واحد منهما
جنس من وجه وفصل من وجه ولو عمت القاعدة فهو الظاهر من العبارة
فهي مجاز باعتبار ما يؤول اليه فان الجنس بالفصل لا يكون فصلا بحسب
الحقيقة بل يعود فصلا بالآخرة على تحقق ذلك التقدير ولا يكون شيئا واحدا

المصدری الانتزاعی فلا شک ان حقیقته لیست الا مایتصور فی الذهن
وهو معنی بسیط بالضرورة بلا شبهة تعبر عنه بالفارسیة بهستی وقد حققه
بعض المحققین ایضاً وان کان الکلام فی الوجود الحقیقی بمعنی ما به الموجودیة
هو الواجب تعالی کما حققه بعض المحققین ولا شک انه تعالی بسیط ذهناً
وخارجاً کما مر منا تحقیقه فی خطبة المتن بدلائل اخری فتذکره وانا قد زیفنا
قول ذلک المحقق فی مقامه بتزییفات قویة یرتاح بها اللبیب وحققنا ان الوجود
الحقیقی هو الماهیة فعلی تحقیقنا یکون الوجود مرکباً وبسیطاً کالماهیة فافهم و
التحقیق بهذا اللفظ النفیس من الخصائص المختصة بهذا الکتاب
لا تجده من غیرنا فافهم
مشارکات الجنس البعید ایضاً قریباً والاقرب وجه تسمیتها بالقریب
البعید یظهر من تعریفهما وله نسبة الی النوع بالتقویم ای بالجزئیة وتسمی
مقوماً وکل مقوم للعالی مقوم للسافل ولا عکس فان جزء الجزء جزء وهکذا
الکل لا یلزم ان یکون جزءاً للجزء وهو الی الجنس بالتقسیم فانه خاصة مختصة به
فتسمی مقسماً وکل مقسم للسافل مقوم للعالی ولا عکس وهو ظاهر لا حاجة الی
بیانه وقال الحکماء الجنس اذا قسم لا یحصل الا بالفصل فهو علة له اقول
حقیقة الفصل للجنس باعتبارین الاول بمعنی انه یرفع ابهامه ویحصله نوعاً معیناً
ولا یکون الفرض متعلقاً به فی هذا المقام فانه لا یتفرع علیه الفروع الآتیة

من الكتب المصنفة لنا انه عبارة عن انتساب شئ حاصل في الذهن اي امر
موجود محقق حاصل في الخارج او الذهن فيكون كاشفا عن حالة متحققة
خارجية او ذهنية او امر يستقل كذلك فالغرضية كاشفة عن وضع خاص للجسم
كالسمار مثلا والقيام بالذهن عن حالة ذهنية وغير ذلك والوجود المطلق
حاصل في الذهن فاذا نسب الى ذاته تغايرا الاعتبار وينظر
في اخذه عن الموجودات المحققة في الخارج او الذهن يكون كاشفا
عن حالة خارجية في الموجودات الخارجية مثلا فان مرادنا بالحالة الخارجية
اعم من ان يكون الحالة في الخارج كما في امثال الاول المضروب
او بحسب الخارج كما في الموجودات الخارجية المنتزعة من الموجودات كذلك
وبهذا الحال في انتزاع الوجود الخاص عن جزء الوجود المطلق فان الوجود
المطلق اذا اخذ من الموجودات الخارجية وتحقق بحسب الخارج فيكون
الحصة الخاصة الحاصلة من انتسابه اليها عارضة لها بمعنى انها منتزعة كاشفة
عن تحققها وكذا الحصة الخاصة الحاصلة من انتساب الوجود المطلق الى
ذلك الجزء لتعرض بذلك الجزء على تقدير فرض الوجود المطلق مركبا منه
وغيره بمعنى انها منتزعة منه كاشف عن تحققه بحسب الخارج في ضمن الكل لا استحالة
فيه اصلا فافهم والمطلوب والدليل على آخر ما هيته من الدليلين المذكورين
تركنا ذكرها خوفا للاطناب ثم التحقيق ان الكلام ان كان في الوجود

لہ من حیث ہو جزء وثانیا بالحمل بان العارض مغائر للمعروض من حیث اعتبار
التخصیص من جانب العارض دون المعروض بل فیما نحن فیہ یتصور
التغائر من جہتین جہۃ اقتران الجزء الآخر والتخصیص کما لا یخفی علی
المتامل وذلک ان تقرر الشق الاول بالنظر الی الاتصاف بطریق آخر
وہو ان جزء الوجود اما ان یقوم بالوجود فیلزم قیام ذلک الجزء بہ فان
المرکب من الشیء ونفسہ وغیرہ لا یکون قائما بہ ضرورۃ وحینئذ یلزم قیام الشیء
بنفسہ کما مر وحلولہ فیہ وہو باطل اقول فی جوابہ اولا بالنقض بقیام
حصۃ الوجود بہ کما مر وثانیا بالحل بان القیام متصور علی تخوین الاول
الانقسام وہو لا یبقی فی انضمام المرکب الی الشیء من انضمام کل جزء منہ الیہ
للضرورۃ المذکورۃ وہو لا یتصور فی الوجود والا یلزم التسلسل المستحیل فان
الوجود اذا انضم الیہ الوجود فلینضم الیہ ایضا وجود آخر وہکذا یلزم حصول
الوجودات الغیر المتناہیۃ المرتبۃ بالفعل لان الانضمامات لا تتصور بدون
الفعلیۃ بخلاف الانتزاعیات فان وجہ المنشا الواحد یکفی للانتزاعیات
الغیر المتناہیۃ الا لتقیۃ ولا استحالۃ فیہ والثانی فی الانتزاعی وہو حق فی
الوجود فانہ ینتزع من الماہیات الموجودۃ وکذا وجود الوجود ینتزع من
الوجود وہکذا ولا یلزم التسلسل المستحیل لما ذکر وکذا وجود جزء الوجود ینتزع من
جزءہ کما عن نفسہ ولا استحالۃ فیہ فان الانتزاع کما حققنا فی کثیر

بسائر الاجزاء الذهنية والكل والكل انه لا يستلزم حمل الكل على شيء بجميل

خاص حمل الجزء بذلك الكل نعم مطلق الكل ضروري في الاجزاء الذهنية

والتقرير الثاني مال اليه بعض المحققين وتبعه بعض الشارحين تقليدا وهو فاسد

فان الثابت بالدليل او الضرورة ذاتية الوجود المصدري بخصوصه

لا ذاتية لافراده المعروضة له وجزء الوجود لو حمل عليه الوجود المصدري

لكان معروضا ولم يثبت ذاتية كل معروضات فان قلت كلامنا في الوجود

المصدري فلو كان له جزء ذهني فيكون محمولا عليه بالمواطات فان الكل

يجب حمله على الجزء الذهني بالمواطات وقد تقرر ان حمل المعنى المصدري

مواطاتا، قلت لا نسلم لزوم حمل الكل على الجزء

الذهني بالمواطات بل يجوز ان يكون خصوصية المعنى المصدري آبية عنه

نعم مطلق الكل ضروري للاتحاد فافهم فانه دقيق وان قرر الشق الاول

من الاستدلال بالنظر الى اتصاف الكل عنه ويقال ان جزء الوجود ان كان

موجودا لكان الوجود عارضا له ولو في مرتبة الاتصاف وعروض

الشيء للشيء انما يتم بعروض كل جزء منه له فيستلزم عروض الشيء لنفسه

المستحيل فان نفس الشيء من حيث هو يكون عارضا له من تلك الحيثية

فيكون العروض بدون تغاير العارض والمعروض مطلقا وهو مستحيل عندهم قلت

اولا بالنقض بالحصة من الوجود بمطلق العارضة له فان لكل جزء من الحصة العارضة

الثانی فان مرتبة اتصاف الاجزاء بالوجود بعد مرتبة ذات الوجود الاتری

ان النسب التی من جملتها الاتصاف فرع ذات المنتسبین واما ان یقال

قبل وجود الکل او بعده او معه فالمختار انه متصف قبل وجود الکل ولا دور فان

اللازم حینئذ تقدم حصة وجود الجزء علی حصة وجود الکل ولا مضائقة فی

تقدم احدی الحصتین علی الاخری الاتری انه یصح تقدم وجود الاب علی وجود

الابن ولا دور فیه کذا ذکره بعضهم واورده القوم وذکره المصنف فی الحاشیة من

ان الوجود لا جنس له والا فاما ان یتصف بالوجود فیکون الکل صفة الجزء

لکن ذلک الجزء لا یکون صفة نفسه بل یکون صفة لسائر الاجزاء فلا یکون

العارض بتمامه عارضا له او بالعدم فیلزم اجتماع النقیضین اقول بیان بطلان

الشق الثانی مر ذکره آنفا فلا نعیده واما بطلان الشق الاول فغیر ظاهر فانه ان قرر

بالنظر الی الکل فیقال ان جزء الوجود اما ان یتصف بالوجود بان یحمل علیه

الوجود فلا شک انه حمل عرضی فلا بد ان یکون جزؤه ایضا محمولا بالحمل

العرضی وهو ظاهر البطلان فانه یستلزم حمل الشیء علی نفسه من حیث هی هی

بالعرض او یقال ان الجزء حینئذ یکون موجودا کسائر الموجودات فیکون فردا

منه وقد تقرر فی موضعه ان الوجود ذاتی لافراده فان افراده اما ان تکون

حصصا او الکلی ذاتی حصصه واذا صار الوجود ذاتیا للجزء فیکون جزء لنفسه

فیلزم المحذور اقول لا یخفی علی المتفطن فساد التقریر الاول فانه ینتقض

يلزم الخلف المذكور وعلى الباقيين يلزم عدم تقدم الجزء على الكل والتقدم
ضروري ضرورة احتياج الكل الى الاجزاء ولا يجاب بان تقدم الاجزاء الخارجية
الحقيقية ضروري وجوبا وان يكون تلك الاجزاء اجزاء ذهنية تحليلية فقط ولا يجوز
تقدمها على الكل لان كلام المستدل مبني على التحقيق في الاجزاء
الذهنية المستلزمة للاجزاء الخارجية كما سياتي ذكره والاجزاء المذكورة
في الجواب اجزاء على سبيل المسامحة وليس الكلام فيها بل الحق في الجواب
على ما قول ان الواجب تقدم وجود الجزء على وجود الكل ونفس الجزء على
نفس الكل ولا يجب ان يتقدم وجود الجزء على نفس الكل وذلك لان هذا
التقدم انما يلزم بسبب احتياج الكل الى الجزء وانما يحتاج نفس الكل الى
نفس الاجزاء دون وجودها ووجود الكل يحتاج الى وجود الاجزاء ويحتاج
الى نفس الاجزاء ايضا ضرورة احتياج وجود الاجزاء الى نفسها فان العارض
يحتاج الى ذات المعروض مطلقا ولا يحتاج نفس الكل الى وجود الاجزاء
فان التقدم لنفس الكل بالاجزاء انما يكون بالنظر الى ذاتها ويقطع النظر
فيه عن وجود الاجزاء ووجود الكل اذا تمهد هذا اقول في الجواب ان المستدل
ماذا اراد بقوله ان اجزاء الوجود الكل اما ان تتصف بالوجود قبله او بعده او معه
اما ان يريد قبل نفس الكل او بعده او معه فنختار الشق الثاني او الثالث
ولا يلزم تقدم وجود الجزء على نفس الكل لكن الجواب بالحقيقة يتعين الشق

والجنس لعالی جنس الاجناس مع بعد مابین المصورما بینتا وجه التسمیة ظاهر لمن راوفی فهم

الثالث الفصل وهو المقول فی جواب ای شیء خرج منه الجنس والنوع والعرض العام

هو فی جوهره خرج منه الخاصة والمراد منه طلب ممیز ذاتی بعد وقوع الشرکة

فی ذاتی مشترک تام ولذا اشتهر ان الفصل هو الممیز الذاتی للشیء بالنظر الی

الجنس وحینئذ یتم قوله وما لا جنس له کالوجود لا فصل له بلا کلفة ولکن یطل حینئذ

حصر الکلی فی الخمسة والذاتی فی الجنس والفصل لجواز ترکیب الامرین کلیین

متساویین فان کل واحد منهما لیس جنسا وهو ظاهر ولا نوعا لانه تمام حقیقة

افراده ولیس کل واحد منهما تمام حقیقة افراده لدخول الآخر فیها ولا خاصة

ولا عرضا عاما لخروجهما عن الماهیة ودخولهما فیها فلابد ان یکون فصلا الا ان

یقال ان الحصر علی مذهبهم ومذهبهم ابطال الترکیب من الامرین المتساویین

وان لم یقم علیه برهان قوی بعد بقی الکلام فی المثل له اعنی الوجود فقالوا

بیساطته فلا جنس له واستدلوا علیه بوجوه منها انه لو کان له اجزاء فاما

ان تتصف بالعدم المطلق او بالوجود کذلک والاول باطل فان العدم

الاجزاء مطلقا یستلزم العدم الکل کذلک وهو باطل ضرورة ان الوجود من

الوجود وان کان من الموجودات الذهنیة وحینئذ یلزم اجتماع النقیضین فی الشیء

ایضا باطل فانها اما ان تتصف قبل الوجود المطلق او معه او بعده علی الاول یلزم

الدور ضرورة تقدم المطلق علی الخاص فلو کان الوجود للجزء مقدما

الخاصة لذلك الحادث حتى يحتاج الى المادة لم يثبت وجود الجنس لحادث زماني
وحينئذ لا يلزم وجود المادة للحادث وللقديم كما مر وأما ما ذكره المصنف في الحاشية
من حديث النفس بانها مادي فلها جنس فهو حق على طور هم لكن الجنس
عرض ذيها بجزء وجه عنيا والنفس في بعض المراتب فصل مقسم وخاصة
له فلا يقع الجنس في جواب ما هو في السؤال عن النفس فلا يكون نوعا اضافيا
نعم ان الاستدلال على اثبات العموم من وجه بان المظلة نوع حقيقي ولا جنس
لها ولا جزء لها غير تام اذ يجوز ان يكون لها جزء عقلي جنسي يازائه مادة
خارجية وان لم يكن لها اجزاء مقدارية اذ من الجائز ان يكون للشئ جزء
عقلي وخارجي غير مقداري ولكن اوردنا الاستدلال على هذا المطلب
بوجه آخر من تحقق النوع الحقيقي في الطبائع النوعية والجسمية دون
الاضافي وحينئذ يظهر ما قصدته من كل وجه والحق ما ذكر من ان النسبة
بين النوع الحقيقي والاضافي عموم من وجه وهو اي النوع كالجنس
اما مفرد اي ما لا يكون فوقه نوع ولا تحته نوع كالعقل او مركب
هو خلاف ذلك واخص الكل الساقل لان الاعم فوقه واعم الكل
العالي لذلك والاخص الاعم المتوسط وجه ظاهر وذلك ان الجنسية باعتبار العموم
اذا المعتبر في مفهوم الجنس المعقول على كثيرين مختلفين بالحقائق فيكون اعم من
كل حقيقة نوعية والنوعية باعتبار الخصوص فيسمى النوع الساقل نوع الانواع

في سلسلة علل الحوادث الزمانية فلابد لربطها به تعالى من صفات متجددة
متتابعة فان القدماء سواء كفى في عدم ارتباط الحوادث بها الوجوب وذلك
لان القديم اذا كان علة تامة للحادث بدون ربط امور متجددة يلزم ترجيح
بلا مرجح فان وجود الحادث في زمان حدوثه دون الازل لا مرجح له فان
المرجح اما ذات الممكن هو بينه في معنى الامكان او العلة فهي كما هي
موجودة في زمان حدوثه كذلك موجودة في الازل فترجيحه لهذا الزمان دون
الازل ترجيح بلا مرجح واذا لزم لربط الحادث بالواجب تعالى من حالات
متجددة فتلك الحالات المتجددة اما في الواجب تعالى وهو باطل فانه تعالى
بري عن التجدد والا لزم المادة والتركيب او في ذات الحادث او محله
لا سبيل الى الاولين لانعدام الحادث وحاله فلابد من التجدد في المحل وهو تجدد
الاستعدادات الخاصة المقربة بفيضه تعالى الى الحادث وهو المطلوب
وانت تعلم فساد هذا الدليل بوجهين الاول ان الامور المتجددة الرابطة للحادث بالباقي
تعالى يجوز ان تكون معدات منفصلة كما يشاهد في الاشجار والحيوانات
والثاني ان الواجب تعالى يجوز ان يكون علة تامة لقديم مجرد كالعقل المجرد
وهو من جهة يكون علة تامة لقديم مادي كالفلك مثلا وهو مذهب الحكماء
فيكون هذا القديم المادي باعتبار تجدد الحالات كالحركات الفلكية واوضاعها
المتعددة علة للحادث وبالجملة لا يلزم ان يكون الرابط هي الاستعدادات

الحالة فلا يكون مرجحا بل لابد من محل له او صفة له يكون هو المرجح والمحل له هو
في الصفات ١٢ شي من الصفات ١٢ كذا في الاصل اي كلو ١٢
المادة والصفة فيه هي الاستعداد فثبت المطلوب اقول في تفصيل
هو ان الحوادث الزمانية مسبوقة بالمادة ١٢
الدليل وتصفية عن بعض الكدورات ليتجلى المطلوب ثم في تزييفه حتى يعلم
انه كان تمويها محضا اما الاول فبيانه ان الحوادث الزمانية وان كانت
متصلة ١٢
معدات متعاقبة لابد من دخول الواجب في سلسلة عللها والا لم يوجد تلك
الحوادث فانها ما لم يجب وجودها بعلة لم توجد اذ في صورة استواء نسبة في
الوجود والعدم اليها يلزم ترجيح بلا مرجح في كليهما وهو باطل وفي
والعدم ١٢ اي وجودها ١٢
صورة ترجيح الوجود مثلا وان كان من دون البلوغ الى حد الوجوب
متصلة ١٢
كما زعمه المتكلمون يكون حصول العدم محالا اذ فيه يلزم ترجيح المرجوح فيلزم
اي العدم ١٢
وجوب الوجود ضرورة ان امتناع احد النقيضين يستلزم وجوب النقيض
عدم ١٢
الآخر فاذا وجد وجود تلك الحوادث فلابد من وجوبه والوجوب بالغير
وجود ١٢
لا يتيسر الا بدخول الواجب تعالى في سلسلة العلل اذ الوجوب للوجود لا يحصل
الوجود ١٢
اي لا يحصل ١٢
ما لم يحصل امتناع جميع انحاء العدم وبدون دخول الواجب في تلك السلسلة
اي سلسلة العلل ١٢
يجوز نحو من العدم وهو ان يعدم الحوادث بانعدام جميع عللها فانها
ممكنة لا يستحيل العدم عليها الا بالنظر الى الذات فانها ممكنة ولا بالنظر الى
العلة فانها فرضت معدومة ولو دخل الواجب في تلك السلسلة يستحيل
اي سلسلة العلل ١٢
انعدامها بالمرة لاستحالة انعدام الواجب تعالى فاذا وجد الواجب تعالى
محل ١٢ اي بتمامه ١٢

على وجه التفصيل ان الحكماء استدلوا على هذا المطلب بان الممكن قبل حدوثه لابد
له من الامكان فان الممتنع بالذات او الواجب كذلك لايكون حادثا ومحل
الامكان لايكون ذلك الحادث لعدم وجوده قبل حدوثه وكذا اوصافه ضرورة
العدام الاوصاف عند العدام المحل والقول بحلية المتفصل من الاباطيل فلابد له
من محل وهو المادة فلما أورد عليهم بان الامكان الذاتي محله نفس الماهية
المتعلقة الحادثة دون الموجودة فلا احتياج الى المادة قالوا بان مرادنا
بالامكان هو الامكان الاستعدادي المقرب لفيض المبدء الفياض الى
الحادث بيانه ان الحوادث الزمانية المتخصصة بالازمنة لاتكون صادرة من
المبدء القديم الا بسبب مخصصات ومرجحات اخرى سوى ذاته والا يلزم الترجيح
بلا مرجح كما لايخفى على المتفطن الماهر والمخصص اما ان يكون من جانب الفاعل
او من جانب المفعول ولايجوز ان يكون من جانب الفاعل فانه اما ان يكون
صفة قديمة او حادثة والاول باطل والا يلزم الترجيح بلا مرجح فان ترجيح
القديم بالنظر الى ذاته للحادث مع انحفاظ تلك الذات في وقت دون وقت
ترجيح بلا مرجح وهذا هو السر الذي فوضنا الى ذهن المتفطن الماهر في عدم وجوب
الفاعل القديم للحادث وكذا الثاني اعني ترجيح الصفة الحادثة فان الفاعل
القديم بالحقيقة هو الواجب تعالى او العقول المجردة لاتحمل كل واحد منهما
لتجدد الصفات فاذن لابد من الترجيح في جانب المفعول وهو معدوم وكذا اوصافه

واما النقطة فعلى تقدير وجودها في الخارج فانما هي بسيطة غارة وما في هذا ايضا فممنوع كيف والبساطة مطلقا من خواصه تعالى انتهى كلامه اقول هذا الكلام من المصنف يدل على غفلته من مذهب الحكماء ودلائلهم فضلا عن التعمق فيها حتى نظر له فسادها او صحتها فليتفرع عليه صحة مذهبهم او فساده اما غفلته عن مذهبهم فمن جهة انهم ماذا وعوا ان كل حادث ولو ذاتيا مسبوق بالمادة ومن الحوادث الذاتية الهيولى الاولى للافلاك والعناصر وهو ليس بمسبوق بمادة عندهم وايضا من الحوادث الذاتية عندهم الطبائع الكلية الجسمية والنوعية التي هي علة المادة فلو كانت مسبوقة بالذات او بالزمان يلزم الدور على الاول وينفسخ التلازم بين المادة والصورة على الثاني وايضا المعقول العشرة عندهم انواع منحصرة في الاشخاص كما يوجد اليسير منها في الاليات وليست بمراتب عقلية غير موجودة في الخارج فانهم صرحوا بان في اول تموج بحر الوجوب الذاتي لابد ان يصدر منه موجود اقوى الموجودات وليس الا الموجود الخارجي المجرد عن المادة وبالجملة تصريحاتهم في ذلك اكثر من ان تحصى وبهذا الاخير ظهر عدم اطلاع المصنف على مذهبهم بوجهين كما لا يخفى على المتفطن الماهر وقد ظهر عدم الاطلاع عن دلائلهم فلان الاتمام المقصود هو السبوقية عن المادة لا بد ان يحمل الامكان المأخوذ فيه على الامكان الاستعدادي وهو لا يوجد في الحوادث الذاتية فقط بل في المقارن للحدوث الزماني وبيانه

النوعية بالنسبة الى اشخاصها الحالة فى المواد الجسمانية كما تقرر عند المشائين
والكلام ههنا ايضا على طورهم فنقول الطبائع انواع حقيقية وليست باضافة
ونحوها تحت الاجناس بالذات فانها فصول فى مرتبتها ولا تدخل
تحت الاجناس بالذات فان قلت ان الفصول لا تكون انواعا حقيقة فانها
قد خرجت من تعريفها بقيد الوقوع فى جواب ما هو قلت كلا بل هى انواع حقيقة
بالنظر الى اشخاصها الحالة فى مواد جسمانية ويقع فى جواب ما هو بالنسبة
اليها وان لم تكن انواعا بالنسبة الى الجسم المقسم او المقوم بها وهذا السوال
والجواب يجرى فى الصورة الجسمية ايضا وتحقيقا وهذا ظهر ان القول بالعموم
من وجه بين النوع الحقيقى والاضافى هو الحق لا ما زعم المصنف
كما سياتى فى القول الآتى وقيل مطلقا قال المصنف فى الحاشية الاول هو الحق
من وجه يعنى نظرا الى صفو معانى بادى الراى واما النظر الدقيق فيقتضى الاطلاق
فان كل حادث ووجودا تيا مسبوق بالمادة بالطريقة الواحدانية والملوة
والنفس متحدان ذاتا على ما عرفت فلا يرد النفس الناطقة فانا لا نقول بتجردها
من كل وجه بل هو امر بين بين فلاحظ بين الكمية التى هى مادتها وجنسها
ولا يرد القول بالعشرة فانا لا نسلم كونها انواعا حقيقية بل مراتب
عقلية ومبادى كلية ليست بموجودة فى الخارج فتوسطها
فى مرتبة آثار الفيض توسط الاجناس المتوسطة و

او يخرج عنه بقيد الاولية المأخوذة في تعريفه ايضا كما سيأتي قولا او ليا يخرج
الجنس وهو الكلي المأخوذ مع الحقيقة العرضية سواء كان الصنف صنفا للنوع
الحقيقي كالانسان الرومي والزنجي مثلا فانهما صنفان للانسان وهو نوع حقيقي
او صنفا للجنس كالحيوان الماشي والحيوان المتحرك اذ يكون حمل الجنس على كل واحد
من هذين الصنفين بالعرض اما الاول فكانه جلي على اللبيب فان الانسان
الرومي والزنجي لا يستدعي حمل الحيوان عليهما الا من جهة الانسانية فهي
واسطة لثبوت حمل الحيوان عليهما واما الثاني فلان حمل الحيوان اولا على
افراده الحقيقية لاتحاده معها بالذات وثانيا مع عوارضها كالمتحرك والماشي
والمراد بقيد الاول الحقيقي فانه تمام حقيقة افراده اولان النوع اذا اطلق
في عرفهم يتبادر منه المعقول على كثيرين متفقين بالحقائق فالمعنى الاول
هو المعنى الحقيقي فان التبادر علامة الحقيقة والثاني الاضافي فان
نوعيته بالاضافة الى ما فوقه وهو المعنى المجازي فان اللفظ اذا دار
بين الاشتراك والحقيقة والمجاز يحمل على الثاني ولم يصرح بالمجازية
لشهرته وقربه الى الحقيقة وبينهما عموم من وجه لاجتماعهما في الانسان
وجود الثاني فقط في الحيوان ووجود الاول فقط في الصورة الجسمية على
طريق المشائية فانها نوع حقيقي بالنظر الى افرادها ويصدق الجوهر الماخوذ
في البيولي الاولي بالعرض عليها وايضا يتحقق وجود الاول في الطبائع

جزئية الشخصات المعبرة عنها بالاشخاص ثم يرد هنا ان لا يكون نوعية الانواع
بالنسبة الى الاشخاص بل الى تلك الحصص فقط ولا يلائمه ما ذكره المصنف فيما يأتي
ايضا فتامل في هذا الكلام الدقيق فانه بالتامل حقيق كل حقيقة بالنسبة الى
حصصها نوع وفيه نظر دقيق وهو ان الحصص عندهم عبارة عن المطلق و
التقييد ويكون كل واحد منهما داخلا في ماهيتها فلا يكون الحصص تمام ماهية
المطلق فلم يثبت فوقيته بالنظر اليها الا ان يراد بالحصة المطلق العروض مع
التقييد على سبيل المسامحة وقد وقع في عبارات بعضهم ان الفصل علة لحصة
من الجنس في الخارج وليست بموجودة فيه فاراد بها مثل ما اردنا ولا باس
في المسامحة بعد ظهور فساد مرامهم في حمله على الظاهر سيما اذا تاييد بوقوعها
في كلامهم فافهم فانه دقيق وقد يقال على الماهية اي الامر الكلي الحاصل في
العقل المقول عليها وعلى غيرها الجنس في جواب ما هو حينئذ يخرج الفصول مطلقا
والخاصة والعرض العام اللذان لا يكونان مركبين من الجنس والامر الخارج
فان الجنس حينئذ يكون عرضا عاما لها فلا يكون مقولا عليها في جواب ما هو فالمركبان
من الجنس والامر الخارج خارجان في هذا القدر من التعريف فان قيل الحيوان المتحرك
والساكن يحمل عليهما الجنس في جواب ما هو وكذا الحيوان الماشي والمريد يحمل عليهما
الحيوان بذلك البيان وحينئذ لما ان يلتزم دخولها في النوع الاضافي او
يخرج عنه بحمل الماهية المذكورة في تعريفه على ما يكون ذاتيا لافراده الحقيقية

الشركة فالمعروض انما هي الطبيعة من حيث هي هي من دون اعتبار الوجود
اذ بنى واند بنى او اللحاظ الى اعتبارها من حيث هي هي اعني موضوع القضية
المهملة وان فسرت باعتبار وقوع الشركة فمعروضها الطبيعة من حيث انها
في اللحاظ فان ذلك الاعتبار انما يتصور فيه وان فسرت بمطابقة الصورة
الكثرة الخارجية فيلحق الصورة الذهنية ولا خفاء في هذا المقام بعد اعتبار التفصيل
والنزاع كأنه يرجع الى اللفظ الثاني نوع وهو المقول على المتفق الحقائق
في جواب ما هو حقيقة قد تطلق على الماهية الماخوذة مع التشخص والوجود كذلك
تطلق على معنى الماهية هي الحقيقة الكلية المعراة عن الوجود فالمراد ههنا بالحقيقة
المعنى الاخير فمعنى الكثيرين متفقين بالحقائق كثيرين متفقين في الماهية وحينئذ
لا يرد الاشكال على من جعل التشخص داخلا في التشخص فان الكثيرين
على هذا التقدير وان اختلفت في الحقيقة لكن لم تختلف في الماهية فان
الحقيقة الكلية المعراة عن الوجود والتشخص لزيد وعمرو وبكر على كل من المذهبين
واحدة واما التفاوت في الحقيقة والماهية على من جعل التشخص داخلا في
التشخص وههنا وجه وجيه آخر لا يحتاج الى هذا التكلف وهو ان المراد بالكثيرين
الطبيعة المقترنة بكل واحد واحد من التشخص بحيث يكون التشخص والتقييد
به خارجين وهذا حاصل على تقدير دخول التشخصات في الاشخاص ايضا فان
الكثرة المعتبرة بالنظر الى الاقتران والعروض غير الكثرة الحاصلة باعتبار

قلت هذا عود الى الشق الذى ابطلناه وهو شق الانفصال فان الجاعل منفصل
عن المجعول بالضرورة وان قلت ان مناط التمييز هو النسبة الجاعلية بين
ذات الكلى وجاعلها قلت هذا ايضا باطل لما ذكرنا فى السابق كما لا يخفى على
اللبيب مع ان النسبة لا تتصور بدون الاثنين وكل واحد منهما لا يتعدد
فى صورة مجعولية الماهية من جاعلها مع ان الضرورة شاهدة بتعدد
التشخصات فى الماهية الكلية بالنظر الى نفس الذات او بالنظر الى الواقع ايضا
فى بعض الماهيات فان قلت يجوز ان يكون التعدد فى صفات الجاعل دون
المجعول قلت جاعلية الجاعل هذا المجعول دون ذلك هذا الامر ان دون ذلك
يستلزم التخصيص فى جانب المجعول اليه والا يلزم الترجيح بلا مرجح كما لا يخفى على من
له نظر سليم وفهم مستقيم واعتبار التخصيص فى جانب المجعول اليه هو التشخص فان
كلامنا فى التخصيص الذى يمنع الكثرة فى الجزئى الحقيقى وبهذا البيان الانيق
يبطل احتمال انفصال التشخص بنظر دقيق قصرنا الكلام عن ذكره احالة الى
ذهن اللبيب ومخافة للتطويل والخلص عن هذا الاشكال انما تيسر بانكار وجود
الكلى الطبعى فى الخارج وسنعود الى تفصيل هذا المقام فى بيان وجود الكلى الطبعى
فى الخارج وعدمه مع زيادة اخرى فانتظره فنقشا ثم قد يخفى على بعض الاوهام ان
معروض الكلية ماذا اذ الماهية من حيث هى هى او من حيث الوجود الذهنى الى كل واحد
منهما ميل فرقة والحق ان الكلية ان فسرت بعدم المدبية كما حققنا او بصحة

فرع تشخصها وذلك امر بين لعرفة الجمهور حينئذ يلزم التسلسل المستحيل والدور كما لا يخفى
على المتامل فتامل وكذا لا يكون منفصلا فان التشخص محمول بالضرورة على
المتشخصات والمنفصل لا يكون محمولا وليطلانه على وجه اعتيق بيان عريض آخر
لا نذكره خوفا للاطناب فلا بد حينئذ ان يكون منتزعا ولا يكون منشا الانتزاع
امرا اخار جا من الماهية فان المنشا حينئذ هو التشخص حقيقة وقد اطلنا طريق
تجريده بالانفصال والانقسام والمنتزع يستلزم التسلسل المستحيل في
المنتزعات الواقعية بالفعل ضرورة وجود المنشا عند وجود الانتزاع بل يكون
منشا انتزاعه نفس حقيقة ذلك الجنس او سائر الكليات واذا كان
منشا انتزاع التشخص نفس ذات الشئ من حيث هي هي مع قطع النظر
عن امر آخر يكون تلك الذات غير متكثرة في الواقع في جميع المراتب فان
مرتبة ذات الشئ لا تنفك عن جميع مراتبها لنفس الامر حينئذ لا يكون الموجود
في الخارج متكثرا بالنظر الى الذات فلا يكون كليا بل جزئيا حقيقيا بالنظر
الى ذاته وحينئذ يتم الالزام بما ذكره المصنف بالوجه الخامس المذكور
في الاشكال فان قلت يجوز ان يكون التشخص انتزاعيا من نفس الذات
لكن لا من حيث هي هي بل من حيث انها مستفادة من الجاعل والتكثر
انما ينتزع من نفس ذاته من حيث هي هي مع قطع النظر عن افادة الجاعل
فالحيثيتان وان رجعتا الى الذات لكن بينهما تقابل تباين فلا تختلف الاحكام

الا بجزئية وهذا الاعتراض في غاية السخافة بحسب الجلي من النظر كما يشهد به
الحل المذكور في المتن لكنه قوي عندي بحسب دقيق النظر كما مر تذكرا تفاوحاصله ان
كل موجود معروض التشخص مسلم الكلية في حيز الخفاء فان الواجب تعالى
ليس كذلك فان تشخصه عينه تعالى ولعل المراد ان كل كلي معروض التشخص
بقرينة المقام وذلك دليل التقسيم والاشتراك فان المعروضية تقتضي
خروج المعارض عنه فالمعروض بحسب مرتبة ذات منقسم ومشترك بالضرورة
ودخول التشخص في كل موجود ممنوع فان الطبايع الكلية يجوز ان تكون معروضة
للوجود في الخارج او الذهن وليس التشخص جزءا منها لانها كلية وبالجملة
ان المفهوم وان كان كليا يتصور وجوده في الخارج والذهن بان يكون الوجود
عارضا له والتشخص ايضا كذلك لكن بالنظر الى نفس حقيقته كلي
فالكلية الاثنانية التشخصية فان اعتبار الكلية في مرتبة والتشخصية في مرتبة اخرى
فلا تنافي بينهما وامّا النظر الدقيق فانه يحكم بانه لا يندفع به اصل الاشكال
المذكور ههنا هو ان التشخص الخاص ماذا نسبته الى الجنس والنوع
وسائر الكليات امّا ان يكون عينا له فهو باطل بالضرورة لاشتراك الجنس
وسائر الكليات بين الافراد وعدم اشتراك التشخص بينها او يكون جزءا
منها فهو ايضا باطل بالدليل المذكور مع بطلانه بدلائل اخرى لا تخفى ذكرها المقام
او يكون خارجا عنها فهو اما ان يكون منضما فهو ايضا باطل فان انضمام التشخص اليها

فان قلت لا يتصور لتوهم التناقض في الصورة الاولى ولا شك في الثانية فان في
اختلاف المحمول لا يتصور التناقض ولا شك ان المحمول بالكل الاولى كنا العين
ليس الا الطبيعة من حيث هي والمحمول بالجزء العرضي والغير انما هي الحصة فقط فلا
مجال لتوهم التناقض فلم يبق توجيه السوال والجواب اما الاول فظاهر البطلان
واما الثاني فلابتنائه على الاول قلت ان الاحكام الثابتة للافراد ثابتة للطبائع
من حيث هي وقد ثبت للحصة انه خارج عن الطبيعة من حيث هي ومسلوبة
عنها على طريق نفي الكل الاولى وبتوجه ذلك ثبت هذه الاحكام للطبيعة من حيث هي
مع انها عين لها من هذه الجهة وغير مسلوبة عنها فيتوهم التناقض فاجب عنه
باعتبار الحيثيتين ومن هنا قيل ان في مرتبة مطلق الشيء ايهام اجتماع
النقيضين ولكن لما كان باعتبار جهتين فلا غبار فيه فاضم ومن ثم قيل لا
الاجتماعات لبطلت الحكمة فان بناء اكثر مسائلها عليها كما يظهر لمن تتبعها
الخامس الكلي ان كان موجودا فهو شخص فان الوجود الخاص لا ينفك عن
التشخص بالضرورة العقلية ولذا قيل انهما متحدان بالذات او مساوقان
والكلام ههنا في الوجود الخاص فان الوجود المطلق لا ينفك عن الخاص في
الواقع ضرورة امتناع الماهية المجردة فكيف معقوليته على كثيرين فان
تشخص آب عنها والا فكيف يكون معقولا فجزئيات الموجودة فان المعدوم
ما يقوم الموجود ضرورة ان عدم الجزء يستلزم عدم الكل وليس المراد بالتقويم ههنا

والنوع وغيرها فان الجنس محمول على الكلي بالضرورة على ما هو المقرر فلا يرد
ان الجزئية لا تستلزم الحمل فان الجزء قد يكون خارجيا غير محمول بالاعتبار
الذات غير اعتبار العرض و بتفاوت الاعتبار يتفاوت الاحكام فلا يلزم
صدق المتنافيين على امر واحد من جهة واحدة وهو التعليل اقول ان
الكلي كما يحمل على الجنس بالنظر الى ذاته كذلك يحمل على الجنس بالنظر الى عرضه
فان الكلي كما يعرض بجنسه لكونه من الكليات المشتركة بالنوع كذلك يعرض
للكليات الخمس ايضا مع قطع النظر عن جنسيته لها فيكون العموم والخصوص
من جهة العروض فلا وجه لقولهم ان الكلي يقال بمقابل الجهات الاربع السابق
ومن ههنا تبين جواب ما قيل بان الكلي فرد من نفسه فهو غيره فان الفرق
بين الطبيعة والفرد سواء كانت ذاتية او عرضية ظاهر وهو الغيرية وهي
تستلزم السلب وسلب الشيء عن نفسه محال وجه الجواب ان استحالة سلب
الشيء عن نفسه بالنظر الى الذات وامكانه بالنظر الى العروض ومعناه انا اذا
نظرنا الى ذات الشيء من حيث هي يكون سلبها عنها من تلك الحيثية محالا
على طريق نفي الحمل الاولي واذا نظرنا الى عروض حصتها لها فيكون سلبها
من حيث التخصيص واجبا على ذلك الطريق لعدم تكون حقيقة الشيء عينا
له وخارجا عنه فان الكلي بالنظر الى ذاته يكون عينا له وبالنظر الى عروض
حصته لها عارضا له وخارجا عنه لكن لما كان باعتبارين فلا محذور فيه

والوجود والجنس باعتبار الوجود فقط والعلة بما هي علة غير محمولة على المعلول
بما هو كذلك وهذا بناء على ان التحقيق ان الاجزاء من حيث هي داخلة
في نفس قوام الكل ومن حيث الوجود علة لوجود الكل فهي في المرتبة الاولى
لما تقدم بالذات بما وراء المتقدمات المشهورة وفي الثانية انما
تقدم بالطبع وان التحقيق ان الجزء العقلي بخصوصه علة مفيدة يعني
انه شريك للمفيد للجنس باعتبار بعض الملاحظات التي في مرتبة
بشرط لا شيء وانه محصل نوعية فقط في مرتبة لا بشرط شيء ومن ههنا

قسمهم اياه الى ان الجنس ما اخوذ من المادة وذا لفصل ما اخوذ من الصورة
وذلك الاخذ برفع قيد التجرد واعتبار الطبيعة من حيث هي

والراجح قالوا ان الكلي جنس لخمسة انما اورد بلفظ قالوا فان الجنسية
في الحقائق المتاصلة لم تتعين بعد ففي الحقائق الاصطلاحية اثباتها
غير جلي فنحن بناء القول ههنا على قولهم فنظر فيه ثم واخص من الجنس
اما الاول فلان جنس الشيء اعم منه بالضرورة واما الثاني فلان فرد
الشيء يكون اخص منه البتة فحينئذ يلزم اجتماع المتنافيين وجعله
ان كلية الجنس باعتبار الذات من جهة ان الكلي جنس للجنس فانها
يكون الجنس بهذا
يه بالنظر الى الذات وجنسية الكلي باعتبار العرض فان مفهوم
الجنس ليس عينا له ولا جزءا منه ولا لازما صدق الجنس على انحاصته
يكون الكلي جنسا

الثاني ازيد واوفر من التعسر الاول اذا تعقل بلحاظ كون الذات بسيطا بحيث
اى اخذ الجنس من المادة ١٢ اى اخذ الجنس من المادة بحيث المركب ١٢ اى بسيط ١٢
كل الاباء عن ان يدخل مفهوم فيها باى معنى اخذته فهم بعد التفحص البالغ على
اى فى ذات البسيط ١٢
زعمهم اذا اخذوه بالتعقل على طريق التعرية يجعله موجودا على حدة داخلا فى تلك
بشرط لا ١٢
الذات ثم اذا الاحظه على طريق الخلط يعلم امرا متحدا بالذات وبالوجود مع تلك
بشرط شيء ١٢
الذات البسيطة وانما يكون بساطتها فى هذه المرتبة دون مرتبة التعرية و
اى مرتبة الخلط ١٢ اى مرتبة التعرية ١٢
حينئذ يحقق القول بالبساطة والتركيب معا ولكن كونها فى مرتبتين فى
اى حين اذ كان ذات البسيط بحيث مرتبة الخلط مركبة فى مرتبة التعرية ١٢
زعمهم لا استحالة اصلا وحينئذ نفسر القول بكون الماهيات المتاصلة داخلة
اى حين تصور البساطة والتركيب معا ١٢
تحت المقولات بالذات بسيطة فى الخارج وعدم استلزام التركيب الذهنى
للخارجى وهذا انما تيسر على التركيب التحليلى بالمعنى الاول دون الانضمامى
اى البساطة فى الخارج ١٢ هو الاتحاد فى الوجود فقط ١٢
والاتحادى الذين ذكرناهما فلا بساطة للذات فيها اصلا وان اتحد
اى التركيب ١٢ متصلة ١٢
الوجود فى الثانى وهذا كله اصلاح بحسب الطاقة لكلامهم ع ولن يصلح العطار
ما افسده الدهر والطريق الحق الذى يقبله الفهم المستقيم هو التركيب
اى الانضمامى ١٢
الانضمامى وهذا اذا ثبت وجود الكلى الطبعى فى الخارج واما على طريق نفيه فليس الجنس
والفصل هناك حقيقة بل الظاهر على ذلك الطريق هو التركيب التحليلى بالمعنى
الثانى المذكور وهذا هو الفرق بين الفصل والصورة فالاول انما يكون مرتبة
اى الفرق بين الجنس والمادة ١٢ اى الفصل ١٢
لا بشرط شيء وهو محمول لما مر سابقا والثانية مرتبة بشرط لا شيء وهو غير محمول
على الفرق بين الجنس والمادة ١٢ اى الصورة ١٢
الوجود المغائرة الصرفة ولكونها جعلة محصلة للنوع باعتبار التقوم

مرتبة الخلط كما يراه القائلون بالتركيب التحليلي بالمعنى الاول المذكور سابقا

واما على التحقيق الذي ذكرنا انفا فلا يوجد الجنس والمادة الا في المركب من

الاجزاء المنضمة بعضها الى بعض ولا يعقل في البسيط المحض لكن في المركب

تحصيل معنى الجنس عسير دقيق وفي البسيط تنقيح المادة متعسر ومشكل فان

ابهام المعين وتعيين المبهم امر تحفظيم فان بعد تعلم المركب يعرف

الجزء ان فيه بالضرورة وهما متغايران والعقل يابى ان يحمل احد المتغايرين

على الآخر وعلى المجموع المركب متحدان لكن اذا لاحظ المتخلط بينهما و

قطع النظر عن التعين ثم لاحظهما من حيث ذاتهما فلا يمنع عن الحمل بينهما

بل يوجبه لان مغايرة على التغاير والخلط وهذه المرتبة جامعة لهما فاذا وجد

مناط الحمل في هذه المرتبة وجب وجود منوطه اعني الحمل والجزء المادي

اذا لاحظناه كذلك يكون جنسا مبهما شاملا للماهيات المختلفة لكن لا يتيسر للعقل

هذه الملاحظة بالسهولة بل يتعسر عليه فلذا كان تحصيل معنى الجنس عسيرا في

المركب واما البسيط فينتزع العقل من ذاته مفهوما مبهما متناولا للماهيات

المختلفة ويحمل عليه فيعلم بسهولة وجود الجنس فيه لشموله للمخالفات وانتزاعه

من نفس الذات من حيث هي فان ماهذا شانه انما يكون ذاتيا وجنسا

ولكن اخذ هذا المعنى الجنسي المبهم بحيث يتعين ويدخل في ذات ذلك البسيط و

يكون محلا متحدا بالصورة حتى يتعين كونه مادة امر متعسر والحق عندي ان التعسر

مطلقا قلت كلا بل فى صورة الانفصال بل الحق ان مناط الحمل هو الاتحاد
والحاوى دون الوجود كما سياتى منا تحقيقه فى مبحث الحمل وفى هذه
الصورة ايضا يأتى المراتب الثلث ففى مرتبة الاطلاق يكون الجسم جنسا
للانواع الطبيعية المركبة من المادة والطبيعة المنضمة اليها فى الخارج
وفى مرتبة الخلط يكون عين الانواع وفى مرتبة التجرد يكون مادة حاملة
للصورة المنضمة اليها فى الخارج غير محمولة عليها وعلى الانواع
والسر فيه ان مرتبة الاطلاق جامعة للتوحد الحلولى والتجرد فتعين
تلك المرتبة محمل والى هذا اشار بقوله فهو مجمول بعد لا يدرى انه على
اى صفة ومحمول على كل مجتمع من مادة وصورة واحدة كانت او اكثر
حاصله ان الجسم مثلا فى مرتبة الاطلاق محمول على الفصل ولا يلاحظ
فى هذه المرتبة انه على اى صفة بمعنى انه لا يلاحظ فيها جهة الخلط بالصفات
او عدمها بنحو الاتحاد والتغاير فيكون محمولا فان الحمل عبارة عنهما و
ايضا هو محمول على كل نوع مركب من مادة وصورة لكونه متحدا معه فى
مرتبة الخلط مغايرا وجزءا فى المرتبة التجرد والاطلاق بعينهما وهذا معنى
ذاته مركب واما ذاته بسيط ليس المراد من البسيط هو البسيط الذى
لا اصل له اصلا فان قول الجنس والمادة فيه قول مجازى بل المراد به
البسيط المتاصل الذى فيه تركب فى مرتبة التغرية وبساطة فى

باطلا اعنى التركيب الانضمامى وبيانه على وجه التحقيق ان الجنس والفصل
اما ان يكونا داخلين فى حقيقة النوع وماهيته اولا الثانى باطل بالضرورة
فانهما جزءان واجزاء حقيقة ما يكون داخلا فى قوام الكل وعلى الاول
فاما ان يكون حقيقة النوع موجودة فى الخارج مع الاجزاء
اولا الثانى باطل فانه من البطلان وجود الكل بدون الجزء على الاول
فاما ان يكون تلك الاجزاء فى الخارج متحدة بالذات اولا الاول باطل
فانه من الافاحش ان يصير ذات واحدة ذاتا اخرى فانها
اما ان تكون باقية بعد انقلاب الذات فيلزم من نفى الجزء نفى الكل اعنى النوع
وقد فرض وجوده فى الخارج او بقاء الذات وصيرورتها ذاتا اخرى
وهو انقلاب مستحيل لا يقبله العقل السليم على الثانى اما ان تكون متحدة
الوجود اولا الاول باطل فان الوجود امر واحد لا يقوم بجملتين اذ الوجود
المطلق لا كلام فيه فان الكل مشترك فيه كيف وقد قال الشيخ الرئيس
ان الاثنين لا يتحدان فى الوجود وبطلانه بيان فى عريض آخر
ذكرناه فى بعض الحواشى فارجع اليه على الثانى يكون ذات الجنس
والفصل موجودين فى الخارج بوجودين فاما ان يكون كل منهما منفصلا
عن الآخر او لا على الاول يلزم عدم الكل وهما من الاجزاء المحمولة على الثانى
يثبت الانضمام وهو المطلوب فان قلت تغاير الوجود يستلزم عدم الكل

وتقابض البصر مثلا فهذه الاجزار اجزاء حقيقية داخلة في قوام ماهية النوع
في مرتبة اخذها بشرط لاشئ فهي مادة وصورة في هذه المرتبة حقيقة ولكن
لا تتمايز كتمايز المواد والصور الانواع الاجسام بحيث يبقى احديهما في الآخر
ويكون احديهما علة للوجود الخارجي للتمايز الاخرى بل هي متحدة في الوجود
النوع وتحدة معها في الوجود وهذه هي القسم عندهم داخل تحت النوع المتصل
والمقول لفظه مادة وصورة ذهنيتان في بعض الملاحظات وجنس و
فصل في ملاحظة اخرى ويقال لهذا القسم بسائط خارجية اي ليس لها
اجزار كاجزار الاول وليس له علل اربع بالحقيقة مثاله الاعراض
الخارجية كالسواد والبياض مثلا والاعراض الذهنية فقط كالابوة
والبنوة مثلا فان لهما اجزاء وفصولا عندهم حقيقة وماهية وصورة
ذهنية كذلك ولكن لا كالاجزار الخارجية للجسم ثم المادة والصورة
الذهنيتان يقال لهما ايضا اجزار خارجية فان الاصطلاح وقع بقول الاجزار
الخارجية على الاجزار الغير المحمولة ولا شك ان الاجزار على اي نحو اخذت
لا تكون محمولة في مرتبة بشرط لاشئ ثم هذه الاجزار ليست كالاجزار التحليلية
الثاني فانها ليست اجزاء بل عوارض شبيهة لها وهذه اجزار داخلة
في قوام الحقيقة في بعض المراتب هذا غاية تحقيق كلامهم ومقصودهم والحق لهم
تحت حجب الاستار مستور فنقول ان الحق هو الذي زعمه المحققون

كما هو ذوق جماعة اوالاتحاد بالذات والوجود كليهما كما هو قول المحققين
القائلين بالتركيب التحليلي بالمعنى الاول المذكور في المبحث المتقدم
ومرتبة الاطلاق المشروح في المتن جامعة للمرتبتين المذكورتين فانها عبارة
عن نفس ذات الجسم من حيث هي هي فهي توجد في الاول فيتغايران وتوجد
في الثاني فتتحدان فتكون جامعة للتغاير والاتحاد فهي مرتبة الاصل ومرتبة الجنس
فانه المقول على كثيرين مختلفين بالحقائق ولما كان بناء كلام المحققين
الذين منهم المصنف على القول بالتركيب التحليلي بالمعنى الاول
المذكور في المبحث المتقدم فلا بد علينا من تحقيق كلامهم على وجه
يطابق مرامهم ان الانواع المتباينة متحدة معهم على نوعين منها ما تتركب
مادته في الجسم بان يكون الاجزاء الرفيعة متمايزة في الخارج في المايية
والوجود ويكون بعضها علة لبعض في بعض المراتب والضابط في احدها
وهو الآخر كما يشاهد في انواع الجسم عند الكون والفساد وقوع
الانفصالات عليها ففي الاول يتبدل النوعية بنفسها وفي الثاني
يتبدل الجسمية بشخصها مع بقاء الهيولى بعينه وهذا القسم يقال له
المركبات الخارجية المتباينة ونوع آخر منها ما لا يكون الاجزاء الرفيعة
متمايزة على الصفة المذكورة بل تكون متمايزة في ذواتها في
بعض الملاحظات التفصيلية اعني في مرتبة اخذ بالشرط لا شيء كاللون

الجسم الماخوذ بشرط عدم الزيادة فهو مادة والماخوذ بشرط الزيادة نوع
والماخوذ لا بشرط شئ بل كيف كان ولو مع الف معان مقوم داخل في
جملة يتحصل معناه فهو جنس جواب بالزيادة على السوال بزيادة معنى
المخلط وهو النوع وتحقيق الكلام ان الاعتبارات الثلث اعني التعرية
والخلط والاطلاق وان كانت في ملاحظة العقل ولكن لها ثمرات متمائزة في
الخارج ففي مرتبة التعرية يكون الجسم له وجود مغائر لوجود الانسان لكون
الوجود الاول جزء الثاني وايضا يكون له ذاة مغائرة لذاته لكون الذات
الاولى داخلة في محرم الذات الثانية ويكون تقدمها عليها بالذات
سوى التقدمات المشهورة ومازعم بعض المدققين ان هذا التقدم بشرط
الوجود فهو يصح للجوهرية الذاتية كما بينا في بعض الحواشي وفي هذه المرتبة
يكون الجسم بحيث تحل الصورة فيه وبحيث يقوم وجود الطبيعة لها وجود طبيعة
وتشخصه ووجودها الشخصي معلول منه ففي هذه المرتبة يستحيل حمله على النوع
والصورة لانه يقتضي الاتحاد وهذه المرتبة مرتبة المغائرة واما مرتبة الاتحاد
فهو مرتبة النوعية لا يبقى فيها العوارض المذكورة المادة لاقتضائها
المغائرة وهذه مرتبة الاتحاد الصرف وهذا الاتحاد اما ان يكون
اتحاد الوجود فقط كما زعمه القائلون بالتركيب الاتحادي او اتحاد
الماهيات فقط كما في التركيب الجعلي بالمعنى الثاني او الاتحاد الكلولي

معناها بل تحصيل الاشارة فان معناها تامة بالحصول بالنظر الى ذاتها والتشخص
من عوارضها والاشارة تابعة له فان قلت نسبة الفصل الى الجنس ايضا
كذلك لما تقرر عندهم ان الفصل من خواص الجنس وعرضياته قلت نعم كذلك
في بعض الملاحظات ولكن في مرتبة التحصل يكون كل واحد من الجنس و
الفصل امرا واحدا متحصلا بحيث يرتفع الامتياز ولا يكون نسبة التشخص الى
طبيعة النوع كنسبة الفصل الى الجنس فان الفصل في بعض الملاحظات
التفصيلية يكون علة لوجود الجنس وتشخصه ولا يكون التشخص كذلك والا
يلزم الدور او التسلسل المستحيل وان النوع لا يحتاج الى التشخص في
التحصل والوجود ورفع الابهام النوعي بل في الاشارة فقط والجنس
يحتاج الى الفصل في كل واحد من تلك المراتب ولو في بعض الملاحظات
التفصيلية هذا هو الفرق بين التحصيلين اي النوعي والتشخصي والثالث
ما الفرق بين المادة والجنس فانه يقال للجسم مثلا انه جنس للانسان
فهو محمول وانه مادة له فهو مستحيل الحمل عليه وايضا يقال ان الجسم جزء
للانسان نفسه جزء لنفسه ووجوده جزء لوجوده ويقال انه معلول من
حيث وجود الطبيعة والتشخصية من صورة من حيث وجودها بالطبع و
صورته ايضا معلول من حيث التشخصية وذلك في مرتبة المادة وقد لا
يكون كذلك وذلك في مرتبة الجنس فعليكم الفرق بينهما فنقول ان

وفی مرتبۃ التجرد مغائرا لہما و مرتبۃ الاطلاق جامعۃ لمرتبتین فہی مرتبۃ
المحل و مقام الجنس کما سیاتی فی کلام المصنف واما مرتبۃ التجرد فہی مرتبۃ
المغائرۃ وفیہا یتحقق الجزئیۃ للنوع والمعلولیۃ من الفصل فان المعلول
مغائر للعلۃ بالضرورۃ والجزء للکل کذلک فہی ہذہ المرتبۃ لاشائبۃ للمحل
وہذہ مرتبۃ المادۃ ففی ہذہ المرتبۃ یتقدم الحیوان علی وجود الانسان
ثم بانضاف الفصل الیہ یصیر نوعا وہذا التقدم فی ہذہ المرتبۃ یتصور علی
نوعین تقدم وجود الحیوان علی وجود الانسان وہو تقدم بالطبع وتقدم
نفس الحیوان علی نفس الانسان وہو تقدم آخر سوی التقدمات
الخمس المشہورۃ بل یعد من السبعۃ واما الجنس من حیث ہو جنس فہو بری
من التقدم بالطبع والذات والجزئیۃ والمادیۃ فلا یکون لہ تحصل قبل
النوع وان کانت قبلیۃ لا بالزمان فاتقن ہذا التحقیق فانہ ینفعک
فی کثیر من المقام فان اللون مثلا اذا خطرناہ بالبال ای لاحظناہ بالعقل
فلا یقع تحصل شیء مقررا بالفصل لاحتمال المادۃ من الصورۃ ولا تحصل
النوع منہما فان الاول وجود العلۃ المقومۃ والثانی وجود المعلول المرکب
واللون المأخوذ جنبا بر منہما بل یطلب فی معنی اللون زیادۃ شیء
یتقرر بالفصل لانہ امر مبہم فاذا حصلت فیہ زیادۃ مطلوبۃ یتقرر بالفصل
ویرتفع الابہام بینہ واما طبیعۃ النوع فلیس یطلب فیہا تحصیل

كالسواد والبياض والفرق بين الحمل بالذات وبالعرض انما يكون
بحسب الدخول والخروج فقط فاذا وجد علاقة الحلول بين اثنين
يصح حمل احدهما على الآخر حملا عرضيًا ولكن يحمل كل واحد منهما على المجموع
بالحمل الذاتي ومنشاؤه الحلول فقط فههنا يصح الحمل الذاتي بالنظر الى الذات
وحمل بعضها على البعض بالحمل العرضي وحينئذ يكون قول المصنف وجود
الجنس هو وجود النوع مشيرا الى الاتحاد الحلولي فقط دون ما هو بحسب
الحقيقة ومنشاء ذلك ان الجنس ليس له تحصل قبل النوع وان كانت قبليته
لا بالزمان يعني ان الجنس ليس له وجود في مقام التحصل النوعي قبل وجود
بان يحصل وجود الجنس في ذلك المقام اولا ثم يضاف اليه الفصل في
مرتبة اخرى حتى يحصل وجود النوع ثانيا والقبلية المنفية اعم من
ان تكون زمانية او ذاتية والذاتية اعم من ان يكون بحسب الوجود او
بحسب نفس تقدم الذات اما الاولى فنفيها ظاهر اما الثانية فلان التكوين
تستلزم الجزئية والجزء بما هو جزء غير محمول والجنس محمول فلم يعتبر
في مرتبة الجنس مرتبة الجزئية بل هذه شاكلة المادة بالنسبة الى النوع
سواء كان مادة خارجية او ذهنية وتحقيق المقام ان الحيوان
مثلا اذا اخذ لا بشرط شيء فهو في هذه المرتبة جامع للمغايرة والاتحاد
مع النوع كالانسان والفصل كالناطق فانه في مرتبة الخلط متحد معهما

تحصل به نوع واحد كما يشهد به الفطرة السليمة وكذلك الجنس الآخر اذا اقترن
بفصله القريب الآخر فحينئذ يكون نوع واحد حقيقي نوعين مختلفين

وهو باطل بشهادة البداهة فتامل الثاني وجود الجنس هو وجود النوع
ذهنا وخارجا اي الوجود التحصلي وانا نقول نفس التصور فيمكن ان يتفرد
عن تصور الفصل ولكن الوجود التحصلي للجنس نظرا الى الفصل يتصور على انحاء
شتى كما سياتي بيانه الاول ان يكون الاتحاد في الوجود فقط كما هو ذوق
جماعة وقد اشرنا الى ابطاله بان الوجود الواحد لا يقوم باثنين واليه
يشير كلام الرئيس في مواضع منها والثاني ان يتحد الوجود مع اتحاد
الماهية وهو افحش من الاول فان اتحاد الماهيتين المتغايرتين بحسب
الذات والوجود لا يقبله العقل السليم والذهن المستقيم وان ظنه بعض
القوم بسبب التقليد البحت من الوجدانيات والثالث ان يكون
اتحاد الوجود مع الفصل بحسب المنشا فقط بان يكون مصداقه امرا واحدا
بسيطا منشا لانتزاع كل من هذه الطرق الثلثة صحيح الحمل ولذلك
قال المصنف وهو محمول عليه فيما بعد لكن لم يفسر تلك الطرق واشار
وانا اومانا الى فسادها والحق الصحيح عندنا هو المزيف عندهم
من ان اتحاد الجنس والفصل لا يكون الا بحسب المجعول فقط وهو الصحيح
للحمل فيها في مرتبة من المراتب كما يصح نسبة الحمل في العرضيات

يقع في جواب ما هو اذا سئل عن امور مختلفة وحينئذ يكون ما هو طالبا
لتمام الحقيقة المشتركة فان كان الواقع في جوابه احد الجنسين فقط
يلزم بطلان جنسية الآخر وهو خلاف المفروض او كلاهما فيلزم كونها
جنسا واحدا وهو ايضا خلاف المفروض وقد يستدل على ذلك بانه لو كان
شئ واحد جنسان يلزم الاستغناء عن الذاتي فان احد الجنسين اذا اقترن
بفصله القريب حصلت الماهية النوعية ويكون الجنس الآخر لغوا في
التقويم القول في كلا الوجهين نختار ان يجوز ان يكون ماهية واحدة لها
جنسان كل جنس منها بالنظر الى نوع معين ولا يكون جنسا
بالنظر الى نوع آخر كما اذا فرضنا ثلثة عقول مثلا لكل واحد منها جنسان
كل جنس منها يكون مشتركا بين اثنين فقط ولا يوجد بين اثنين
آخرين وكذلك يكون لكل واحد من تلك الانواع العقلية مثلا فصلان
في مرتبة واحدة يميز كل واحد منها بجنسه القريب ويكون حينئذ
لكل واحد من تلك الانواع جنسان قريبان وفصلان كذلك
فحصل كل واحد من تلك الانواع من اربعة اجزاء عقلية وبهذا الاحتمال
وان لم يكن موافقا لما تقرر في مدارك القوم لكن لم يسطله البرهان بل بقي
في حيز الجواز وهو يكفي لبطلان البراهين المذكورة على المطلوب الذي
ذكره المصنف الا ان يقال ان الجنس القريب اذا اقترن بفصله القريب

كون زيد انسانا ابيض او اسود محتاجا الى علة لاحتياج التقييد والتقيد اليها
فحينئذ يبطل انحصار الكلي في الخمسة وقد قلتم به كما ذكرتم والتقصي عن هذا
الاشكال بان الانسان الماخوذ مع السواد والبياض متلازمين بحسب نفس
ذاته من حيث هي هي وغير معلل بعلة بالقياس الى افراده واما بالنسبة
الى المقيد الخارجي الماخوذ معه على الطريق الذي ذكرتموه ليس بنوع بل امر
خارجي لازم او عارض معلل بعلة مستانفة او غير مستانفة فالخروج و
الدخول في النوع المذكور باعتبارين ولا مشاحة فيه وبذا كما يقال ان الشخص
خارج عن الطبيعة مع انه لم يزد في الشخص شيء آخر على الطبيعة بالدخول على
مذهب التحقيق والسر فيه ان الخروج عبارة عن عدم الدخول والعينية
ولا شك ان الانسان الماخوذ مع هذه الجهة ليس ذا خلاف في حقيقة زيد وعمرو
وبكر فان ملاحظة الذاتيات داخلة في ملاحظة الذات من حيث هي هي
على سبيل التفصيل وههنا خارجة البتة واما سلب العينية فظاهر فاذن
لم يبق الا شيء الخروج فيخصر هذا الكلي في الخاصة او العرض العام فتامل
وعن تمام المشترك ان جميع من امور يجاب بالنوع ان كانت متفقة
الحقيقة وذلك لان النوع تمام الماهية المشتركة بين افراده و
بالجنس ان كانت مختلفة الحقيقة كما ذكر في الاول ومن ههنا يتضح عدم امكان
تبين في مرتبة واحدة لماهية واحدة وذلك لان الجنس

ایضا کذلک کل واحد من صفتی الاجمال والتفصیل یکون عارضا للماہیۃ
ای لنوعہ
من حیث ہی ہی تابعا للالتفات الذی ہو من صفۃ الملتفت وانما
یطلب بالسؤال عن الماہیۃ المحققۃ نفسہا من حیث ہی فلا یقع فی الجواب
الا ماہیۃ کذلک ولا اعتبار للتفصیل والاجمال نعم یقع کل واحد منہما عرضا
ومورد التحقیق وبیانہ علی وجہ الاستدلال ان الجدا التام کالحیوان الناطق
بالنسبۃ الی الانسان کلی والکلی ینحصر فی الکثرۃ ولا یکون کلیۃ الا بالنسبۃ
فانما بالنسبۃ الی غیر الانسان فلا یکون والناطق بہذا
الی زید وعمرو مثلا ولا یتصور کلیۃ بالنظر الیہما او کل واحد منہما علی الخصوص
الا علی طریق النوعیۃ والنوع یقع فی جواب ما یکون نوعا بالقیاس الیہ
وسیاتی ما فیہ اقول ہہنا نظر قوی وہو ان النوع کالانسان اذا اخذ
مع قید عرضی لہ کالسواد او البیاض بان یکون التقیید والقید کلاہما
خارجین متعلق طریق الشخص کالانسان الاسود او الابیض مثلا
فلا شک انہ کلی بالنسبۃ الی افراد ہ کزید وعمرو وبکر مثلا فلابد ان یکون
کلیا ولا یکون عرضا عاما او خاصۃ ضرورۃ کون التقیید والقید کلیہما
خارجین منہ ولا یکون فصلا او جنسا وہو الظاہر کما لا یخفی علی المتامل
فلابد من ان یکون نوعا بالنسبۃ الی تلک الافراد ضرورۃ انحصار
الکلی فی الکثرۃ والنوعیۃ ایضا باطلۃ فانہا تفضی الی الاستقراء فان النوع
ذاتی لافراد ہ والذاتیات لا تعلل وہذا الکلی من ہذہ الجہۃ تعلل ضرورۃ

الكلي مع ان مابية معنى عنه للاحاطة بتمام التعريف وفوائد القيود

واضحة لانطيل النظام بذكرها فان كان جوابا عن المابية وتمام المشاركات

فقريب والا فبعيد هذا اختصار واوضح مما قال بعضهم فان كان الجواب عن المابية

وعن بعض المشاركات هو الجواب عنها وعن الكل فقريب والا فبعيد والحاصل

ان الجنس يكون تمام مشتركا بين المابية ونوع آخر فان كان كذلك في

جميع المشاركات فقريب وان لم يكن تمام مشتركا في الجميع بل في البعض فهو

بعيد وههنا مباحث اي تفتيشات بعضها تنقيح المقام وتوضيحه وبعضها

الاعتراضات وجوابها تنبيه الاول ان ما هو سوال عن تمام الماهية الحقيقة

ان اقتصر فيه على امر واحد فمجاب بالنوع او الحد التام المراد بالماهية

الحقيقة الكلية المعراة عن الوجود ودون مابه الشئ هو هو فحينئذ لا يصح السوال

بما كان وجوده وتشخصه عين ذاته كالواجب تعالى ويصح قولنا في جوابه

بالنوع او الحد التام بالحصر مطلقا سواء كان التشخص داخلا في

الشخص او عارضا له كما هو التحقيق فان التشخص ليس من الماهية بالمعنى

المذكور وليس المراد من الترديد المذكور في الجواب الترديد على سبيل الحقيقة

او على منع الجمع بل الترديد على سبيل منع الخلو فتنقيح الحد التام في الجواب

عن السوال بالجزئي الحقيقي كزيد مثلا كما يصح النوع في جوابه وما قيل

ان التفصيل يلغو حينئذ في الجواب فمندفع القول لغو فان الاجمال

الحال فی نفسه هو الوجود الرابطی الغیر المستقل فانهما متغائران بالفرد
وقد یقال لهذا الوجود المستقل للاعراض وجود رابطی بمعنی کونه تابعا
للمحل وبهذا المعنی من الرابط بمعنی اخص غیر الرابط الغیر المستقل بالمفهومیة
والجمهور لا ینکرون التبعیة لوجود الحال للمحل بل یصرحون فرعم اکثرهم
الفرق بینهما کما زعمه المصنف باطل ولا اشکال بالنقطة المشترکة بین
الخطین اصلا فان النقطة الموهومة المشترکة من الخط المتصل الواحد بین
القسمة الوهمیة محلها الخط المتصل الواحد وحالها کحال سائر الانتزاعیات
نعم تنتزع الخطین من الخط المتصل الواحد مع تلک النقطة وهی مشترکة
بینهما بمعنی انها مبدء لکل ومنتهی لکل ومحل النقطة والخطین الموهومین
هو الخط المتصل الواحد واما فی صورة انفصال الخطین وتداخل نقطتیهما
فلا اشکال ایضا فان هناک نقطتین موجودتین بوجودین قائمین
بمحلین نعم اشترکا فی الحیز والوضع والاشتراک فیهما لا یوجب التوحد
فی الوجود کما صرح فی موضعه فالسوال والجواب الذی ذکره فی غایة التقصی
محل منها تخیل خال عن التحصیل عند من له ادنی توقد فی الاذکار
وممارسة فی الطبیعی والریاضی فالکلیات خمس ای خمس انواع تفریع علی
ما سبق من قوله ثم الکلی اما عین حقیقة الافراد ام لا الاول الجنس
وهو کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ما هو فذکر لفظ

ایضاء تہافی غایۃ الفساد فان الشیخ بری جزئا مما ینسب الیہ المؤید فان
القول باتحاد الذات والوجود بین الحال والمحل من الافاحش ومعنی
عبارتہ تبعیۃ وجود الحال للمحل ویمکن ان یکون تائید الکون بمعنی
المشتق قدذکرنا عتاقان تبعیۃ الوجود ہو الصحیح للتحقیقۃ وفیہ بعد
بعید عند من لہ عقل سلیم وتعلم ان المسلمات بالمیسم عن
الباطل بل یاتی بالفاظ دائرۃ بینہا ومن العجائب ماذکرہ فی الحاشیۃ یرد
علی ماذہب الیہ الشیخ اعنی کون وجود الاعراض فی انفسہا ہو وجودہا
لمحالہا انہ یلزم ان یکون النقطۃ المشترکۃ بین الخطین مثلا موجودۃ
بوجودین فان وجودہا لہذا الخط غیر وجودہا لذلک الخط وبطلان
اللازم من البدیہیات والشیخ ان یقول علی ماذہب الیہ الجمہور
وان لم یلزم کون الشیٔ الواحد موجودا بوجودین لکن یلزم قیام العرض
الواحد بمحلین فی ہذہ الصورۃ فما ہو جوابکم فہو جوابنا وغایۃ ما یقال
فی التفصی عن الغیر یقین ان بطلان التالی ممنوع علی طریق التداخل
فان النقطۃ الواحدۃ انما تعرض الخطین من حیث اتحادہما فی المبدء
والمنتہی انتہی القول الفرق بین الشیخ والجمہور فی المعنی والمودی
فان معنی قول الشیخ ان وجود الاعراض فی انفسہا ہو وجودہا
لمحالہا ان وجود الحال بعینہ تابع للمحل واللام فیہ للصلۃ لا ان وجود

لا عناد لا غاصباه هذا لان المشتق متحد مع المبدء وهو حال قائم بالمحل
لا يدخل فيه المحل ولا النسبة فلا يدخل في المشتق ايضا لان حال
المتحدين بالذات في البساطة والتركيب واحد بل معناه هو القدر
الناعت وحده الظاهر من سوق عبارته ان القدر الناعت هو مفهوم
المبدء من حيث اخذه بلا شرط شئ فان كون المبدء عرضيا ومحمولا مشتقا
انما يأتي على مذهب القائل في هذه المرتبة ولكن لا يلائمه قوله وهذا هو لكن
فان المشار اليه للفظ هذا ما قول القائل فقد عرفت سخافته و
عدم حقيقته واما قوله بل معناه هو القدر الناعت الخ بالمعنى الذي
ذكرنا فهو مبني على القول السابق والمبني على الفاسد فاسد غير حقيق بالتحقيق
ويحتمل ان يكون كلمة بل في قوله للاضراب ويكون المراد بالقدر الناعت
هو المعنى الانتزاعي البسيط المنتزع من الموصوف بسبب
قيام المبدء به لا يكون الموصوف والمبدء داخلين فيه وهو
احق ويحتمل ان يكون الاشارة في قوله هذا اليه فقط وان كان
سوق عبارته يأباه ويؤيده ما قال ابن سينا وجود الاعراض في
انفسها هو وجودها لمحالها تأييدا لمذهب القائل بالاتحاد بين العرض و
المحل بان المفهوم من كلام ابن سينا اتحاد وجود العرض والمحل في اتحاد الوجود
بين الشيئين يستلزم اتحاد ذاتيهما فان المتباينين لا يتحدان عنده

في المصداق ايضا فان الحرارة جارة بمعنى محرقة والاحراق غير الحرارة
وان الصفرة عرضية بمعنى ان ثبت له الاضافة وهي غير الصفرة فلا يتحد
العرضي والعرض فالاولى في وجه التمسك ما قلنا في الخط والاتصال و
الوجود وجوابه ما مر ثم اقول ان المراتب الثلث من الاطلاق والتجرد
والخلط يجري في كل كلي فكما يجري في السواد يجري في الاسود
وكذلك في الجسم كما يشهد به الضرورة فالقول بتخصيص التجرد في السواد
والاطلاق في الاسود والخلط في المحل الذي هو الجسم قول
لا يميل اليه العقل السليم فالتعق هذا التحقيق فانك لا تجد في غير
هذا التعليق والنظم مع نظائره المذكورة في الشرح في مسلك النظر والفكر
ولذا صح ان النسوة اربع والمارد ذراع وجه الاستشهاد ان الاربع عرضي
والذراع عرض فان المراد به المقدار المخصوص واذ قد اتحد
كل واحد منهما في المثال مع المحل فثبت اتحاد الكل اقول هذا
في غاية الضعف فان الاربع محمول على النسوة عرضي لها متحد معها بالعرض
فليس لذاته اتحاد بالذات مع المحل فضلا عن اتحاد المفهوم واما الذراع
بالمعنى المذكور فليس محمولا على المارد بل انما المحمول ذو ذراع فقدر لفظ
ذو على ان العمل لا يقتضي اتحاد الذات فضلا عن اتحاد المفهوم فتفكر
ومن ثم قال ان الاشتقاق لا يدل على النسبة ولا على الموصوف

للامور المتكثرة المذكورة ضروري ثم مفهوم المشتق انتزاعي محض سواء
قلنا ببساطته او بتركبه كما يشهد به الذهن الثاقب والبراهين فقد يوجدان
في الخارج فكيف يتحد ذاته ومفهومه مع ذاتها ومفهومها بل يكون مغايرا
لها ثم قد يكون المبدء انتزاعيا محضا والمحل موجودا خارجيا فكيف الاتحاد
بينهما ثم ان العرض والعرضي قد لا يكون من الحقائق المتاصلة والمحل
منها فكيف الاتحاد بينهما ثم العرضي قد يكون من مقولات العرض
والمحل من مقولة الجوهر فكيف اتحاد الذات بينهما فضلا
من اتحاد المفهوم بينهما وما ذكران محل السواد هو السواد المتجسم
فهو فاسد فان ذلك لا يتصور ظاهرا في الكتابة والضحك فان
محلهما ليست الكتابة المتجددة بجسم زيد مثلا والضحك والمتجدد بجسده
كما لا يخفى لمن له ادنى تامل وانما استشهد بالخط والاتصال والوجود
لسائر المفهومات في تلك المقامات ايضا ضروري ثم يتحد مصداق
العرض والعرضي هناك وذلك لانا نعني بمقصودنا واطلاق المحل هناك
على سبيل المجاز والتوسع وما قال بعض الافاضل في وجه التائيد من
ان الحرارة اذا كانت قائمة بنفسها كانت حرارة وحارة واضور
اذا كان قائما بنفسه كان ضوءا ومضيئا ففيه ان ذلك لا يدل على اتحاد
المفهوم وهو المقصود هنا كما قال بعض المدققين اقول بل لا اتحاد

السيد المرتضى ١٢

١٣٥

فقط كما قال البعض بل اتحاد المفهوم فان المفهوم في هذه الصورة امر واحد
فقط فالمفهوم في الخط من لفظ الطول والطويل ومحل الطول امر واحد فقط
هو الشيء الممتد في جهة واحدة فقط وهو امر واحد فاتحدت
مفهومات هذه الثلثة ومصاديقها في هذه المواد من حيث نفس مفهوماتها
لا تغاير بينها اصلا نعم في بعض المواد قد يبقى احد هذه المفهومات
وينتفي الآخر كما في السواد الزائل عن الجسم فيتوهم التغاير وليس
كذلك بل لا يبقى محل السواد هناك فان محله المفهوم بحسب الحقيقة
هو السواد الجسم لا الجسم بنفسه وهو فكذا بزوال السواد لا يكون السواد
ايضا شاملا والتحليل العقل بحلية الجسم العاري من السواد له فاشتباه
بسبب المقارنة الواقعة بينهما فبعد زوال هذه المفهومات وكثيرا
ما يعرض الغلط للعقل فيعد المتحدات متغايرة وبالعكس الا ترى ان
القابل بالذات للتجزي في الجهات الثلث هو الجسم التعليمي فيعدهما
متحدا ثم اذا لاحظ العقل مقالات الاشراقيين النافين للجسم التعليمي
القائلين بالتجزية المذكورة في نفس الجوهر المتصل ينقلب الاتحاد الى
التغاير ثم اذا لاحظ برهانا قويا على اثبات الجسم التعليمي يرجع الى الاتحاد
وهذا غاية المقال والمجال مناقشة التصحيح كلام ذلك القائل واما الثاني
اعني بيان فساده فكما اقول ان المذكور كلية تنويه محض فان تغاير المعاني

والسواد الموجودين في الخارج واما الثاني فسيجئ بيانه في ذيل رد قول
بعض الافاضل القائل بالاتحاد بينهما حقيقة قال بعض الافاضل طبيعة
العرض لا يشترط شيء عرضي ولا يشترط شيء المحل ولا يشترط لا شيء العرض المقابل
للجوهر لابد اولا علينا من تحرير مقالته الفاسدة وسبب وقوعه في
هذا الورطة الظلماء ثم بيان فساده بوجه ادق اما الاول فهو ان هذا القائل
يقول بالاتحاد بين العرضي المأخوذ من العرض المقابل للجوهر وبين المحل
وكذا بينه وبين العرض ولا يخفى عليه ان العرضي قد يكون جوهرا
كالحيوان والناطق احدهما بالنسبة الى الآخر فكيف يتحد مع العرض
اذ لا عرض هناك اصلا وعدم الاتحاد تخصيص الاتحاد بالعرض
المخصوص ومنشأ هذا القول ان المرئي في الجسم الاسود كالمداد مثلا شيء
واحد هو السواد المتجسم بنفسه فهو الاسود والسواد ومحله لا تغاير بين هذه الامور
اصلا بالنظر الى اطلاق الالفاظ الموضوعة لمعانيها وحملها
على شيء ففي المواد التي لا يظهر التفاوت بعد تدقيق النظر بين العرض و
العرضي والمحل فيما يتقي هذه الامور على معانيه الاصلية المتحدة بحسب
الذات والمفهوم كالخط مثلا فانه طول وطويل ومحل للطول و
كالصورة الجسمية فانها اتصال ومتصل ومحل الاتصال وكالوجود بالنسبة
الى الباري تعالى على طريق الحكماء وغير ذلك وليس هذا اتحاد المصداق

فهي عبارة عندهم على التحقيق عن الماهية المعروضة للتشخصات والعارض وتقييده
يكونان خارجين ضرورة وانما الاعتبار في اللحاظ فقط دون الملحوظ فالماهية
الكلية عين حقيقة الاشخاص وانما التغاير بينهما في اللحاظ فقط من دون
ان يدخل امر في احدهما دون الآخر وبهذا القسم اشارة الى النوع
كما ان الفصل والجنس اشار اليهما بقوله او داخل فيهما تمام المشترك
بينهما وبين نوع آخر فالاول الجنس والثاني الفصل ويقال لهما ذاتيات
نسبة الى الذات فالتغاير بين المنسوب والمنسوب اليه في الاول بحسب اللحاظ
والاعتبار فقط وفي الاخيرين بحسب الذات فان الجزء مغاير للكل بحسب
الذات وربما يطلق الذاتي بمعنى الداخل فيخص بالجنس والفصل دون النوع
ويكون التغاير بين المنتسبين بحسب الذات فيكون للتغاير على ظاهره
او خارج يخص بحقيقة نوعية او جنسية او غيرها سواء عم افرادها اولا وهو يقال
لهما عرضيات فان العرضي هو الخارج المحمول وبهذا نعم للمخاصة باقسامها
والعرض العام باقسامه والجمهور على ان العرض غير العرضي وغير المحمل بحقيقة هذا
هو الحق بحسب ابلى من النظر ودقة اما الاول فهو ان النظر حاكم بان محل
السواد جسم مغاير بحقيقة حقيقة ولذا يزول الاول ويبقى الثاني وسيتضح
لك ظهر التفاوت حقيقة بين المحل والعرض اما العرضي فهو خارج المحمول
بنفسه كالاسود مثلا فلا شك انه مفهوم انتزاعي لا يكون عين الجسم

ارتفاع النقيضين فتفارق نقيض كل واحد منهما نقيض الآخر في الكل وهو
بطلان اجتماع النقيضين هو التباين الجزئي وهو قد يتحقق في ضمن التباين الكلي
اما في العموم والخصوص من وجه كالابجر والاحيوان فان بينهما عموما وخصوصا
من وجه وبين نقيضيهما اعني الحيوان والابجر تباين كلي واما في التباين الكلي فبينه
بقوله والانسان واللاناطق فان بينهما تباينا كليا وبين نقيضيهما اعني اللانسان
والناطق ايضا تباين كلي وقد يتحقق في ضمن العموم من وجه اما في الاول كاللاابيض
والانسان فيهما وكذا بين نقيضيهما اعني الابيض واللانسان ايضا عموم وخصوص
من وجه واما الثاني فبينه بقوله والابجر والحيوان فبينهما تباين كلي وبين نقيضيهما
اعني اللاابجر واللاحيوان عموم وخصوص من وجه ففي تعداد الموارد الاربع
صرح المصنف بذكر العينين وقصد تبيان نقيضيهما المفهوم ضمنا وهنا سوال
وجواب على طبق ما مر فان تقابل المفهومات الشاملة بينهما تباين كلي لعدم وجودها
وبين تلك المفهومات التي هي نقائض نقائضها يتحقق التساوي كاللاشيء
واللاممكن وايضا قد يتحقق بين نقيضي المتباينين عموم مطلقا كاجتماع النقيضين
واللاانسان فبينهما تباين كلي وبين نقيضيهما اعني اللااجتماع النقيضين واللانسان
عموم مطلق ثم الكلي اما عين حقيقة الافراد والمراد بالافراد الاشخاص دون ما هو المصطلح
عندهم اعني ما يكون التقييد والتقيد كلاهما داخلين فيه فان الكلي حينئذ لا يكون
تمام حقيقتها بل جزءا منها ضرورة دخول التقييد والتقيد فيها واما الاشخاص

بعد فرضه فی الواقع لاجتماع النقیضین فیه فکما یصدق القضیة حقیقیة فی
نفس الامر بان ارتفاع النقیضین بعد فرض وقوعه مستلزم لاجتماعهما کذلک
کل لاممکن عام بعد فرض وقوعه فی عالم نفس الامر یکون ممکنا عاما وان کل لاممکن
عاما بالنظر الی ذاته کما ان ارتفاع النقیضین کذلک وحینئذ نسلم ذلک
منع کلیة الکبری وهی ان کل لاممکن خاص اما واجب او ممتنع فان من الافراد
المفروضة للاممکن الخاص ما لایکون داخلا تحت الممکن العام فکیف یکون تلک
الافراد واجبة او ممتنعة فان انتفاء العام یستلزم انتفاء الخاص والجواب
ما مر من التخصیص بغیر نقائض المفهومات الشاملة فالعموم والخصوص مطلقا
بین نقیض الاعم والاخص کذلک لانه یکون فیما سوی المفهومات الشاملة و
حینئذ لایلزم ان یکون بین اجتماع النقیضین واللاانسان عموما مطلقا
فلا یلزم الاستحالة فی الشک الاول وکذلک منع الصغری فی الشک الثانی
وهی قولنا کل لاممکن عام لاممکن خاص فمبنا علی تلک القاعدة والممکن العام
والخاص من المفهومات الشاملة والقاعدة مخصصة بما وراءها وبین نقیض
الاعم والاخص من وجه تباین جزئی کالمتباینین لان بین العینین تفارقا
بحیث یصدق عین احدهما یصدق نقیض الآخر والحاصل انه اذا کان عین کل
واحد من المتباینین مغایرا للآخر بالکلیة وعین الاعم والاخص من وجه مغایرا
فی الجملة یصدق نقیض کل واحد منهما مع عین الآخر ضرورة بطلان

فصل لاممكن عام ممكن عام وقد قيل في الجواب بمنع بطلان النتيجة بناء على تجويز
صدق احد النقيضين على الآخر كاللامفهوم والمفهوم فان الثاني محمول
على الاول ولا تناقض فان هذا انما حمل عرضي وحمل اللامفهوم على نفسه حمل
اولي وبيشته طريق التناقض اتحاد نحو الحمل كما سياتي في المتن اقول يلزم الضرب
المستحيل وهو صدق النقيضين على شئ واحد من جهة واحدة بحمل واحد
فان صدق الموصوف العنواني على افراده ضروري ومن افراده اللاممكن العام
فيصدق عليه مفهومه بالحمل العرضي فكيف يحمل عليه نقيضه اعني الممكن بهذا الحمل وبهذا
لم يفرق القائل بين المفهوم والافراد فان مفهوم اللامفهوم يصدق عليه المفهوم بالضرورة
في نفس الامر دون افراده فلا يصدق عليه المفهوم في نفس الامر كذلك مفهوم
اللاممكن العام يصدق عليه الممكن في نفس الامر بالضرورة ولا يصدق على افراده
الفرضية مفهوم الممكن العام في نفس الامر ثم اقول ان الافراد الفرضية للاممكن العام
مستحيل الوجود في نفس الامر فبعد فرض وقوعه يجوز ان يستلزم صدق النقيضين
في نفس الامر بناء على استلزام المحال للمحال فيصح النتيجة على طريق الحقيقة فان
قلت انا نسلم استلزام كل محال محالا كما قال بعض المحققين ان هذا ليس عاما بل
فرض كان بينهما علاقة قلت ان العلاقة مسلمة ههنا وهي علاقة اللزوم فانا نعلم بالضرورة
ان كلما فرض خروجه من عالم العدم الى عالم الوجود فهو ممكن عام بان لا يكون
احد طرفيه ضروريا بعد فرضه في نفس الامر لا يستلزم ارتفاع النقيضين

فصل الاول ان اشكل الاول بوجود كل واحد من النقيضين فالنقيضان لا يرتفعان
وكل واحد منهما كاتب ارتفع احدهما ثبت الآخر وكل ثابت ارتفع النقيضين
شئ يستلزم ثبوت شئ ينتج ارتفع احدهما ثبت الآخر وكل ثابت ارتفع النقيضين
الآخر وكل ثابت ارتفع النقيضين ارتفع النقيضين وكل ارتفع النقيضين
النقيضين ارتفع النقيضين وهو المطلوب فيرد ان قولك كل ثابت ارتفع النقيضين
ارتفع النقيضين ان اريد به ان كل ثابت ارتفع النقيضين ارتفع النقيضين
فهو ممنوع وان اريد به ان كل ثابت ارتفع النقيضين ارتفع النقيضين
فهو مسلم لكن لا يفيد المطلوب فيرد ان قولك كل ثابت ارتفع النقيضين
ارتفع النقيضين ان اريد به ان كل ثابت ارتفع النقيضين ارتفع النقيضين
فهو ممنوع وان اريد به ان كل ثابت ارتفع النقيضين ارتفع النقيضين
فهو مسلم لكن لا يفيد المطلوب فيرد ان قولك كل ثابت ارتفع النقيضين

وليس كلما تحقق نقيض الخاص تحقق نقيض العام فيلزم كون نقيض الاخص
اعم من نقيض الاعم هو المطلوب وتمسك بان الاجتماع النقيضين اعم من الانسان
مع ان بين نقيضيهما تباينا اما وجه كون الاجتماع النقيضين اعم من الانسان
فظاهر لصدقه عليه وعلى غيره واما وجه التباين بين نقيضيهما فلان اجتماع
النقيضين لاستحالته يستحيل صدق شئ عليه وصدقه على شئ فان الصدق
يستلزم الوجود ويمكن جوابه باخذ القضية حقيقية وقد سبق لي في ادان التحرير
وجه حسن في دفع كون القضية حقيقية ويقضي تمهيد مقدمة وهي ان كل مفهوم
في نفس الامر لا يخلو عن النقيضين والا يلزم ارتفاع النقيضين فيها وهو مستحيل
بالضرورة فاجتماع النقيضين مفهوم من المعدومات مفهوم في نفس الامر اما الانسان
فليس بالانسان الاول باطل بالضرورة والثاني اما ان يوخذ على طريق
السلب البسيط او العدولي والثاني باطل فان ثبوت الصفة شئ في نفس الامر
يقتضي وجوده فيها ضرورة اقتضاء اتصاف الشئ بالشئ في طرف وجود الموصوف
فيه والاول يقضي الى ان لا يثبت العموم بين نقيضيهما فانه عبارة عن التصادق
ولو جزئيا من احد الطرفين الا ان يقال مرادهم من اثبات العموم بين نقيضيهما
اثباته في الجملة ولا شك ان النقيضين يصدق بينهما التصادق على طريق الفرض
دون نفس الامر وهو حاصل ايضا الممكن العام عام من الممكن الخاص فكل لاممكن عام
لاممكن خاص وكل لاممكن خاص اما واجب او ممتنع وكلاهما ممكن عام

وكذا سائر النسب انما تعتبر في نفس المفهومات سواء كانت ايجابية او سلبية
والتصادق نسبة بينهما ولا يعتبر في نفس مفهوم المتساويين والا لم يكن نقيضا
المتساويين متساويين فان السلب من حيث اعتبار الوجود لم يكن نقيضا
للسلوب من حيث هو هو من حيث الصدق فالانسان والناطق بينهما
مساواة وبين نقيضيهما اعني سلب الانسان والناطق الذي هو سلب
بسيط ليس مساواة لعدم التصادق لما مر وان اعتبر من حيث الوجود الرافع
فهو ليس بنقيض للمتساوي وبالجملة ان نقيض المفهومات السلبية التي اعتبر المساوي
بينها انما يكون مفهومات وجودية دون السلبية فلا مساغ لذلك الجواب ثم
اقول لا شك ان المسلوب نقيض للسلب ايضا بالمعنيين الاخيرين المذكورين
آنفا بل بالمعاني الثلثة المذكورة اذ الاخذ بالرفع اعم من الصريحي والتضمني وقد
عرفت ان لا مضايقة في تعدد النقيض والظاهر من قولهم نقيضا المتساويين
متساويان الايجاب الكلي فلا مساغ لذلك الجواب ايضا اللهم الا ان يخصص ويخصص
بالرفع الصريحي فتامل في هذا التحقيق وانعم النظر في سلك الفكر الدقيق فلا جواب لا تخصيص
الدعوى بغير نقائض تلك المفهومات بهذا قد عرفت ان له جوابا بغير التزام هذا
التكلف بالتزام النقيضية حقيقة وقد عرفت تحقيقه ونقيض الاعم والاخص مطلقا
بالعكس فان انتفاء العام ملزوم لانتفاء الخاص وفي العكس تحقيقا لمعنى العموم كلما
تحقق انتفيض العام تحقق نقيض الخاص فان تحقق الملزوم يستلزم تحقق اللازم

فلا مساغ لذلك فيه اشارة الى جوابين مبنيين على التحقيقين الاول ان لا
الايجابي يستدعي وجود الموضوع مطلقا سواء كان المحمول سلبيا او ايجابيا وعليه
بنى المصنف الجواب الاول بان قول القائل المذكور ان سالبة المحمول
لا تستدعي وجود الموضوع في حيز المنع بل لبطلان واشار اليه بقوله فبعد
تسليمه والتحقيق الثاني ان السلب لا يضاف حقيقة الا الى الوجود وعليه
بنى الجواب الثاني بان مطلوب القائل انما تم لو كانت المقومات وجودية
فحينئذ يكون نقائضها سلبية ينعقد منها السالبة المحمول واما اذا كانت سلبية
كلا شريك الباري والا اجتماع النقيضين فلا تم جواب القائل فان نقائضها
حينئذ تكون وجودية كالشريك الباري واجتماع النقيضين ولا تكون
سلبية كلا شريك الباري والا اجتماع النقيضين فان سلب السلب
انما يكون نقيضا لوجود السلب لا نفسه بناء على التحقيق المذكور فلا مساغ لذلك
الجواب اقول فان قلت ان التساوي هو التصادق ولا تصادق بين سلبين
بسيطين بل بين وجوديهما وان كان ذلك الوجود باطلا فلا شريك
الباري والا اجتماع النقيضين انما يتصور التساوي بينهما باعتبار صدق كلواحد منهما
على الآخر وفي هذا الاعتبار يكون ماخوذا مع الوجود فيكون نقيضاهما سلبيا صرفة
دون مسلوبيهما اعني شريك الباري واجتماع النقيضين فان وجود السلوب
مرتفعان عند عدم الموضوع فلا يكون بينهما تناقض قلت ان التساوي

النفس الامری مطلقاً اقول وبالله التوفیق ان قلت ان من المفهومات
العامة مفهوم الموجود بحیث یشمل الوجود الفرضی والنفس الامری وکذلک مفهوم
الممکن بحیث یشمل الامکان النفس الامری والفرضی ونقیضهما اللاموجود
واللاممکن لاینعقد بینهما ربط حملی ایجابی فانه یستدعی وجود الموضوع اما بحسب
النفس الامر او بحسب الفرض ولیس للموضوع وجود فرضی ههنا ولا فی نفس الامر
فیکذب الایجاب مطلقاً قلت یمکن الربط الایجابی بینهما علی طور الحقیقیة
ویکون الموضوع وجود فرضی بالفعل ومثلب الوجود الفرضی بحسب الفرض
فیکون الحکم الایجابی بینهما بالفعل وهو المطلوب فما افاده الماتن فی رد قولهم
ان شریک الباری تعالی ممتنع قضیة حقیقیة حینئذ تحقیقیة بوجه ادق بحیث
لایضر غرا المقام وما قیل ان صدق السلب علی شیء لایقتضی وجوده
فحینئذ رفع النقیضین لیستلزم التفارق هذا القائل قصد الجواب عن الشک
المذکور بان نقیض المتساویین یکون امراً عدمیاً فان النقیض عبارة عن الرفع
وهو امر عدمی فینعقد منهما القضیة الموجبة السالبة المحمول وهی لاتقتضی وجود
الموضوع فانها فی المعنی مساویة للسالبة فالمفهومات الشاملة ینعقد من نقیضها
الموجبة السالبة المحمول وهی لاتستدعی وجود الموضوع فحینئذ رفع النقیضین
یستلزم التفارق فبعد تسلیمه انما یتم اذا کانت تلک المفهومات وجودیة
کالشیء والممکن واما اذا کانت سلبیة کلاشریک الباری ولااجتماع النقیضین

فيصدق الاول دون الثاني حاصل الشك ان المستدل غلط بين
رفع التصادق والتفارق مع ثبوت التفارق بينهما فان الاول سلبي
محض والثاني وجودي من وجه وسلبي من وجه آخر فالاول لا يستدعي
وجود الموضوع والثاني يستدعيه ولما كان الدليل قياسا استثنائيا منتجا
للمطلوب بابطال نقيضه ونقيضه الاول دون الثاني فلا يثبت المطلوب
بابطال الثاني وتقرير الاشكال بهذا الطريق اولى مما قرره بعض المحققين
كالسيد الشريف وغيره فانه ناظر الى حل الدليل صراحة ونقض المدعى
ضمنا وتقريرهم الى الثاني فقط وقد اجيب عن هذا الاشكال باخذ النقيض
حقيقية فحينئذ لا يستلزم رفع التصادق صدق التفارق مطلقا في الامور
الخاصة والعامة كليهما ويصدق قولنا اللاشئ لا يمكن وبالعكس فان الموضوع
وان لم يكن موجودا في نفس الامر لكن له وجودا فرضيا وهو يكفي لاخذ النقيض
حقيقية وبرده ما اوردوه المانع في رد قولهم ان شريك الباري تعالى ممتنع
نقيضه حقيقية وهو انه يلزم زيادة الصفة على الموصوف فان الافراد الفرضية
للاشئ ليست بموجودة في نفس الامر فلو فرضنا القضية المذكورة
موجبة يلزم ثبوت صفتها اعني الامكان في نفس الامر فان العبرة
في العقد الكلي المطلق ثبوت المحمول للموضوع فيها وفيه ان العبرة
في الحقيقية ثبوت المحمول للموضوع بحسب الوجود الفرضي دون

الثاني واستخلص بيان العدم المضاف الى العدم من حيث انه مضاف
مع قطع النظر عن خصوصية المضاف اليه فرد من العدم ومن جهة لحاظ
خصوصية المضاف اليه نقيض له فقد وهم فان خصوصية المضاف اليه توجب
الفردية ثم ينشأ ههنا اشكال قوي آخر وهو ان العدم المضاف الى العدم
بالمعنى المذكور اي عدم ما اي عدم كان اذا صدق على شئ صدق نقيضه
اعني ما يضاف اليه لان المضاف فرد من المضاف اليه وكلما صدق عليه
الفرد صدق المطلق فيلزم اجتماع النقيضين المستحيل وتتم الحجة ان يصدق
عدم عدم ما من جهة العموم على شئ من المستحيلات فيجوز ان يستلزم امرا
مستحيلا وهو اجتماع النقيضين وذلك ان تقول لا يلزم من صدق المضاف
صدق نقيضه فان نقيضه على التحقيق وجود عدم ما لا نفسه ولا يلزم من صدق
عدم عدم ما صدق وجود عدم ما فان الموضوع حينئذ يجوز ان يكون من الممتنعات
فلا يحمل عليه وجود عدم ما فان قيل فنقض المتساويين كقولنا الانسان ناطق
بالامكان والا اي وان لم يتساويا فتفارقا اي يصدق احدهما
دون الآخر فالانسان على شئ لم يصدق عليه الآخر كالناطق بل يصدق
الناطق فيلزم صدق احد المتساويين بدون الآخر هذا خلف وهو
شكل ما هو سيء وهو ان نقيض التصادق رفعه الصدق التفارقي وربما
يكون نقيض المتساويين مجملا فرد له في نفس الامر كنقائض المعدومات شاملة

لكل شئ نقيض فان السلب لابد له من مسلوب وما وراءه لابد له من
سلب بمعنى انه لابد له من صحة اسناد السلب اليه وقيل ان السلب المطلق
من غير اضافة الى الوجود امر آخر غيره ليس له مسلوب ولا يتعلق به السلب
بناء على ان السلب لا يضاف حقيقة الا الى الوجود وكذا في السلب الماخوذ
مع قيد عدم المسلوب والثالث بمعنى لا يجتمع ولا يرتفع وبهذا المعنى لا بد ان يكون
التناقض من النسب المتكررة ويكون لكل شئ نقيض فان السلب لا يجتمع
مع المسلوب ولا يرتفع معه ولكل شئ سوى السلب البسيط تعلق به ثم
النقيض بالمعنى الاول الصريح لا يتعدد فان الرفع لكل شئ واحد وكذا بالمعنى
الثاني بناء على التحقيق بان الرفع لا ينسب الا الى الوجود وبالمعنى الثالث
يتعدد فان اللوازم المتساوية للرفع لا يجتمع مع المرفوع وكذا العكس و
بهذا التحقيق اندفعت الشبهة المشهورة بان نقيض السلب لوجوده سلب السلب
فقد تعدد النقيض لشئ واحد فان الاستحالة الاولى وكذا في الثاني
بناء على التحقيق المذكور وهي ليست بلازمة واللازم هو المعنى الثالث
وهو غير مستحيل لما مر ان سلب السلب لا يكون نقيضا للسلب بالمعنى الثالث
ايضا فانهما يجتمعان عند عدم الموضوع ثم نشكل باللوازم المتساوية للمسلوب
فيجاب بالتزام التعدد ثم النقيض قد يكون فردا لما هو نقيض له كعدم ما وعدم
عدم ما ولا استحالة فيه كالمفهوم والا مفهوم ومن المحققين من زعم

مرجع التباين الكلي الى سالبتين كليتين وليس المراد من التصادق
والتفارق ما يكون بحسب المحل الاولي والا يدخل التساوي في حد التباين
الكلي بل المراد ما يكون بحسب المحل المتعارف الذاتي والعرضي في صورة التصادق
يعتبر الاطلاق العام كما في صورة التباين يعتبر الدوام وحينئذ يكون النائم و
المستيقظ داخلا في حد التساوي دون التباين وان كان جزئيا ما

من الجانبين فاعم واخص من وجه او من جانب واحد فقط فاعم واخص
مطلقا ومرجع العموم من وجه الى سالبتين جزئيتين وموجبة جزئية
ومرجع العموم مطلقا الى موجبة كلية مطلقة عامة وسالبة جزئية دائمة ونقيض
بالحيوان والجسم فانه ليس كل حيوان جسما مع ان الاول خاص من الثاني
والجواب ان المعتبر في نسبة التصادق بين الكليات ان يكون افراد احدها
افرادا للآخر وليس افراد الحيوان افراد الجسم وكذا العكس واعلم ان نقيض
كل شيء رفعه واعلم ان للنقيض خمسة معان الاول بمعنى الرفع فقط وبهذا
المعنى لا يكون التناقض من النسب المتكررة ولا يكون لكل مفهوم نقيض على
مذهب التحقيق وهو ان السلب لا يضاف حقيقة الا الى الوجود الا ان يراد من
الرفع اعم من الرفع الصريحي والضمني فالمرفوع ايضا رفع للرفع ضمنا وحينئذ
يكون التناقض من النسب المتكررة ويكون لكل شيء نقيض والثاني اعم من الرفع
والرفوع وحينئذ يكون التناقض من النسب المتكررة وهو ظاهر ويكون

قافهم وسياتي ايضا بعض تفصيله والجزئي لا يكون كاسبا ولا مكتسبا
دليل لاصل عموما في الجزئيات ان الجزئي تسوا كان مادیا او مجردا
لا يحمل على الجزئي الآخر كذلك للتباين وعدم الاتحاد
الوجود فلا يكون كاسبا له وكذا لا يكون كاسبا للكلي فان الاخص لا ينتقل
منه الى الاعم وفيه ما فيه وخصوصا في المادیات ان الحس لا يفيد
الحس فلا يفيد الجزئي المادي وهو الحق وكذا الحس لا يفيد التعقل فلا يفيد الكلي
والجزئي المجرد وفيه ايضا مع منع الملزوم ودليل الثاني ان الكلي متساوي النسبة
الى الجزئي فلا يكون مرجحا فلا يكون علة فلا يكون كاسبا والجزئي لما بان الجزئي
وفيه ما مر سابقا ان الاصل لا يلزم في الكاسب المقصود هاهنا ان الكل المعتبر
لا يكون الا في الكليات فانتفى راجع الى اعتبار المعتبر في حقيقة الكلام وقد يقال
الكل مندرج تحت كلي آخر وهو شخص يا لاضافي كالانسان بالحقيقي عدل عن لفظ الاخص
تحت الاعم ليشمل المساوي فان المراد بالمندرج ما يكون موضوعا للقضية الكلية
المعتبرة عندهم فلا ينقض بالاعم فانه لا يكون فردا معتبرا فان قلت ان اشتراك
اكثر هذه الافراد الشخصية والنوعية وهي اخص قلت لعصم بل اكثرهم اعتبروا
المساوي فاللفظ المذكور في المتن اولى ليشمله هذا المذنب ايضا الكليان
ان تصادقا كليا فمتساويان والا تفارقا فان كان كلي
فمتباينان مرجع التساوي الى موجبتين كلتيهما كم ال

بالذهن ولاشك ان الشئ من هذه الجهة يحصل على الكثيرين في اذهان الاول
مرتبة المعلوم اعني الطبيعة من حيث هي هي فيكون هي المتصفة بها وان صح ايضا
بالمعنى الاعم الشامل للصدق والكشف اعني ما يكون صادقا على كثيرين او كاشفا
عنى صفة المعلوم والعلم كليهما بالذات فان الاول للاول والثاني للثاني بالذات
وان صح بالثاني اعني الكشف فقط فليست صفة الا للثاني اعني العلم فان الكاشف
بالفعل بالذات حقيقة هو مرتبة العلم اعني الشئ من حيث القيام
بالذهن كما هو الظاهر بالتامل وان يتهيم في بادي الراي ان القيام يحصل
المعلوم كاشفا للكثيرين في هذا الاحتمال لا خير هو الا بعد كما هو الظاهر لمن تتبع في امثال هذه
نظير خطاره ماضي الحاشية المتعلقة على قوله صفة العلم وذلك بسبب التامل وهو الذي يحسب
دقيق النظر وان كان جلي النظر بحكم الاول فان التشخص الذي عليه مدار البحث انما هو
بحسب نحو من الادراك هو الاحساس لا التعقل وهذا تاويل اشتهر بين الحكماء من نفي
علم الواجب تعالى بالجزئيات على وجه الجزئي فافهم انتهى وحاصل ما في الحاشية ان
التفاوت بين الكلي والجزئي انما يكون بالعلم فانا اذا علمنا الانسان بالعقل فهو في هذه
المرتبة كلي واذا عرفناه بالحس فهو جزئي فالعلم هو المناط للكلية والجزئية فهو المتصف بهما
وقد عرفت ما فيه مع ان المناط للشئ لا يلزم ان يكون متصفا بحقيقة فحينئذ يجوز ان
يكون المعلوم في مرتبة التعقل متصفا بالكلية وهو في مرتبة الاحساس يكون متصفا
بالجزئية فالظاهر ان المتصف بالكلية والجزئية مرتبة المعلوم

وامّا الكليات الفرضيّة والمعقولات الثانية فلعدم اتّصافها على الذهنية لا يقبض
بالانتقال بمجرد تصورها عن تجويز تكثرها في الخارج وانت قد عرفت آنفا ان الكليات
الفرضية على نحوين الاول ما يمتنع تكثره في الخارج بالنظر الى نفس مفهومه
وتصوره كالاموجودا لخالق جل والثاني ما لا يمتنع بالنظر
الى نفس تصوره وقوع الشركة في الخارج ولكن يمتنع بحسب الواقع
كالاشيئ والاممكن فكان اولى للمصنف في بيان كلية هذه المفهومات الفرضية
الاقتصار على نفي الذهنية لا تجوينا لتكثرها في الخارج فانه يمتنع في القسم الاول
حتى قيل ان الكليات الفرضية بالنسبة الى الحقائق الموجودات كليات
هذا فان تصورها من جهة عدم اتصافها على الذهنية لا يمنع ان تكون متحدة
مع مبائنا تها فلا يكون مانعا للحمل عليها بل انما يكون المنع من جهة ملاحظة
التباين ونظير هذا ان امتناع الخرق والالتيام في الافلاك لا يكون من جهة
كونها فوقا على الارض ومن جهة كونها شفافا وكرة بل من جهة طبائعها
النوعية واكثر فيه ان المحال لا يكون محالا من كل جهة بمعنى ان لا يكون سبب
استحالته كل جهة ولذا يكذب الشرطيات التي يكون مقدماتها وتوالیها محالا فان
العلاقة قد لا توجد بين المستحيلات فيكذب الحكم باللزوم الكلية والجزئية
المعلوم وقيل صفة اعلم ان صفة الكثير بالصدق على كثيرين كما هو الظاهر
فليست الكلية صفة العلم حقيقة فان العلم عبارة عن الشئ من حيث القيام

يلزم صيرورة الكلي جزئيا وبالعكس بل على صحة الاخذ وعدمها ولا شك ان
(اي صيرورة الجزئي كليا ١٢)
الصورة الخارجية وان لم يمكن اخذها من الصور الذهنية من حيث انها صورة
خارجية ولكن يمكن اخذها من حيث هي مع قطع النظر عن تلك الخصوصية فان الطبيعة
الجزئية الخاصة تلزم من حيث هي كذلك يمكن اخذها من تلك الصور الذهنيات
(لان الصور الذهنيات مقياسات للخارجيات ١٢)
ولا شك ان الماخوذ منها مع تعين تلك الصورة الخارجية وان لم يكن عينها
من حيث هي خارجية على كل وجه وكذا كل واحد من الصور الذهنية يصح اخذه
من ذهنيات اخر والخارجية ولكن الماخوذ يكون نفس الطبيعة الجزئية الحاصلة
لكل واحد واحد منها مع قطع النظر عن التشخص الذهني لها والماخوذ منه هي
الاشخاص الخاصة من حيث انها مقترنات بالتشخصات الذهنية فلا يلزم
اتحاد الماخوذ والماخوذ منه ومطابقتي الكثرة وليس صحح هذا الاخذ الا تصادق
(تصادق ١٢)
الصور فيما بينها ولكنه لا يكون موجبا لذلك الاخذ من كل وجه بل على بعض
الوجوه وهذا الاخذ هو المعبر عنه بالنظلية وهذا غاية ما يمكن في تصحيح رد المصنف
(اي من حيث انها هي مع قطع النظر عن التشخصات الخارجية الذهنية ١٢)

للجواب بل الجواب ان المراد بكثرة المفهوم بحسب الخارج فالصورة الحاصلة من
(اقول جوابا عن قوله لا يجاب اه ١٢)
زيد باعتبار الاذهان يحتمل ان تكون كثيرة في الخارج بل كلها هوية زيد هذا جواب قدار
(صورة زيد ١٢)
به المحققون ولكن يخدشه ما ذكر في السابق انه ليس مناط الكلية على الكثرة الخارجية
(تلك الصورة ١٢)
وان كان بحسب نفس التصور والا يلزم ان لا يكون الا موجود الخارجي
من الكلي كما مر ذكره بل الحق ان مناط الكلية على عدم التعين فتدبر

لان الصور الحاصلة في الاذهان والصورة الخارجية كلها متصادقة و
جزئيات لنفس الصورة كما صورنا بالتصويرات المذكورة آنفا والجواب
بان المراد صدقها على كثيرين وهو كل لها ومتنزع عنها واللازم ان
لم يكن ظاهرا متعددا فانها كل متعدد والمطلوب هو الثاني ظاهر هذا الجواب
مما يفضي الى التعجب فان الانتزاع لا يوجد في كثير من الكليات كالانسان
والفرس وغيرهما وكذا الظلية ولكن يصح بان المراد بالانتزاع من الكثرة
هو الاخذ منها وهو لا يكون في الصورة المذكورة في السوال ولا يحصل
الانتزاع على ما هو المتعارف عندهم مما لا يحصل كثرة في الخارج بل
في الذهن بالاخذ عن المشار اليه بالحمل لنفس امية المتنزع والظلية
ايضا قد يراد به المعنى المرادف للانتزاع بالمعنى الاول فح يحصل للجواب
تصويب ولا يرده ما ذكره المصنف في دليل رد الجواب بقوله لان التصادق
يصح الانتزاع والظلية فان الاتحاد من الطرفين فان التصادق وان وجد
من الطرفين ولكن لم يوجد الانتزاع بالمعنى الذي صورناه من الاخذ من الكثيرين
او ما انتقاره في صورة الخارجية فقط اذ لم يوجد فيها الاخذ اصلا واما الصورة الاذهنية
فكل واحد منها وان وجد فيه الاخذ لكن لم يوجد من الكثيرين بالفعل
بل من واحد وهو الصورة الخارجية اقول لا ان يقال ليس مناط الكلية
على الاخذ من الكثيرين بالفعل والجزئية على عدم كذلك والا

الصورة الخارجية لزيد هي الحاصلة فيه على ذلك التقدير مع التخصيص بالعوارض
والمطلق محمول على المقيدات وكذا يقال في كل واحد من الصور الذهنية فان
الصورة التي حصلت من زيد في ذهن عمرو مثلا على التقدير المذكور يكون نفسها
عين الصورة الخارجية لزيد في صادقة ايضا على الصور الباقية الحاصلة في
اذهان الطائفة وهذا البيان يجري في كل صورة فحصل تقرير الشبهة بلا شبهة ثم
اقول لا يرد هذا الاشكال على مذهب المحقق خان التشخص الخارجي لا يحصل
في ذهن من الاذهان وهو المقبول عند المحققين وان زعم خلافه بعض المناظرين و
اذا كان كذلك فلا يحصل من زيد عند تصور هويته الخارجية الا الحقيقة الكلية لزيد
مع التشخص الذهني الخاص الكاشف لتلك الهوية الخارجية وهذا التشخص الحاصل
في الذهن مباين للوجود في الهوية الخارجية كما فصل في كتب بعض المحققين فلا يحصل
تصادق الصورة الذهنية والخارجية وكذا تصادق الذهنيات فيما بينها فيندفع
اساس الاشكال المذكور في المتن بالراس فلا يحتاج الى الجواب الذي ذكره
المصنف الا ان يقال ان بناء هذه الشبهة على الظاهر المتبادر من حصول الاشياء بانفسها
في الذهن حصولا مع التشخص الخارجي كما زعمه بعض ودان حصول ماهيتها الكلية فقط كما هو
مذهب المحققين ويقال ان مناط الصدق قد يكون الاتحاد ايضا ولا شك ان الصورة
الماخوذة من زيد متحدة عنه مع الاتحاد الذاتي فيحصل التصادق بين الصورة الذهنية و
الخارجية فيتصور الاشكال بالكلية ومن ههنا يستبين ان الحق ما هو المحقق وذلك

كالتصور بالوجه وكونها حاصلة في الذهن مع قطع النظر عن جهة كونها خارجية
وكذا الصور الحاصلة من تلك الصورة الخارجية لزيد في أذهان طائفة تصورها
معقولات وهو ظاهر فاذا ثبت كون تلك الصور معقولات فلابد من وجود لها
تحت الكلية او الجزئية واندفاع الاول ظاهر من كلامهم لوقوعها موضوعات للقضية
الشخصية فلابد ان تكون جزئيات واذ قد اعتبر في تعريف الكلي الصدق
بالجمع وفي تعريف الجزئي امتناعه ينتقض تعريفهما جميعا ومنعا لتصادق تلك
الصور فيما بينها بالضرورة قال مناط الصدق في الكل المتعارف على الاتحاد
كما حقق في موضعه وهو حاصل فيها فان كلها متحدة مع زيد ومتحد المتحد متحد
فاذا كل واحد منها يكون صادقا على ما وراءها بالضرورة بالكل المتعارف
ضرورة كونها متغائرة من وجه ومتحدة من وجه آخر اقول قول التصادق فيما بينها
من الصور محال فان مناط الصدق على اتحاد الوجود ووجود كل واحد منها متغائر
للآخر ضرورة تغائر الوجود الخارجي والذهني وكذا تغائر الوجودات في الاذهان
فمع تغائر الوجودات كيف يتصور الصدق والمعنى باتحاد تلك الصور مع زيد
انها معقولة وليس كلما يعقل عن الشيء يكون محمولا عليها بالكل المتعارف فعند
تغائر وجوداتها يستحيل الكل قطعا وغاية ما في الباب ان يقال ان
نفس الصورة الخارجية لزيد جزئي بلاشبهة وهي كما انها مطلقة بالنظر الى الصور
الحاصلة منها في اذهان طائفة على تقدير حصول الاشياء بانفسها فان نفس

واذا جمعا لم تصدق عليهما معا والتكثر ابجمع ان يصدق على كثيرين معا
ولو بصدق كثير وحينئذ يرد عليه ان هذا المعنى من التكثر البدلي لا طائل تحته لان الصورة
الصادقة على الافراد بدلا اما ان يكون متحدا مع كل واحد من الافراد او لا على الاول
يلزم الصدق جمعا على الثاني لم يصدق الا على واحد معين فقبل التكثر البدلي
المذكور وغايته ما يمكن في توجيهه ان يقال ان فردا ما كما يطلق على الفرد المنتشر
كذلك يطلق على فرد معين في نفس الامر وعند المتكلم لكن غير معين عند السامع
فح يمكن ان يكون الشيء متعينا في نفس الامر ولم يتعين عند السامع الذي تصوره
كذلك الصورة الحاصلة يجوز ان تكون متعينة في نفس الامر متحدة مع واحد معين
من الافراد ولكن لم يتعين عند العالم بها وحينئذ يندفع الدليل المذكور في
نفي التكثر البدلي ايضا فانا نختار الشق الثاني ولا يلزم المحال المذكور من نفي
التكثر مطلقا فانه انما ينشأ التكثر البدلي حينئذ من عدم العلم بتعينه فتأمل فيه
فان هذا من غلط الاوهام وليس مناط الكلية والجزئية عليه وقد فصلنا ذلك
في بحث الكلي فارجع اليه وهيهنا شك مشهور وهو ان الصورة الخارجية لزيد
والصور الحاصلة منه في اذهان طائفة تصورونه كلها متصادقة فان التحقق ان
حصول الاشياء بانفسها في الذهن لا باشباحها وامثالها فلتلك الصورة تكثر
توضيح الشك ان الصورة الخارجية لزيد مثلا مفهوم من المفهومات فانه
وان لم تحصل من حيث كونها خارجية في الذهن ولكن تكون تصورها بوجه آخر

فينتقض تعريفنا الكلي جمعا والكلي منعا وأما تقريرا لدفع فنوان المراد بالتكثر في
تعريفنا التكثر الجمعي دون البدلي ولا شك ان في الصور المذكورة يتحقق الثاني
دون الاول الا ترى ان البيضات المجتمعة لا يصدق عليها الصورة المأخوذة
بواسطة الحس من البيضة المعينة وانما يصدق عليها الصورة الكلية نعم يصدق
على كل واحد منها اذا بدل واحد بعد واحد وكذا الحال في الصورتين الباقيين
اقول في توضيح هذا المقام بحيث يندفع المرام منه آخرا انه ليس المراد من التكثر
البدلي المقابل للتكثر الجمعي المعتبر في الكلي هو الفرد المنتشر المعنون في الالفاظ
العربية بالنكرة المنونة كرجل ما وانسان ما فانه معدود عندهم في الكليات الا ترى
انه يقع موضوعا في القضية الكلية الموجبة مثلا في كل رجل كذا وكل انسان كذا و
موضوع الكلية كلي عندهم وايضا لا يكون المراد به المفهوم الصادق على واحد
واحد معين بدون الانتشار كما يكون في مفهوم الواحد الحقيقي ففي هذه الصورة ايضا
يتصور البدلية ولا يتصور الجمعية على وجه فان هذا المفهوم ايضا معدود
في الكليات عندهم ضرورة وقوعه موضوعا للقضية الكلية في قولنا كل واحد حقيقي
انسان او انسر في ذلك انهم اعتبروا في التكثر الجمعي المعتبر ههنا في الكلي هو الصدق
على كثيرين في زمان واحد ولو في ضمن اصناف كثيرة وهو متحقق في الصورتين
كما لا يخفى على المتامل فاذن يحصل ان معنى التكثر البدلي ليس الا ان يصدق الصورة
الكلي فرد واحد في زمان واحد واذا قيم مقامه فرد آخر تصدق عليه

فيكون حاصل التقسيم ان الكلي بالنظر الى وجود افراده وحدها في الواقع على
قسمين الاول ما يمتنع جميع افراده في الواقع والثاني ما لا يكون كذلك وهو على
قسمين الاول ما ينحصر فرده الواقعي بحسب وجوده فيه كالواجب والثاني
ما لا يكون كذلك فاما ان ينحصر في الممكنات الخاصة كالممكن الخاص او لا كالممكن
العام والاظهر ان المقصود ههنا تقسيم واحد ثنائي وعقلي وهو لما ان يمتنع الافراد
في الواقع او لا يمتنع وقوله كالواجب الممكن تمثيل للقسم الثاني فيكون المراد بالممكن
الممكن الخاص وليس المراد منه التقسيم الظاهر منه الحصر فافهم والا فالجزئي محسوس
الطفل في مبدء الولادة وشيخ ضعيف البصر والصورة الخيالية من البيضة
المعينة كلها جزئيات لان شيئا منها لا يحوز العقل تكثيرها على سبيل الاجماع وهو
والمقصود من هذا الكلام دفع الاشكال الوارد في هذا المقام اما تقرير الاشكال فهو
ان الطفل في مبدء الولادة اذا احس واحدا من الاب والام مثلا وحصل صورة
منه في حسه المشترك مثلا في تنطبق عنده على كل واحد منهما بل على ما عداهما ايضا
كذلك ولذا اذا حضره الاب يالف به بسببها واذا حضرت الام يالفها بسببها
وكذلك فيما عداهما فهي منطبقة على كثيرين وكذا محسوس شيخ ضعيف البصر من
بعيد فانه يحصل منه بصورة يظن بها انها لزيد او عمرو او بكر وكذا الصورة الخيالية
الحاصلة لنا من بيضة معينة فاذا بدلنا بالواحد بعد واحد نعلم في كل واحد
من البيضات انه هي وهذه الصور كلها جزئيات عندهم مع انها تقبل الكثرة

قوله وغيره ذلك مع اخواته المذكورة في السابق اقساما بينة فيكون كل منها مشابها بالعقلي
فانه لا يخرج قسم من اقسامه منها وان لم يصح فناقص منه كتقييدي واستزاجي وغيرهما
ونظير ما ذكر حال الحصر في تقسيم الكلام الى التام والناقص وانقسام الناقص الى
افراده فصل المفهوم ان جوز العقل كثرته اي من حيث الافراد دون الاجزاء من حيث
تصوره اي من حيث يكون في ذلك المفهوم متصورا ولا ينظر الى جهة اخرى تكثر فيه نظر عوض فان بعض
الكليات وان كان فرضيا كما سيأتي تحقيقه يكون من الكليات يابى بالنظر الى نفس مفهومه عن التكثر
اي بالنظر الى الافراد بل الكثير مطلقا كالا موجود مطلقا والا متكثر مطلقا فانما بالنظر
الى نفس تصوره بما يابى البعض عن تكثر افراده بما في الخارج وسيطل ما زعمه المصنف في اثبات
التكثر في جميع الكليات فما تحقق ان مناط الكلية على عدم الممانعة ولا تلازم بينه وبين التكثر
بحسب الافراد في الخارج ولا في الذهن كما زعمه المصنف وسيأتي تحقيقه
تمنع اي افراده في الواقع دون مفهومه وافراده بحسب التصور والا لنفي عن الكلية
بحسب زعمه كالكليات العرضية لا اي لا يمتنع افراده في الواقع كما لا يمتنع
بحسب التصور كالواجب والممكن الظاهر منه من حيث المقابلة الممكن الخاص
كما ان الظاهر من التمثيل بما سيأتي قسمي ما لا يمتنع افراده وحينئذ يخرج قسم آخر وهو ما يكون
بعض افراده ممتنعا وبعض افراده ممكنا خاصا وبعض افراده واجبا كالممكن
العام الموضوع بازاء ما لا يكون احد جانبيه ضروريا وكان ان يراد بالممكن العام ما يكون
ممكنا خاصا او عاما على طريق عموم المجاز او المشترك على طريق من جوزه

الموضوع والمحمول اذا دخل ذلك القول بنفسه تحت موضوعه اما بالنظر الى
نفس تحصل ذلك القول كما فى كلامى هذا كاذب مشيرا الى نفسه او بالنظر الى
امر يقارنه كما اذا قال كلامى فى هذه الساعة كاذب ولم يقل فى هذه الساعة
غيره او امر يفارقه مفارقة غير معتدة بها كما فى القول الاول او معتدة بها
فى العرف كما فى القول الثانى فهو انشاء لا يكون خبرا البتة فانه لا يتعقل فيها
الحكاية فانها تقتضى محكيا عنها مقدما عليها فى نفس الامر وما يكون داخلا
تحت الموضوع يكون مقدما على المحكى عنه فيلزم فى هذه الصورة على القول
بالحكاية تقدم الشئ على نفسه بمراتب وهو باطل فيبطل الحكاية فيبطل كون القول
المذكور خبرا او نظير ذلك قولنا كل حمد لله فانه حمد من جملة كل حمد فالحكاية هو محكى
عنها فتامل فانه جذر اصم على هذا القول ايضا ان اردنا بموضوع الكلية معنى
اعم بحيث يشمل هذا القول ايضا لم يكن خبرا لان ذلك المحذور فان اردنا بالكلية ما وراء
ذلك القول فيكون الحكاية فعلى تقدير ما يكون خبرا البتة فقوله فالحكاية هو محكى عنها
يمنع انها لم يكن خارجة عنه فتامل فى هذه الشبهة فانها شبهة عظيمة الشان
لا تسمع ولا تنطق بالجواب وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب الذى ذكرنا والا فالانشاء
منه امر ونهى وتمنى وترجى واستفهام وغير ذلك وحينئذ يكون حصر الكلام التام
فى الخبر والانشاء عقليا واما حصر الانشاء فى اقسامه المذكورة فسنتكلم
على سبيل التفصيل فاستقرائى ولذا اورد المصنف فيه قوله وما يوجد

فلا يكون الحكي عنها الا نفس ذاتها الجملة فيلزم ما قال المحقق الدواني واما الاول
فلان في هذه القضية المجملة محمولا هو الكذب وموضوعا هو ذات المتكلم القضية
الا المعصية فانها متاخرة عنها كما لو حنا فيلزم كون الصادق كاذبا وكون الكاذب
صادقا بادنى تامل فالحق في الجواب ما قال المحقق الدواني ان هذا القول
انشاء لا خبر فما قيل فالحل الاشكال بجميع تقاريره من جملتها ان كلامه
في هذا اليوم كاذب ولم يقل في ذلك اليوم الا هذا الكلام وما قال في الحاشية
قال قائل يوم الخميس كلامي يوم الجمعة صادق ثم قال يوم الجمعة كلامي
يوم الخميس كاذب فصدقه في كل يستلزم كذبه وبالعكس وتقرير الاشكال
والجواب على ما مر فتذكر اقول اذا صدر الكلام عن القائل في يوم الخميس
في هذا الحال اما خبر او انشاء فان كان خبرا فيلزم المفاسد وان كان
انشاء يلزم خلاف الضرورة اذا قال القائل في ذلك اليوم
قولا آخر في الاول ولم يقل في الجمعة في الثاني وتحقيق المقام ان الحال
موقوف في القول الاول والثاني فان لحقه مغير كعدم القول الآخر في
الاول او القول الثاني المذكور في الثاني يخرج كل واحد منهما عن الخبرية
بمعنى انه ليس فيه الخبرية بل يكون انشاء صرفا وان لم يلحقه مغير يتقرر على
الخبرية كقولنا النهار موجود فان لحقه ان كانت الشمس طالعة فهو ليس بخبر و
ان لم يلحقه فهو على الخبرية الجملة والضابطة ان كل قول مركب من

واللوازم بحقيقتها الا اتصاف بالصدق والكذب كما سياتي تحقيقه ومن
اراد ان القضايا الجملة لا تتصف بالصدق والكذب والمفصلة تتصف
بهما فقد اتى ببهتان عظيم لا يقبله العاقلون ونشأ غلطه ان في الاجمال يتصور
امر وحداني بسيط ليس المحمول ولا الموضوع ولا النسبة التامة الجزمية موجود
فيه بالفعل وليس الامر كذلك فان النسبة والموضوع والمحمول حقائق متباينة
لا يتصور فيها الاتحاد بالذات او بالوجود كما حققه المحققون وشيدنا اركانه و
اسسنا باعلى نمط قويم في الحواشي المشهورة لنا في هذا الفن ومن لا موبالعامة
بل انما التفاوت باللحاظ فقط وفي هذا التفاوت لا يتسلخ القضية عن حقيقتها
وحينئذ يفسد الجواب بانا نختار شق الكذب لانتفاء المحمول عن الموضوع الخ
هو الجهل بنا على ان الصدق والكذب من شان النسبة التفصيلية والقضية
المفصلة دون الجملة اقول بتوفيق الله تعالى وتوفيقه ان جواب المصنف
لا يصلح لان يكون جوابا عن الشبهة ولا جوابا عن جواب المحقق الدواني
اما الثاني فظاهر فان القضية الجملة المحكي عنها للمفصلة قضية بالضرورة فلا يلزم
من محكي عنه قاما ان يكون المفصلة محكيا عنها فباطل لانه يستلزم الدور فان
المتعاكس من القضيتين بالحكاية والمحكي عنها يستلزم كون كل واحد منهما
مقدما على الآخر فان الحكاية متاخرة عن المحكي عنه والمحكي عنه مقدم
عليها او يكون للجملة جملة اخرى وهو مع انه ضعيف يستلزم التسلسل المستحيل

اجاب المصنف بان ههنا اجمالا وتفصيلا فالقول المذكور انما يدخل تحت قوله هذا
بالاجمال لان الاشارة انما تقع في الآن فيلاحظ القول المركب فيه بلحاظ
واحد وهو الاجمال وهو الحكي عنه ومن حيث تلفظه من اوله الى آخره
وملاحظة الذهن الى معنى كل واحد واحد من اجزاء لفظ الملحوظ تفصيلا هو الحكاية
فالنسبة عبارة في كلام المصنف عن القول المذكور وليس المراد بالايقاع
المذكور في كلامه الاذعان فانه انما يتعلق بالجمل كما سياتي بل المراد به الايقاع
على اللسان من اوله الى آخره بحيث يكون كل لفظ منه تعبيرا عن معناه
انحيازا وحينئذ تحصيل الفرق بين الحكاية والحكي عنه فقط قول المحقق الدواني
وما قيل انا اذا اشرنا الى القول المفصل يلزم الاتحاد فاسد فان الاشارة
بهذا انما تقع في الآن وهو مناف لان يقع فيه لحاظات كثيرة وانما المراد
بالتفصيل ههنا هذا ثم اذا ظهر الفرق بين الحكاية والحكي عنه بالاجمال والتفصيل ففي
هذه الصورة يجوز ان يكون القضية صادقا واذا يرجع الكذب الى الجمل وبهذا بين
ما في الحاشية وبهذا كما انه جواب عن الشبهة كذلك جواب عن جواب المحقق الدواني
ايضا ويجوز ان يكون قضية واحدة صادقة باعتبار وكاذبة باعتبار آخر وكذا العكس
ولا يرد ما اورد ان اتصاف بالصدق والكذب انما يكون في النسبة الحاكية التفصيلية
دون الاجمالية المحكي عنها فان النسبة التامة الخبرية سواء لوحظت اجمالا اي بلحاظ واحد
او تفصيلا اي لوحظت بلحاظات شتى لا تخرج عن حقيقتها ومن الخواص

ادق انشاء الله تعالى فاحفظ هذا التحقيق لعلك لا تجده في غيرنا ده

التعليق ومن ثم يوصف الخبر بالصدق والكذب بالضرورة فان الصدق عبارة

عن مطابقة الحكاية للمحكي عنه والكذب عن عدمها فقول القائل كلامي هذا كاذب

ليس بخبر فان الحكاية عن نفسه غير معقول اشارة الى دفع اشكال مشهور

وهو ان قول القائل كلامي هذا كاذب مشيرا الى نفس هذا القول خبر البتة

لاشتماله على الموضوع والمحمول والنسبة التامة الخبرية وكلما هذا شانه

هو خبر وكل خبر لابد ان يكون صادقا او كاذبا وهذا الكلام لا يتصور صدقه ولا

كذبه اما الاول فلان الصدق عبارة عن ثبوت المحمول للموضوع في الواقع

فالمحمول هو كاذب ثبوته للموضوع يستلزم كذبه لبتة فيلزم اجتماع النقيضين

واما الثاني فلان الكذب عبارة عن عدم ثبوت المحمول للموضوع والمحمول

هو الكذب وسلبه عن الموضوع يستلزم صدقه بالضرورة واجاب المحقق

الدواني بما في المتن وحاصله انه ليس ههنا نسبة تامة خبرية بل انشائية فان النسبة

التامة الخبرية تقتضي الحكاية والمحكي عنه وههنا مستحيلان وليس ههنا كلام آخر

فيلزم اتحادهما وهو غير معقول وهذا معنى قول المصنف ان الحكاية عن نفسه

غير معقول واذا كان القول المذكور انشاء فهو ليس بصادق ولا كاذب

فلا يلزم المحذور وانت خبير بان مجموع اجزائه ماخوذ في جانب الموضوع فالنسبة

ملحوظة اجمالا في المحكي عنها ومن حيث تعلق الايقاع بها ملحوظة تفصيلا في الحكاية

مايكون منشار نفس الذات دون الاوصاف الخارجية القائمة بالموضوع فيه
يكون المحكي عنه نفس وجوده الخاص المحمول في الخارج فان قلت ذلك الوجود
الرابطي عين النسبة فيعود المحذور قلت رابط بمعنى الاحتياج الى المحل
دون المقتضي الغير المستقل لما يكون في القضايا في المرتبة الحكاية بل المحكي عنه
هو السواد الموجود بالوجود الخاص والجسم الموجود بوجوده كذلك وليس في
هذين الموجودين نسبة اصلا ثم قد يعبر عن الوجود الخاص للحال بالحلول تعبيرا
عن المنشار بالمفهوم الانتزاعي فان الحلول منتزع من الوجود الخاص للحال بل
عن الحال الموجود بالوجود الخاص فما قالوا ان الاتصاف الانضمامي الخارجي
مرتبة المحكي عنه وصدق تلك الاوصاف بحسب الذهن مرتبة الحكاية يكون المراد
بالانضمام منشاره اعني الوجود الخاص للحال بل الحال الموجود بالوجود الخاص واما
الاوصاف الانتزاعية فان كانت منتزعات من نفس الذات كالمعرفت
انفا وان كانت منتزعات بالنظر الى الوصف المنضم كانتزاع الفوقية من السماء
بواسطة الوضع الخاص من كانتزاع القيام والقعود من زيد بواسطة الوضع الخاص
ايضا فالمحكي عنه فيها ذلك الوصف المنضم الموجود بالوجود الخاص مع وجود
الملك في الاول وزيد في الثاني وعندي في حمل الاجزاء الحقيقية ايضا يكون
المحكي عنه هو الحال الموجود بالوجود الخاص مع المحل فان الوجود الخاص للحال
هو الرابط الباعث لحمل الاجزاء بعضها على بعض وعلى الكل كما سياتي تحقيقه ان شاء

خبر وقضية ان قصد به الحكاية عن الواقع وهو الحكي عنه اضطرب كلامهم في
تحقيقه فقال بعضهم الموضوع والمحمول والنسبة الخارجية فان الحكي عنه لابد فيه
من ربط الموضوع والمحمول فان المنفصلات لا يصدق بعضها على بعض فلا حكاية
فيها فلا حكي عنه ايضا فيها والربط هو النسبة وجماعة قالوا ان هذا باطل فان النسبة
لا وجود لها في الخارج والحكي عنه موجود فيه بالضرورة في محل الاوصاف الخارجية
والذاتيات بل الانتزاعيات الخارجية ايضا وقد اصابوا في ان النسبة لا وجود
لها في الخارج ولكن لم يصيبوا وجه فساده واوقعهم في هذه الورطة الظلماء وهيولى السوداء
انه لم يكن حالا في الجسم لم يكن محكيا عنه لقولنا الجسم اسود والحلول هو النسبة
وكذا القوة القريبة انه لم تكن قائمة بالفلك لم تكن محكيا عنها لقولنا الفلك فوقها
لكن القيام فيها انتزاعي يعبر عنه بالاتصاف الانتزاعي والاتصاف والقيام
نسبة وكذا سبيل الاجزاء فان التحليلية اجزاء ومساحة سبيلها سبيل الاوصاف
الانتزاعية والاجزاء الخارجية الواقعية لابد فيها من الانضمام الذي يكون مناطا
للحمل كما سياتي تحقيقه مناد الانضمام ايضا نسبة فبقي الامر بعد في الخفاء
فاقول بتوفيق الله تعالى وتوقيفه على وجه التفصيل ان في محل الذاتيات
والذاتيات عليها يكون المحكي عنه نفس ذوات الموضوع وفي الاوصاف المشتركة
عن الذات كالتجرد في المجردات والتميز في جميع الماهيات ايضا نفس الذات
الا ان الفرق بينهما بالدخول والخروج ولذا عرف الذاتي بالداخل دون

متعارف اهل اللغة من عوارضها فقد يصح في بعض الالفاظ والاصح في
البعض الآخر وان اتحد معناها فهي لمانعة حقيقة في بعض المقام فلم تجب الصحة مطلقا
والتحقيق ان كل لفظ مرادف للفظ آخر وان عبر بهما عن معنى واحد لخصوصية
بحسب الانضمام فباعتبار تلك الخصوصية في المتعارف يتغير المعنى كلفظ وعاظ
وان كان موضوعا لمعنى صلى لكن مع اقترانه بلفظ على يفيد بحسب خصوصية ذلك
الاقتران في العرف معنى الضرب بخلاف صلى معه فانه يفيد بمقابلة فمنع الصحة لم يكن
بحسب اصل معنى المرادفين فلا بالنظر الى لفظها ولا بالنظر الى اصل المعنى
التركيبي الذي وضع له لفظ المركب لو قوبل باعتبار خصوصية استعمال ذلك
التركيب بحسب العرف قابل بين المفرد والمركب ترادف اختلف فيه
اقول لعل النزاع لفظي فمن حمل لفظ اتحادا والمعنى في تفسير المرادف على الاتحاد
بالذات وبالاعتبار قال لعدم الترادف فان لفظ الانسان بل كل مفرد وجد
يدل على المعنى الاجمالي ولفظ حيوان ناطق بل كل حد تام يدل على المعنى التفصيلي
وهو مغاير للمعنى الاجمالي بالاعتبار فاذا لم يكن الترادف بين المفرد والحد التام
لم يكن بين المفرد وحده الناقص وان كان مركبا والرسم التام والناقص ترادف
بالطريق الاولى لمغايرة معناها بالذات واما المركبات المفصلة الاجزاء فلا
فيها اظهر من انتفاء الترادف ومن قال بالترادف فقد اتحادا بالذات فقط
فتحقق الترادف بين المفرد والحد والمركب ان صح السكوت عليه قائم

التفهيم فاشار المصنف بالتعليل الى فائدة وقوعها اذ بها تكثر الوسائل
للافهام فهي فائدة جليلة فان بعض الالفاظ قد يتيسر له بعض الالفاظ دون
يتذكر بعضها فيسهل عليه التعليم والتعلم وايضا بعض الالفاظ قد يكون مرا
على لسان بعض اللافظين فيكره بعض السامعين المخاطبين والآخر حلوا ومنشطا
لآذان تلك السامعين فيختار الثاني ويترك الاول وفي تكثر الوسائل
فوائد اخرى واما التوسع في محال البدائع فكما قال في الحاشية كالسبع في
قولك ما بعد ما فات وما قرب ما هو آت فانه لو قال برادف فات اعني
ما مضى فات السبع وكالجانة كقولك اشتريت البر والنقلة في البرقانة
لو اتى بمرادف البر اعني الحنطة فات المجانسة وكالقلب نحو قوله تعالى ربك فكبر
فانه لو اورد بمرادف كبر لفظ عظم فات القلب ولا يجب قيام كل مقام
الآخر وان كانا من لغة فان صحة الضم من العوارض ليقال صلى عليه
ولا يقال وعاليه في الحاشية هل تجب صحة اقامة كل من المترادفين
مقام الآخر في حال التعداد من غير حائل ملفوظ او مقدر بسبع اقفاء واما في
حال التركيب تجب وهو الاصح عند ابن الحاجب وقيل لا تجب صحة الامام في
المحصل وقيل تجب ان كانا من لغة واحدة والا فلا انتهى ومعنى قوله تجب اي
وكذا في قوله لا تجب اي لا تجب الصحة وحاصل الدليل ان نفس المعنى المنطقة لا يمنع
اقامة ولا نفس الضم في افادة نفس المعنى التركيبي الضائل صحة الضم تجب
اي اقامة كل من المترادفين مقام الآخر

فانما يوجد فيها بالتبعية اما التبعية في المشتقات والفعل فظاهر لان المجاز فيها انما
يكون بسبب المبدء فان ضارب او ضرب اذا استعمل في معنى قاتل وقتل
فانما يكون التجوز من جهة ان الضرب استعمل في معنى القتل والمرفوعية ان الفعل
والمشتق كل واحد منهما موضوع لمفهوم الصيغة ومفهوم المبدء والتجوز باعتبار
الصيغة قليل جدا فلذا اسقطوا من النظر نعم باعتبار المبدء كثير الوقوع في
كلامهم فلذا اعتبروه في المشهور وعبارة المصنف رح شاملة للقسمين اما
الحرف فانما يكون فيه بواسطة متعلقاته وفيه وهن ظاهر فان احدى
الحروف قد يستعمل بازاء معنى آخر ولا مدخل فيه للمتعلق بمعناه ولا للعنوانات
الاسمية التي عبرت تلك المعاني بها فان الباء اذا استعمل في الظرفية
فهو متروك الاطلاق واستعمال فيما هو غير موضوع لها وهذا البعينه تحقق المجاز
بالذات ولا مدخل فيه للمتعلقات والعنوانات اصلا فان سرت بهوم كذا معنى
في يوم كذا فالسير واليوم على معناهما وانما اردنا بالباء معنى الظرفية الخاصة
التي هي غير موضوعة لها والحق ان فيه مجازا وحقيقة بالذات وان كان معناه
تابعا لغيره وتكثر اللفظ مع اتحاد المعنى مرادفة وذلك واقع لتكثر الوسائل
والتوسع في محال البدائع ذهب قوم الى انكار المرادفة خلوا عن الفائدة
لان الواحد كاف للافهام وهذا التعليل انما يتم لو كان الواضع هو الله تعالى
فان العباد لا مضائقة في خلوا فعالهم عن الفائدة المعتدة التي من جملتها

الحقيقية لذلك العام ورأينا استعماله في غير تلك المعاني لا لعلم
مجازيته بالم نعلم ان صدق تلك المعاني على ذلك الغير مستحيل فيجوز
ان يكون ذلك الغير خاصا منه ويستعمل فيه على انه هو فاذا علمنا استحالة
الصدق علمنا بها المجازية فان العام لا يستحيل صدقه على الخاص وبهذا يكون نهيا
علامة لها فافهم واستعمال اللفظ في بعض المسمى كالدابة على الحمار المراد به بعض
بعض جزئياته فالدابة موضوعة لكل ما يدب على الارض والحمار بعض منه فان قلت
بعض المسمى اى الموضوع له غيره فاستعمال اللفظ فيه حين كونه مجازا فيه فلا يصلح كونه
علامة فان العلامة غير ما هي علامة له قلت استعمال اللفظ في بعض المسمى مجاز خاص و
الخاص يكون علامة على العام فان الخاص خارج عنه ويعلم بوجوده وجوده ضرورة تحقق
العام في ضمن الخاص وفيه ان الاقتصار ههنا على استعمال اللفظ في بعض المسمى في
حق كونه علامة للمجاز غير مناسب فان استعمال اللفظ في سبب المسمى ومسببه استعماله
في اللازم والملزوم كلها مضاهية للاول مع انهم لم يعدوها منها فافهم فانه دقيق
استعمال المجاز اولى من الاشتراك والمجاز اولى من النقل حاصله ان اللفظ اذا دار بين
والمجاز والاشتراك والنقل يحمل على الاول واذا دار بين الآخرين يحمل على الثاني
وقد ذكر وا في وجه الاولوية وجوها اقوها ان المجاز اكثر وقوعا من النقل والاشتراك
والنقل اكثر وقوعا من الاشتراك واللفظ انما يحمل على المعنى الاعم الاغلب
والمجاز بالذات انما هو في الاسم واما الفعل وسائر المشتقات والادوات

يوجد فيها فكل ما يوجد فيه ذلك الوصف استعمل الاسد فيه بعد تعذر
الحقيقة ولما لم يشترط سماع الجزئيات في المجاز لم يدونوا في كتبهم كتدوين
الحقائق فافهم علامة الحقيقة التبادر والعراء عن القرينة يحتمل ان يكون
الواو بمعنى مع فح يكون قرينة واحدة بمعنى ان تبادر المعنى مع العراء
عن القرينة علامة الحقيقة ويحتمل ان يكون الواو للعطف فقوفح يكون قرينتان
احدهما التبادر اعني من حاق اللفظ والثانية ان يستعمل اللفظ في المعنى
عاريا عن القرينة وبينهما من التفاوت ما لا يخفى على المتامل وهذا اقوى
علائم الحقيقة وعليه مدار اثبات الوضع غالبا مرح علامة المجاز
عكس ذلك وعلامة المجاز الاطلاق على التحميل يعني اذا علمنا اللفظ معنى
حقيقيا ثم استعملناه في معنى آخر يستحيل حمل الاول عليه فيعلم ان هذا المعنى
المستعمل فيه معنى مجازي فانه لو كان حقيقيا لم يترك بلا دليل فهو مرجوح
والمجاز ارجح فيحمل عليه ففي هذا الطريق بواسطة استحالة الحمل نتوصل الى
المجازية لما اشترنا واورد عليه ان في المشترك ايضا حمل بعض المعاني
على البعض مستحيل وان اريد استحالة حمل الجميع فاذا علمنا ان هذه المعاني
جميع المعنى الموضوع له للفظ فيعلم قطعا ان ما وراه مجاز فلا احتياج الى استحالة
حملها عليه او امكانه اقول بتوفيق الله تعالى وتوقيفه ان العام اذا اريد به
الخاص من جهة انه هو حقيقة كما تقرر في موضعه فاذا استوعبنا جميع المعاني

على زيد للشجاعة والا اى وان لم يكن تلك العلاقة علاقة التشبيه بل
غيرها كعلاقة السببية واللزوم وغيرهما فمجاز مرسل وحصره اى المجاز
المرسل بتفحص الكلمات وتتبع المناط فى اربعة وعشرين نوعا وقد اندرج
بعضهم بعضها فى بعض كالوحدات الثمانية الذاتيات فى التناقض ونحن لا نطول
الكلام بذكر اقسام الاستعارة فانها مصرحة فى علم البيان وبذكر اقسام
المجاز المرسل فانها مصرحة ومشهورة فى كلام السيد السند وغيره والمسئلة
سماعية الجزئيات نعم يجب سماع انواعها حاصله ان المجازات ليست
مقصورة على الجزئيات المسموعة من اهل اللسان بل الاعتبار انما يكون
للعلاقة الكلية المستنبطة من كلامهم بتتبع المناط فكلما وجدت فيه
تلك العلاقة ووجد المانع من صرف اللفظ على معناه الحقيقى استعمل فيه
الا اذا وجد المنع من اهل اللغة من الاستعمال فيه كالنخلة للطويل غير
الانسان مع وجود العلاقة فيه ونظيره فى الحقيقة اللفظ الموضوع بالوضع
العام للموضوع له الخاص كلفظ هذا فان كل مشهور موجود فى الخارج
زيدا كان او عمرا او بكرا يستعمل فيه كذلك كلما وجدت العلاقة فيه
يستعمل اللفظ مجازا فيه ومعنى تتبع المناط لاثبات العلاقة الكلية ان العرب
مثلا استعمل لفظ الاسد فى زيد وعمرو مثلا فنقول ليس منشأ استعمال
لفظ الاسد فى زيد لانه قريب وعمرو لانه فى حقه مثلا بل لان وصف الشجاعة

فيهم اعتبروا الاستعمال ولذا لم يجز فرق بين الحقيقة باللفظ المستعمل فيما وضع له
والمجاز باللفظ المستعمل في غيره واهل الميزان لم يعتبروه فلم يوردوه في
تعريفهما ولعل وجه عدم اعتبارهم ان المقسم هو اللفظ المفرد الدال على المعنى
المذكور والاستعمال فرع الدلالة فرعية زمانية او ذاتية فاللفظ المفرد في
مرتبة الدلالة فقط قبل الاستعمال يخلو عنهما وليس بنقل ولا اشتراك
فيلزم خلو المقسم عن الاقسام فان قلت اين الدلالة في المجاز قبل
الاستعمال قلت الوضع النوعي في المجاز يكون متحققا قبل الاستعمال فبالنظر
الى ذلك الوضع والموضع المتخصص الذي يكون للمفرد قبل الاستعمال
لا يكون مشتركا ولا منقولا فلا بد ان يكون حقيقة ومجازا والا يلزم الخلو
عن الاقسام فتامل فانه فائدة دقيقة جديدة ولا بد من علاقة العلاقة
شرط لتحقق المجاز والشرط مغير ما لا يوجد المشروط بدونه وهو قد
يتحقق بدون المشروط ولكنه اذا تحقق بعد سائر ما لا بد للمشروط ليستلزمه فاذا
تحقق في موارد الاستعمال المعنى الموضوع له وقد منع عن ارادته فحينئذ
تحقق العلاقة يقضي الى المجاز بالضرورة فكلما توجد تلك العلاقة بذلك
الطريق تحقق المعنى المجازي وهذا معنى شرطية العلاقة في المجاز
وهي بعينها بذلك المعنى فان كانت العلاقة تشبيها اي علاقة
شركة في امر ووصف خاص فاستعارة كاطلاق لفظ الاسد

تكلس في العموم في حقيقة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وتوقيفه لعلهم
من كلام المصنف ان في المشترك عموما على سبيل المجاز مع بعده ابدا من الاطلاق
فان كان المراد من العموم العموم المجموعي فالعلاقة هي علاقة الجزئية او العموم
الافرادي كما هو الظاهر من كلامهم ففيه ايضا علاقة الجزئية فان الكل الافرادي
عبارة عن الكثرة والواحد الذي هو الموضوع له حقيقة جزء منها وقد صرح
المحققون ان الواحد المعين جزء من كل واحد واحد والمرتجل قد يضع لمعنى ثم ينقل
الى الثاني لمناسبة قيل هو المشترك ان الظاهر من الابتداء المأخوذ في تعريفه عدم
النقل لمناسبة وقيل من المنقول فقد اطلق المجرد النقل والاولى ان
لم يوضع ابتداء فان اشتهر في الثاني فمنقول شرعي او عرفي عام او خاص
ذكر الشرعي وقدمه مع كونه اخص لانه في العرف الخاص لاظهار المرتبة الفضيلة
قال سيبويه الاعلام كلها منقولات وما قيل ان جعفر علم وفي الاصل اسم لنهر صغير
فلم يوجد النقل لعدم المناسبة ممنوع خلافا للجمهور ولعل تخصيص القوم
من تخصيص سيبويه فقط فقولهم بانه ينقسم الى منقول ومرتجل لعله مقرون
بالصواب والا فحقيقة ومجاز قال في الحاشية ظاهره يقتضي ان يكون اللفظ
قبل الاستعمال حقيقة ومجازا لكن المشهور ان اللفظ قبل الاستعمال
لا يكون حقيقة ومجازا اقول بتوفيق الله تعالى وتوقيفه لعل اصطلاح
اهل الميزان مخالف لاصطلاح اهل العرب اعني علماء البيان في الاصول

ان الالفاظ یجوز ان تبلغ الی حد من الکثرة بحیث لا یضیق عنه نطاق البیان
والتعلیم والتعلم فانه لم یثبت بیان امور غیر متناهیة تفصیلا بحیث لا یشکر
لا فی نشارة الدنیا ولا فی نشارة الآخرة اما الثانی فظاهر علی طریقتنا واما
الاول فلان قطاع نشارة کل واحد من البشر غالبهم لا یبلغون تفصیلا الا معدودات
متناهیة بالفاظ کذلک واما تعلیم امور غیر متناهیة اجمالا فلا یقضی الی
تعدد الالفاظ فضلا الی عدم تناهیها فاذا بین واحد واحدا منهم تلک
المعانی بتلک الالفاظ یجوز ان ینقل هذه الالفاظ کلا او بعضا الی شخص
آخر وبهذا فلا یلزم الحشو ولا یقال بیان البیان بالمجازات او غیرها ثالثا
بالحقیقة علی طریق الوضع العام للموضوع له الخاص فانه یشتمل امورا
لا تحصی مشترکة فی ذاتها او عرضی فان شیئا من الامور المتخالفة لا یخلو
عن الاشتراک فی العرضی الواحد وهو الکافی للوضع العام والموضوع له
الخاص فاندفع ما قیل انه لا یشتمل المتخالفات وهی ایضا فی التعلیم غیر واقعة
فی حد ذاتها لکن هذا الکلام لا عموم فیه حقیقة المراد من العموم ان یراد
بلفظ المشترک اکثر من معنی واحد قال فی الحاشیة ثم بعد تسلیم وقوعه ای
المشترک هل فیه عموم کما هو مذهب الشافعی رح او لا کما هو مذهب ابی حنیفة
رح ثم بعد کونه عاما فذلک اما بطریق الحقیقة کما هو مذهب طائفة
او بطریق المجاز کما هو رای طائفة اخری واستدل بهذا الشارح بقوله

هو الملحوظ دون غيره والثاني ان الاوضاع المتعددة قد تكون ملحوظة مجملا
فيكون المعاني ايضا كذلك ومن قال بعدم وقوعه قال بان المبهم منه مجمل
بالمقصود والمبين لطول بلا فائدة فان البيان يكفي للمقصود وقد يكون المبهم
قد يكون مودعا للمقصود كما في التورية كقول الصديق رضي لرسول الله
صلى الله عليه وسلم رجل يهديني السبيل والمبين قد يكون ابلغ من البيان
على ان القرينة قد تكون حالية ومن قال بعدم وقوعه بين الضدين
قال ان التضاد تنافر والاشتراك توحد فيلزم التضاد قلنا توحد في اللفظ
وتنافر في المعاني فلا تضاد وايضا قال واذا اريد الضد ان من اللفظ
فيجتمعان في الذهن وهو محل واحد قلنا ان التضاد من خواص الهويات
العينية ولا تضاد في الصور ثم قد يقال بالاستدلال على وقوع المشترك
انه لو لم يقع لخلت اكثر المعاني من الالفاظ لعدم تناهيها وتناهي الالفاظ
تأليفا من حروف متناهية والمركب من المتناهي متناه وحينئذ يسد باب
التعليم والتعلم مع انه مفتوح بالضرورة وهو مدفوع لما قيل انا لا نسلم ان المركب
من المتناهي متناه مطلقا بل اذا كان بمراتب متناهية ولا نسلم تناهي المراتب
فان تناهي المراتب في عالم التعليم والتعلم معلوم اذ لا يوجد لفظ زائد على
عشرة احرف مثلا في ذلك العالم فاذا وجدنا الانضمامات الى عشرة يلزم التناهي
كما لا يخفى على من له فهم مستقيم بل مدفوع اولا بما اقول بتوفيق الله تعالى

لانتزاع امور متخالفة كذلك يفيد اختلاف المراتب الباعثة لاختلا
الانتزاعيات فلا يلزم التجويز بلا مرجح ولا اتحاد السواد الا شدوا الا ضعف
بحيث لا يكون بينهما امتياز اصلا والمتامل يكفيه هذا القدر من البيان
لا يحتاج الى زيادة التوضيح فاعلم وان كثر معناه فان وضع لكل ابتدا
اى بلا تخلل النقل فمشترك فقيد الوضع للكل خرج الحقيقة والمجاز وبقيد
الابتدا خرج النقل فان المنقول اليه ايضا موضوع له كما قيل وانما قيد
حتى بين الضدين وقع فى المشترك اختلافات الاول انه يكون اولا
والثانى بعد تسليم الامكان واقع اولا والثالث بعد تسليم الوقوع هل واقع
بين الضدين ام لا ويدفع هذه الاختلافات كلها وقوع لفظ الدر للحيض
والطهر على سبيل الوضع ثم لا بد من ازاحة اقوى شبهات المانعين
ممن قال بعدم امكانه قال لو امكن لزم التفات النفس فى ان واحد
الى شيئين بالتفصيل وهو باطل بيان الملازمة ان المشترك اذا اطلق
فاما ان يلاحظ بعض المعانى دون بعض يلزم الترجيح بلا مرجح او لا يلاحظ
اصلا فذلك ايضا باطل فان الوضع للاستعمال فلا بد له من الملاحظة بالضرورة
فبتعين ملاحظة جميع المعانى فاما ان يكون بالاجمال فذلك ايضا باطل فان
ملاحظة المعانى بالاوضاع المتعددة المفصلة لا بد ان يكون على التفصيل
ودفعه بوجهين الاول ان بعض المعانى يكون اشد مناسبة بالذهن فيكون

ويحكله اليها حتى ان الاوهام العامة ذهبت الى انه متألف منها وهذا

معنى كون احد الفردين ازيد من الآخر الا ان امثال الاضعف في الاشد

لا يكون متباينة في الوضع وفي الازيد متباينة فيه لكونها اجزاء مقدارية

بخلاف الاول وفي قول المصنف اشارة الى ان مراتب الكيفيات

بسائط لا تركيب فيها وكذا مراتب المقادير بسائط اذا كانت متصلات

فلا تركيب فيها من الاجزاء المقدارية والمقام الثاني وهو ان عدم المشائين

في ابطال ما قال به الاشراقيون كما ذكرنا باطل فانهم تمسكوا فيما اقاموه

البرهان انقطع عليه وهو ان يكون السواد الاشد مغايرا بنفس ذاته ومرتبته

من غير ان يضاف اليه شيء للاضعف وما قالوا في بيانه انه يلزم الجميع بالجميع

في اشتراع امثال الاضعف من الاشد دون الاضعف مع اتحاد بنشارة

فيها وهي الماهية او يلزم اتحادهما بحيث لا يتمايزا صلا فهو قوي فان الاتحاد

بالذات والتفاوت بحسب المراتب وكل مرتبة بجاعل خاص يخرجها من كتم

العدم الى الوجود هو المرجح لاشتراع الامثال من الاشد دون الاضعف

وهو الباعث لاخراج المراتب المتغايرة من الماهية الصالحة للتمايز بحسب

نفس ذاتها الى عالم الكون فنسبة اختلاف المراتب ليست عند الاشراقيين

كنسبة اختلاف الوجودات الى الماهية الواحدة على طريق المشائين

فكما ان الجاعل على طريقهم يفيد الوجودات المتخالفة لماهية واحدة وتنشأ

فيلزم كون الزائد ناقصا وبالعكس بل يلزم استحالات غير محدودة كما لا يخفى
على المتامل واما ان يكون بازاء كل جزء منه امر خارجي فيتعدد الخارجيات
بحسب تعدد الاجزاء في غير متناهية بالكلية لانه يلزم انحصار الغير المتناهي
بين الحاصرين وهو باطل وايضا يلزم الاجزاء التي لا تتجزى
وبالجملة فيه ايضا يلزم مفاسد غير محدودة فتعين الشق الاول لكونه
منشاء للزيادة الخاصة وهو المطلوب من ثبوت التشكيك
في نفس الماهية ولكان لا تتوقف الدليل على المقدمة المعدة
بان تقول من الراس ان زيادة نصف الذراع على ربعه
منشاءه ماذا اما الماهية فهو المطلوب او جزء لها وبيانه
مر او امر خارج عنها منتزع او منضم او منفصل في الانتزاعي
يعود الشقوق فلابد من الانتهاء الى احد الشقوق الباقية وعلى
صورة الانضمام والانفصال لا يكون امرا واحدا في كل جزء
الا يلزم كون الزائد ناقصا وبالعكس فان وجود المنشاء
مصحح لانتزاع الزيادة الخاصة في كل جزء بل يكون متعددا بحسب
تعدد الاجزاء فيلزم المفاسد وهذه طريقة حسنة لاثبات
التشكيك في الماهية فاقتنها ومعنى كون احد الفردين اشد
من الآخر انه بحيث ينتزع منه العقل بمئونة اقل او اضعف

يعني عدم صحة انتزاعها عنه وهو يؤول الى الترجيح بلا مرجح او مع امر زائد عليه
فيرجع الى الشق الاول ويلزم ما لزم عليه كما لا يخفى على الذهن الثاقب
والذهن وضح لدي بفضل الله تعالى وتوفيقه في هذا المطلب الجليل الشان
هو ان التشكيك في الماهية هو الحق ومازعمه المشاؤن في البطلانه باطل فلا بد
حلينا اولا من ايراد الدليل الذي لابمازجه سفسطة ثم ثانيا انحلال عقدة التشكيك
الذي عرض ليهم فنقول مقامان الاول اقامة الدليل على هذا المطلب وبيانه موقوف
على تمهيد مقدمة جلية واضحة وهي ان الامور اعيات النفس الامرية التي لا يتوقف
على ذهن من الاذهان لا بد ان يكون منشأ وما موجودا في الخارج لا يتوقف على وجود
امر في الذهن واعتباره وهذا جلي لمن له ادنى تامل وبعد ذلك نقول انا اذا فرضنا خطا
متصلا بمقدار ذراع مثلا ننقول صحة زيادة نصفه على ربعه وصحة زيادة ربعه على ثمنه
امر واقعي انتزاعي ثابت في نفس الامر لا يتوقف على وجود ذهن من الاذهان فينشأ
لا بد ان يكون امرا خارجيا بحكم المقدمة المذكورة فنقول اما ان يكون نفس الماهية وجزءا
او خارجا عنها على الاول والثاني ثبت المطلوب لما على الاول فظهر واما على الثاني
فلان الجزء اما بنفس ماهية منشأ له فهو المطلوب او باعتبار جزء منه فيلزم التسلسل في
الخارجيات او بواسطة امر خارج عنه فيعود بابطال الشق الثالث اما الثالث
فبيان بطلانه ان الامر الخارج منشأ لصحة انتزاع الزيادات الخاصة
في الاجزاء الانتزاعية منه اما امر واحد في الخارج مشترك بين جميع الاجزاء بعد الانتزاع

ن الجسم الاسود الذي قام به السواد الشديد اذا انتزع عنه امثال
الاضعف فبالنظر الى كل مثل منه يصدق الاسود على الجسم المذكور مشكلا
اذا كان فيه عشرة امثال للضعيف فيكون الصدق بعدد تلك
العدد في ذلك الضعيف مرة واحدة ولا يوجد هذا في صدق السواد على
المبدء المذكور فان سواديته بالنظر الى نفس ذاته لا يكون باعتبار امور انتزاعية
متغايرة عن ذاته ووجوده نعم فيه يتعدد الصدق بتعدد الموضوع فان لكل امتزاع
موضوعا على حدة فالمراد بهذا زيادة الصدق بالنظر الى موضوع واحد
فح يحصل الجواب عن النقض باختيار شق الزيادة في الاسود الاشد
واختيار ان الامر الزائد خارج وهو المبدء فان قلت فيتحقق التشكيك فيه
علت كلا فانه ذاتي لزيد مثلا غير محمول بنفسه على موضوعه فلا يأتي التشكيك
بالمعنى الذي مبناه فيه بل ذلك يورث التشكيك في العرضي المأخوذ عنه
ولا يلزم ان يكون كل ما به الاختلاف مشككا والاعتراض مثلي من قبل الاشراقيين
بالكل باختيار الشق الثاني من الترديد الاول وقولهم لم يكن بينهما فرق ممنوع
بل الفرق قد يكون بتفاوت المراتب بلا زيادة امر ونقصانه فالسواد نفسه
بلا انضياف امر اليه زايد في السواد الاشد ونا قص في الاضعف وجواب
ان يشار امتزاع امثال الاضعف امكان يكون بنفس الماهية فهي موجودة
في الاضعف فيلزم عدم الفرق والا يلزم تخلف الامتزاعيات عن المنشأ

فذلک باطل بما مر وامّا بالنظر الی معروضه کالجسم فهو غیر محمول علیه
والمشکک لابدان یکون محمولا فاذن یکون التشکیک فی العرضی ای
الخارج المحمول کالاسود مثلا هذا هو الذی قال به المشاؤن والاعتراض
علیه من قبل الرواقیین بوجهین الاول النقض بالاسود فان الدلیل المذکور
جار فیه من اوله الی آخره واجیب بان مرادهم بالتشکیک فی
الاسود هو التفاوت فی مشار الصدق وهو السواد ولاشک ان السوادات
مختلفة بالضرورة ففی محل مشار صدق الاسود السواد الشدید وفی
محل السواد الضعیف ولا یوجد ذلک فی محل السواد علی السوادات
فان مشاره نفس ذات السواد وبسیطه نظر فان مشار صدق
الاسود نفس السواد فان مشار المشکک مطلق عن قید الشدة والضعف
لایقال ان المشار مختلف بمعنی الاقتران بالمختلفات لا فی نفس کونه مشارا
لانا نقول یوجد مثل ذلک فی حمل السواد علی السوادات وغایة التفصی
ان یقال مرادهم من الاختلاف فی جهات الصدق الاختلاف فی علة الصدق
او الاختلاف فی ان یکون نفس الصدق زائدا فی بعض وناقصا فی بعض
بیان الاول ان حمل العرضیات مسلمة بالبداهة وهی مختلفة وان
لم تختلف فی نفس کونها مبدء لتحقق التشکیک فی الاسود لانه
السواد بالنظر الی السوادات فانه ذاتی لها غیر معلل بعلة وبیان الثانی

Bodleian Library

وللبعض الآخر بالنظر الى غيره كالصور فان ثبوتها للشمس بالنظر الى ذاتها
وللارض بالنظر الى الغير والاشدة عبارة عن كون احد الفردين بحيث ينتزع
عنه العقل امثال الآخر غير متمايزة في الوضع والزيادة كذلك الا ان
الامثال فيها كما سياتي متمايزة فيه ولا تشكيك في الماهيات
ولا في العوارض بل في اتصاف الافراد بها فلا تشكيك في الجسم فلا
في السواد بل في اسود اما لانتفاء الاولين فلان تحققهما في الماهية
يستلزم المجهولية الذاتية كما ينطق عليها معناهما واما الاخيران فوجه
انتفائها عن الماهية ان الاشد والازيد اما ان يشتملا على شيء لم يكن
في الاضعف والانقص او لا على الثاني لم يكن بينهما فرق وعلى الاول فما لك
اما داخل في حقيقة الاشد والازيد او لا على الاول يكون الاشد والازيد ماهية
مباينة للاضعف والانقص فلا يكون اذا تشكيك فان المقول بالتشكيك
ماهية واحدة فان السواد والبياض لا يكون بينهما تشكيك مع حصول الاختلاف
بينهما على الثاني يكون التشكيك في الامر الخارج لا في نفس ماهية الاشد والاضعف
فيلزم التخلف عن انا نجزم الكلام بمثل ما ظننا في ذلك الامر الخارج فيلزم
التسلسل وحينئذ لا يكون التشكيك في الماهية كالجسم مثلا ولا في العارض
اي المبدء القائم بالشيء كالسواد مثلا فانه ان كان معقولا بالتشكيك فاما
ان يعتبر تشكيكه بالنظر الى افراده التي يكون ذواتها كالسوادات

واحد من الجزئيات ليكون الوضع عاما والموضوع له خاصا كوضع اسم الاشارة
فان الواضع لاحظ امرا كليا وهو ان يوضع كل لفظ يقال بالاشارة جزئيا
ويوضع اللفظ المتعلق بالجزئيات كذا بان يلاحظ اللفظ بازاء ذلك الامر
العام الذي يقبل مرة افراده فيقال هذا وضع عام وموضوع له كذا بخلاف الوضع
الخاص عما ذكر فانه ما لاحظ في وضع عام بان لا يلاحظ الواضع الامر
العام للموضوع له او افراده فلم يبق حينئذ شق الاشق ان يكون الواضع
يوضع لفظا بازاء امر خاص شخصي او نوعي لا يقبل مرة للافراد الموضوع له او افراده
فح لا يكون موضوعا له الا خاصا البتة بل لا يمكن ان يكون عاما بالمعنى المذكور
بان يكون الموضوع له يقبل مرة للكثير والا يلزم التناقض هذا تنقيح وتوضيح
لما في الحاشية فافهم وبدونه متواطئة ان تساوت افراده في الصدق
ليس المراد بالتساوي فيه عدم التفاوت مطلقا فانه محال بل المراد من
التفاوت المسلوب فيه هو الذي اعتبر في قسيمه اعني المشكك كما سياتي
والا اي وان لم يوجد التساوي فمشكك وحصروا التفاوت في الاولية
والاولوية والشدة والزيادة والحصر في الاربعة ليس الا بالاعتبار
والا فاصطلاح لا غراض مقصودة لهم اما الاولية فمعناها ان يكون ثبوت
الكلي لبعض الافراد علة لثبوته للبعض الآخر كالوجود فان ثبوته لزيد علة لثبوته
لعمرو ابنه واما الاولوية فمعناها ان ثبوت الكلي لبعض الافراد بالنظر الى ذاته

فائدة موضوع لما هو جزئي محسوس فالمتكلم والمخاطب يقتضيان ظاهرا والغائب لما
لو جعل مرجعه مشخصا فهو ايضا ظاهر بقي الكلام في ضمير الغائب اذا جعل مرجعه امرا كليا
كما تقول الانسان كلي فهو مقول على كثيرين في نفس ذاته فانه ليس بجزئي
حقيقي البتة اقول وبه يسقط ما اجاب به السيد قدس سره في حاشيته شرح المختصر
ان الضمير الغائب راجع الى المذكور والمذكور ربما هو مذكور لا يحتمل الشركة فان هذه
الجهة المخصوصة لا اعتبار في المرجع كما تقتضيه الضرورة ولو اعتبر لم يمكن عليه
حمل الكلي والحق في الجواب ان يقال ان المصنف ربما اراد بدخول المضمرات
في الجزئي الحقيقي جميع اصنافها واشخاصها بل حكم بالدخول بالنظر الى
الاكثر والغالب في هذا الاستعمال الذي ذكرنا متواطأ ومشككا في دقة
هذا التقسيم لم يورده تتميما لحاله اي فهم المتعلم بقي الكلام في ان
اسماء الاشارات والمضمرات اذا لوحظت الى معانيها المتعددة ففي
اي قسم تدخل اقول خارج من المقسم المعتبر هنا فان المقسم المعتبر مركب
الاحكام في الاول اللفظ المفرد بالنظر الى المعنى الواحد وفي الثاني اللفظ
المفرد بالنظر الى المعاني المتعددة بالاوضاع المتعددة نوعيا او شخصيا
في الوضع النوعي ايضا تتميم بحيث يشمل المجاز ايضا ثم الوضع العام معناه
ان يلاحظ الواضع امرا كليا ويجعله مرآة لملاحظة امور شكثرة ويعين اللفظ
بواسطة تلك الملاحظة فان كان عين في هذه الصورة لكل واحد

لعدم الحكم قال في الحاشية وما قيل ان من هذه علم لما وضع له حقيقة
وليس هذه حرف وكذلك ضرب فليس بشئ فانه لم يقل به احد من
علماء اللغة وكيف يلزم ذلك في المهملات نحو جيق مهمل انتهى حاصله ان
من تتبع استعمال اهل اللغة اى اهل العرب لم يظهر له ان لفظ من له معنيان
حرفي واسمي ولو كان له معنيان وان كان احدهما منقولا عن الآخر
يظهر لنا حاله من تفحص كلامهم في استعمالاتهم والمستلزم التكلف
بان الحاكمين على الفاظ الحروف والمهملات يجعلون علما عند الحكم بعيد
عن شان المحصلين فلذا لم يلتفت اليه المصنف والاول اى الحكم على
نفس الصوت يجري في المهملات ايضا كما يقال جيق مهمل مدود مغلوب
مزيد وايضا ان اتحد معناه فمع تشخصه وضعا جزئي بهذا التقسيم بالنظر الى
المعنى الواحد وان كان ذلك في ضمن المتعدد فالجزئي والمتواطي
والمشكك يكون في اللفظ المتكثر المعنى فجامع الجزئي للمشترك والمنقول
كذا المتواطي والمشكك فالتغاير بين اقسام متحد المعنى ومتكثره بالاعتبار
واما بين اقسام كل واحد منهما فبالذات ويدخل فيه المضمرات واسماء
الاشارات فان الوضع فيها وان كان عاما لكن الموضوع له خاص
على ما هو التحقيق اى متشخص فتدخل في تعريف الجزئي
المذكور اما تشخص الموضوع له في اسماء الاشارة فظاهر

توضح الفرق فافهم والا فنواسيهم ومن خواصه الحكم عليه اى الحكم عليه عند
تصويره بكنهه والا فالحكم على المعانى الحرفية عند التصورات الثلثة الباقية
كما عرفت آنفا. نحو لم يضرب زيد من حرف جر وضرب فعل ماض لايراد فائدة الحكم
على نفس الصوت لا على معناه والمختص به هو هذا اى الحكم على المعنى من حيث
تصوره بكنهه والا فالحكم على المعنى يتصور فى الحرف ايضا كما يقال
معنى من غير مستقل وادخل للعنوان فى صحة الحكم وعدمها كما وهم فانه
تابع بحمل او بجعل فلو فرضنا عدمهما لايكون التفاوت فى صحة الحكم و
عدمها بالنظر الى المعنى ونظر الميرزائيين بالذات الى المعانى فهم انما
يفصلون الخواص والاحكام بالنظر الميها فلا يرد عليهم ما ذكر تمايز الخواص
والاحكام تمايز المعانى المختصة بها وطريقه ما بينا وهو الحقيق اللهم الا ان يقال
ان نظر الميرزائيين ايضا فى مبحث الالفاظ قد يكون موافقا لنظر اهل العرب
فى ذكر خواص الالفاظ بما اذا كان بالنظر الى المعانى فكون اللفظ محكوما
عليه بالنظر الى المعنى مع حفظه فى عنوانه خاصة الاسم واما الحرف فقد
يحكم عليه بالنظر الى معناه اذا غير عن عنوانه بان يقال معنى من لو الابتداء
الخاص وبالجملة ان لفظ من لايحكم عليه بالنظر الى معناه اذا عبر ذلك المعنى
فى محاوراتهم بلفظ من فمن جهة هذا التقييد تحصل الخاصة للاسم والا فهو
ما ذكرته فان فى هذا العنوان انما يكون علما لمعنى من يكنهه دون غيره فهو لمصح

لما يشهد به الوجدان السليم فالقول بأن معناها مستقل بالنظر الى المعنى التضمني
كلام ظاهري والتحقيق انه مستقل بالنظر الى المعنى المطابقي وليس كل
فعل عند العرب كلمة عند المنطقيين فان نحو امشي وتمشي فعل عندهم
وليس بكلمة عند المنطقيين لاحتمالها الصدق والكذب حاشيه ان نظر
المنطقيين لما كان قصدا الى المعنى لا الى اللفظ وصيغة المتكلم والمخاطب
معناه معنى القضية لاحتمال الصدق والكذب والقضية مركبة من الموضوع والمحمول
والنسبة في المعنى وفي اللفظ ايضا دلالة جزء على جزء المعنى فان التكلم
يدل على الفاعل المخاطب بالالف والنون على المتكلم والباقي على
الحدث فلذا عدوها من المركبات التامة الخبرية واخرجوا عن الكلمة
ونظر اهل العربية الى اللفظ قصدا ونبعا الى المعنى وفي اللفظ نظروا فيها
مثل الفعل ودلالتها مثل دلالته على الزمان ولشدة ارتباط الاجزاء
بعضها مع البعض في اللفظ كالمفرد عدوها من المفرد في اقسامه من
الفعل بخلاف يمشي فانه كلمة عند المنطقيين والعرب اذا لا يفهم منه معنى
المركب والقضية ما لم يصرح بالفاعل فان يمشي بلا ذكر الفاعل لا يفيد
معنى يمشي احد او زيد والا يلزم عند ذكرهما التاكيد وهو باطل قطعا في
محاوراتهم نعم في المخاطب عند ذكر الفاعل مثل تمشي انت وفي
المتكلم عند ذكره نحو امشي انا ونمشي نحن يفيد التاكيد قطعا في المحاورات

بين الموضوع والمحمول واذا لوحظا اقترانهما بامر واحد كزيد مثلا يبقى على استقلاله
واذا تقرر هذا فنقول ان الكون بمعنى واحد مستقل كمفهوم الملاصقة والمصاحبة
والملاقاة وهذا المعنى المستقل مبدء لكان الناقصة والتامة وانما عرض له
تقدم الاستقلال من جهة ربطه بين الشيئين كما في الناقصة ويبقى على
الاستقلال اذا نسب الى شيء واحد كما في التامة فقولنا كان زيد قائما
كقولنا صحب زيد عمرا واتصق بكر خالدا ولقي جعفر عمرا فكما لا يكون هذه الكلمات
ادوات كذلك لا يكون كان الناقصة ايضا اداة وما قالوا ان كان الناقصة انما
تدل على النسبة والزمان باطل قطعا فان اصل معنى الوجود المصدري
اي المعبر عنه بمعنى محفوظ فيه فاية ما في الباب عرضه النسبة كما في
الامثلة المذكورة فائما ان مشاركته مشاركة جميع الافعال المتعدية
فاصل معنى الحدث مستقل فيه ايضا فلا يخرج عن الكلمات فهذا الكلام
حقيق بالتامل الدقيق وتسميتها كلمات لتصرفها ودلالتها على
الزمان اعني على سبيل الجواز وقد ظهر لك حقيقة والافان دل بهيئته
على الزمان فكلمة واشتهر بينهم ان معنى الكلمة عندهم مركب من ثلثة
امور الحدث والزمان والنسبة الى الفاعل والظاهر من الزمان هو النسبة
اليه فلم يكن الكلمة عندهم مستقلة الا باعتبار معناها الحرفي وهو المعنى الذي يقتضي
وقد صرحوا به والحق ان معناها اسم اجمالي يحلله العقل الى هذه الثلثة

دالة على النسبة وبهيئتها على الزمان مثلا اى من الاداة فان كان مثلا
معناه كون الشئ شيئا لم يذكر بعد فمعناه الوجود الرابطى الذى هو النسبة التامة
الخبرية التى هى مرآة لتعرف حال الغير غاية ما فى الباب ان يكون مقترنا
بالزمان بل النسبة الى الزمان كما سياتى فتذكر معنى الحرفية بخلاف معنى
كان التامة فان معناه الوجود فى نفسه فيكون داخلا فى الكلمات
دون الاداة ولذا اجروا عليها احكامها من انها لا تكون محكومة عليها وبها
بانفرادها كغيرها مثلا واذا جعلوها من الروابط الزمانية قال بعض
المحققين ان الوجود الرابطى اعنى وجود النسبة التامة الخبرية الايجابية
والوجود فى نفسه متباينان بالذات بحيث لا يوجد بينهما امر مشترك ذاتى
لهما والوجود ان هما الكونان فان لفظ الوجود والكون مترادف وقال ان
الكون ليس معنى مشتركا بين الكونين كيف وهذا المعنى ان كان مستقلا كان
كونا فى نفسه لا لغيره وان كان غير مستقل كان لغيره لا لنفسه واقول فى
دفعه ان الامر المشترك مستقل فهو اذا اضيف الى امر واحد كزيد وعمرو
يكون كونا فى نفسه وكونا لهما واذا لوحظ بين امرين فى طريق النسبة
الخبرية يكون غير مستقل بسبب هذه الخصوصية وبالجملة ان طبيعة الوجود
المصدرى الذى يعبر عنه فى الفارسية بهستى امر واحد وهو المعبر عنه
بالكون معنى مستقل وملجقه عدم الاستقلال بسبب خصوصية لحاظه

معنى من او معنى من هذا او الابتداء الخاص معنى غير مستقل وعكسه واما
العلم الثالث فالوجه فيه لا يكون مرآة للغير الخ الذي كون وجه وملاصقا
علما بالوجه هذا الوجه اما ان يكون معنى لشيء مرآة لشيء آخر غيره او لا
فان كان مرآة فهو لغيره مستقل لا يصلح لان يحكم عليه وبه وان لم يكن فهو صالح
لما بقي العلم الرابع وهو مناط كون المعاني الحرفية غير مستقلة كونها
مرآة لتعرف الغير ومناط عدم صلاحية كونها محكوما عليها وبها
ولا مدخل فيها للعنوانات فانا اذا فرضنا رفع تلك العنوانات نجد
في تلك المعاني الاستقلال وعدمه والمرآتية وعدمها وصلاحية
كونها محكوما عليها وبها وعدمها نعم لبعض اللغات خواص وهي ان
انضمام بعض الالفاظ الى بعض الالفاظ الموضوعة لما يكون كاشفا عن
مرتبة من العلم لا يكون الانضمام الآخر كاشفا عنها بل عن مرتبة اخرى
من العلم ولهذا يظن ان دخل للعنوان كما تقول في لغة العرب سرت
من البصرة الى الكوفة ففي هذا الاستعمال والانضمام لا يتعلق العلم بمعنى
من الا العلم بكنهه فيكون غير مستقل البتة واذا قلت معنى من غير مستقل
او الابتداء الخاص كذلك فلا يتعلق العلم بهما الا العلم بالكنه او الوجه فهو مستقل
البتة فالقول بهذا التحقيق وهو ينفعك في كثير من المواضع والحق ان الكلمات
الوجودية وهي كان الناقصة واخواتها وهذه الكلمات بما وتها

الموضوع بازاء الحيوان الناطق فاذا اطلق لا يفهم منه الا ذلك المجموع و
لا يفهم معه شئ خارج عنه واما ابداع احتمال ان يكون هناك شعور فهو خارج عن
اللازم ولم يكن شعور الشعور فبعيد ساقط عن درجة الاعتبار وبيان نسبة
عدم استلزام المطابقة والتضمن للالتزام على ظاهر الامر الافراد والتركيب
حقيقة صفة اللفظ لانه ان دل جزؤه على جزء معناه فمركب وبسيط قولا موقوفا
والا فمفرد فقد اخذ في تعريفهما الدلالة وهي صفة اللفظ حقيقة فكذا ما هو
مركب منها وبحسبان كان مرة لتعرف حال الغير فقط فاداة وبهذا المعنى
كونه غير مستقل ومن لوازمه عدم كونه محكوما عليه ومن خواصه عدم
كونه محكوما به اقول بتوفيق الله تعالى وتوقيفه تحقيق المقام ان الحرفية
الحرفية التي تحمل مرة لتعرف حال الغير تتعلق بها علوم اربعة احدها
العلم بالكنه وبالوجه وبكنهه فهذه المعاني في العلم الاول لا تكون غير مستقلة
ولا تكون مرة لتعرف حال الغير فان المرتبة تقتضي الالتفات بالعرض و
كونها معلوما بالكنه يقتضي الالتفات اليها بالذات ففي هذه المرتبة يتعذر
عليه وبه وكذا لا تكون في العلم الثاني ايضا غير مستقلة بين بالبيان
ولا مدخل فيه للعنوانات التعبيرية نعم قد يكون العنوانات في مجاري
مداولاتهم وعرفهم كاشفة عن بعض انحاء العلم لعنوانا تها فلذا يظن ان
المعاني الحرفية في هذا العنوان مستقل وفي ذلك غير مستقل كما يقال ان هذا

فان فهم الجزء فی فهم الکل کانه ملاصق للوضع واما فهم الخارج فکانه لعلاقة زائدة

وتبل ذلک تلفظات ای لا فرد بها جوفا للاطالة وتلیها المطابقة وزاصرورة

علی طور اهل المیزان فان التابع لا یوجد بدون ... وجه ما فصلنا آنفا

واما علی طور اهل العربیة فالاستلزام تقدیری ولا عکس فان الموضوع له

قد یکون بسیطا لا لازم له کونه لیس غیره وکذا کونه شیئا او ما یصح ان یعلم

وامثال ذلک فیس مما یسبق الذهن الیه دائما لیلزم کون الالتزام لازم

للمطابقة واما التضمنیة والالتزامیة فلا لزوم بینهما فان المعانی البسیطة قد یوجد

لها لازم ذهنی والمرکبات قد لا یوجد لها لازم ذهنی اما الاول فلتلفظ المعنی اذ لا یرید

به العدم الخاص بحیث یکون التقیید فی اللحاظ فقط دون الملحوظ فلا یکون

خارج فی المدلول المطابقی ترکیب فان العدم والوجود وکذا اشباههما

معنی بسیط لا ترکیب فیه اصلا لا فی الذهن ولا فی الخارج کما تقرر فی موضعه

والضرورة ایضا شاهدة به والتقیید والقید لازم ذهنی له فیتحقق الالتزام

بدون التضمن فان قلت لفظ المعنی موضوع فی لغة العرب لمعنی العدم مع

التقیید فلم یثبت المدعی قلت لیس کلامنا ههنا فی لغة العرب خاصة

ولیس کلامنا مبنیا علی محاورة قوم فقط بل فی ان هل یوجد لفظ بازاء معنی

بسیط له لازم ذهنی فاذا عینا لفظ المعنی للمقید من حیث انه مقید علی طریق

لا یکون التقیید والقید داخلا فی المدعی واما الثانی فی فلتلفظ الانسان

فانه قياس مع الفارق فان الجوهر عبارة عن عدم الشئ في الموضوع
فاذا عدم الجزء عن المحل عدم ما هو مركب منه من ذلك المحل والتلفظ امر وجودي
اذا ثبت بهذا لا يلزم ان يثبت لما هو مركب منه ومن جزء آخر لا يكون من
جنس اللفظ والحق ان الدلالة المعتبرة في المجازات داخلة في
المطابقة فان هذه الدلالة قصدية كما هو الظاهر من تعريفها باللفظ المستعمل
في غير ما وضع له اللهم الا ان يعم الاستعمال للقصدي والتبعي فح تتنوع
على نوعين كما القصدي فداخل في مطابقة واما التبعي فينقسم ايضا الى نوعين
تضمن ان كان بالنسبة الى الجزء والتزام ان كانت بالنسبة الى
الخارج وبعد ظهور العلاقة يتصور اللزوم الذهني ايضا وقد طلبنا الكلام في هذا
المقام ليفيد للناظر بصيرة قيل الالتزام مجهور في العلوم فانه عقلي
ليس المراد بالعقلي ما مر فان الالتزام لا يلزم ان يكون فيه دلالة على الاثر
او الموثر او على اثري موثر واحد بل المجازات التي تكون باعتبار الاول او
ما كان اذا كانت فيها قرائن واضحة كما ذكرنا فيها دلالة الالتزام اذ فهم
غير الموضوع له تبعا بواسطة تلك العلاقة الظاهرة وليست تلك الدلالة
عقلية بل المراد بالعقلي انه ليس بواسطة الوضع فما ان يراد به انه ليس كيف دخل
فهو ممنوع وان اريد به الدخل التام فيتوجه النقض بالتضمن كما قال المصنف
ونقض بالتضمن اللهم الا ان يتكلف ويقال ليس عقلية التضمن كعقلية الالتزام

تمام المعنى الموضوع له ولا يتضمن لانه لم يعتبر فيه القصد وانتفاء اللزوم
ظاهر وجوابه بما مر من انه مطلقا وقد تحقق فيه الوضع اعني الالتزام
الشامل للجائزات يعني اذا تعين من الواضع ان اللفظ اذا لم يصح استعماله
في مقام في المعنى الموضوع له فيعدل عنه ويستعمل في معنى مناسب
آخر وهذا نحو من التعيين وبهذا البيان ظهر فساد من ادخل المجازات في
اللازم وخيالا اختلال الحصر فان المجاز المستعمل في ما يجوز ان يعين فيه الاستعمال
ادخل هذا النوع من المجازات لتلك الدقيقة في المغايرة فيدخل سائر انواعه
فيها الا ان يغير عبارة الدلالة بالنظر الى المعنى الموضوع له حقيقة وجيئذ
يرد الاشكال بقول المصنف ولا بد من علاقة عقلية او عرفية
قال العلاقة العقلية والعرفية هو اللزوم الذهني عقلا او عرفا ولا يلزم في
المجازات فان السبب مثلا ينتقل منه الى المسبب باللزوم العقلي او
العرفي واذا اعتبرت القرينة معي قد تكون خفية فلا ينتقل منها السبب بالعلاقة
العقلية او العرفية الا ان يقال انما يتحقق الدلالة في المجاز الذي خفيت قرينته بعد
ظهورها وبعده تحقق العلاقة المذكورة ولا يخفى ما فيه ان اعتبار القرينة يخرج
الدلالة عن اللفظية فان القرينة قد تكون حالية فانا جعلناها داخلة في الدال
بل قلنا بانها شرط للدلالة ولا ملتفت الى ما يقال في جواب ما قيل
ان المركب من اللفظ وغيره لفظ كما ان المركب من الجوهر والعرض جوهر

لدلالة بالعرض ولا بالعرض تابع ولازم لها بالذات حقيقة الترتب اذ يقال

تحته ترتبها او خاصها ان حركة الجالس تابعة لحركة السفينة ولازمة لها فلفظ التابع

اللازم متعارف في كلامهم اعني الثبوت بالعرض فاما لفظ اللازم

ظاهر هنا التحقيق انه عكس ما قاله الشرح واعلم ان ههنا بحثا وهو ان اهل الميزان

بينهم لم يعتبروا في الدلالة القصد بل الفهم فقط فدلالة اللفظ الموضوع للمعنى

المركب على الاجزاء المفهومة في ضمن المعنى المركب بحيث لم يتعلق القصد

بها بالذات تضمنية واهل العربية اعتبروا القصد فلا تكون تضمنية عندهم والحق

مذهب اهل الميزان فان على مذهب اهل العربية يبطل حصر الدلالة في التضمنية

الميزانية لا تدخل في شيء من الدلالات لا يقال انها خارجة عن المقسم

فان القصد داخل في الدلالة لانا نقول الافادة انما تتم بالدلالة وفهم المعنى انما

انما يتم بها ولا شك ان في الصورة المذكورة كلاهما متحققان فلا بد من القول

واخراج بعض انحاء الافادة وفهم المعنى من الشيء من الدلالة تخصيص بلا مخصص

وادعاء الاصطلاح فيه لا يليق بشان المحصلين ولا يخرج دلالة اللفظ على جزء المعنى

قصدا من الاقسام فان ذلك تجوزوا المجازات داخلة عندنا في المطابقة لا في

الالتزام كما زعم بعض المحققين والمراد بالموضوع له اعم من ان يكون وضعا

شخصيا او نوعيا والوضع النوعي موجود في انواع المجازات كما سيأتي

وعلى الخارج التزام وقيل بان اللفظ اذا اريد به جزء المعنى فهو لا يكون مطابقة لا ...

فيه خصوصية ظرف دون ظرف لو حصل ذاته تعالى في الذهن لم يتبدل
الموضوع له وكذا في الجزئيات المادية لو حصلت ذواتها في الذهن لم يتبدل
الموضوع له وعلى هذا القياس المفهومات الانتزاعية كالفوقية والتحتية وغيرها
فان معانيها لو فرضنا حصولها في الخارج لا يتبدل الموضوع له قطعا وكذا في غيرها
وتنظير ما يقال في تحصيل معنى الكلي ما لا يمنع العقل نكثره في الخارج مع ان
الكليات الفرضية كالا شيء يستحيل عند العقل نكثره فيه لكن المفهوم من حيث
هو لا يابى عنه كذلك معاني الالفاظ موضوع لها من حيث ذاتها مع عزل اللحظ
عن خصوصيات الظروف فهي من هذه الجهة لا تابى عن حصولها في الخارج
والذهن وان كانت تابى عنه من جهة اخرى فالمعتبر هذا التحقيق فلا دلالة للفظ
على تمام ما وضع له من تلك الجهة مطابقة في التقييد بالجهة اشارة الى وضع
الاشكال المشهور وهو ان اللفظ مثلا اذا وضع للملزوم واللازم وارد الملازم
من جهة انه لازم للملزوم او وضع له يكون الدلالة حينئذ التزامية فلم يتصور في
المطابقة هذا التقييد يتنقض بها فاذا اعتبر رفع النقض وعلى جزء التضمن ويتبع
لازم لها في المركبات وهذا اولى مما قاله في بعض الكتب ان التضمن والمطابقة
متحدان بالذات وقيل انه تابع ولازم لها فيجوز ان يوضع فان دلالة اللفظ على
الكل مطابقة وهذه الدلالة من حيث انها دلالة على الاجزاء تضمن فلا يعتبر فيها دلالة
اخرى لتكون تابعا ولازما فتقويم بالتبعية لما ذكرنا [illegible] زمان هذه الدلالة

فيكون هي الموضوع لها اعلم انهم اختلفوا في الموضوع له للالفاظ فقيل الصورة
الذهنية التي حاصلة في الذهن وفيه مع انه لا يستلزم المدعى فان الطبائع
من حيث هي ايضا حاصلة فيه انهم الا ان يراد به الحصول الشخصي بالذات
نقول بالمنع ونستند بان الموضوع له لابد ان يكون ملتفتا اليه بالذات
كما ترى في الوضع العام للموضوع له الخاص ويمكن ان يكون حاصلا
بالذات على ان من المعاني ما لا يوجد في الذهن لانحفاظ الباري تعالى و
تقدس بالجزئيات الشخصية سيما المادية فضلا عن الالفاظ الموضوعة بازائها
وقيل الاعيان الخارجية لانها مناط الاستعمال والملتفت اليها بالذات حتى
مع انه منقوض بالطبائع من حيث هي فان الاستعمال والالتفات يجري
فيها اكثر من الاعيان نحو الشكل بالالفاظ التي لا يوجد معانيها الا في الذهن
كالعلم والاسود اعيان والمعقولات الثانية نحو النسبة والاضافة يمتنع ان يقال
الالفاظ موضوعة للعين الخارجي كاسم الله تعالى واسماء الجزئيات المادية وبعضها
للمعقولات الذهنية كلفظ العلم وبعضها للطبائع من حيث هي هي كلفظ الانسان
والفرس حتى يراد بقول المصنف موضوعة للمعاني من حيث هي هي ان لا يؤخذ في موضوعيتها
العين الخارجي فقط او الذهني كذلك كما يقتضيه المقابلة بما يجب
ابجلي من النظر والنظر الدقيق يحكم بان الموضوع له في الكل نفس الشئ
من حيث هي هي فاسم ذاته تعالى موضوع بازاء نفس ذاته ولا يلاحظ

والمسكن وغير ذلك كثير الافتقار الى التعليم والتعلم لان تحصيل الاسباب
المذكورة لما كانت بعضها بحيث لا تتاتى الا بفهم ما فى ضميرهم والدلالات
الطبيعية والعقلية لا تفى بالفهم على الوجه المطلوب اعنى الوجه المفصل كما يقتضيه
التخصص وكذا لا تفى الاشارات والحركات بالدلالة على المعانى العقلية
بالصرفة وكانت اللفظية الوضعية اعمها واسهلها قلبا الاعتبار وكسر فيه
امر الهى وهو ان الله سبحانه وتعالى وضع اصول الالفاظ بازاء معانى لا تعد
ولا تحصى ثم علم آدم الاسماء كلها وتعلم منه بنوه بمدارسة العالمات بواسطة
او بلا واسطة واشتهرت من حيث الدلالة فيما بينهم فى كل درجة و
طبقة فالشهرة كانت اسهل الماخذ واما العموم فلما بينا انه لم يشترك بحيث
تتاتى معنى من المعانى المستعملة عندهم للا وضع اللفظ بازائه وكل من الالفاظ
الموضوعة لمعان مشتهرة بينهم فكانت اللفظية الوضعية اشمل الدلالات
واسهلها ومن ههنا اى لما ثبت كون الانسان محتاجا الى التعليم والتعلم
وذلك بالدلالة الوضعية واذ كل منهما انما يكون للافادة المعانى من حيث
هى هى دون العين الخارجى والذهنى والاستفادة انما تكون بين ان الالفاظ
موضوعة للمعانى من حيث هى هى دون الصور الذهنية او الخارجية لما قبل
وذلك لان الغرض من وضع الاستعمال فلما كان مناط الاستعمال المعانى
من حيث هى كان مناط الوضع ايضا كذلك كما هو الظاهر

بالفرض او بالعکس لانا نقول کلامنا بعد حصول ہذا المفہوم فی ذہن زید
وہو ممکن بالبداہۃ فیستفسر ماذا احالہ فی العلم والجہل بالمعنیین المذکورین
المتناقضین فی نفس الامر وحینئذ لا دخل لفرض الفارض وہذا ظاہر لمن لہ
ادنی تامل وتعین الافادۃ ای افادۃ ما فی الذہن انما ہو بالدلالۃ وہی کون الشیء
بحیث یعلم منہ شیء آخر وہی بالاستقراء منحصرۃ فی ثلثۃ اقسام اولیۃ وقسمہ
الاول منہا عقلیۃ لعلاقۃ ذاتیۃ ای علاقۃ التاثیر متشاملۃ دلالۃ الاثر علی المؤثر
وبالعکس ودلالۃ احد الاثرین علی الآخر بمناسبۃ بحصل بالعلم
ومنہا طبیعیۃ باحداث الطبیعۃ الدال عند عروض الثانی تذکر الاول ج
علی السوال ورکض الدابۃ علی مشاہدۃ العلف وکل منہا لفظیۃ وغیر اللفظیۃ
فہذہ ستۃ اقسام والتمایز بین الکل ظاہر الا بین العقلی والطبعی من
غیر اللفظی فانہما متحققان فی مادۃ واحدۃ کالمثال المذکور وکسرعۃ البعض
الدالۃ علی المجی فان الدال اثر فیہا للمدلول والحق ان بینہما تغایر
بالجہات ضروری فمن جہۃ التاثیر ودلالۃ عقلیۃ وان قطع النظر عنہ ولوحظ
من جہۃ احداث الطبیعۃ فدلالۃ طبعیۃ کما فی الدلالۃ اللفظیۃ الطبعیۃ
فانہا ایضا لا تخلو عن التاثیر ولکن بتغایر الجہات لا اشتباہ ہہنا
ایضا واذا کان الانسان مدنی بالطبع ای یحتاج فی معیشۃ الی ابناء جنسہ
وہو اجتماع مع بنی نوعہ لتعاون نوادہ بتیسار کوا فی تحصیل الغذاء

عدم مع بالعکس فی نفس الامر هذا المفهوم من المفهومات وکل
مفهوم فهو فی نفس الامر اما موجود او معدوم بحکم المقدمة الاولی فاذا کان
موجودا فی نفس الامر هذا المفهوم یکون معدوما فیها بناء علی الفرض
وبالعکس ایضا فینتج لزوم اجتماع النقیضین المستحیل بسبب امر واقعی
وجود ذلک المفهوم فی نفس الامر بالفرض الغارض او عدمه
لذلک وانما قلنا بما مر باختیار انه معدوم بالذات بالفعل وموجود
بحسب الفرض فان الاستلزام فرضی فاختلف الامکان وبه یندفع
شبهة اخری وهی انا فرضنا معدوما لا یمکن تحققه اصلا لا فی
الذهن ولا فی الخارج لا بالذات ولا بالعرض فهذا المفهوم
لا یخلو فی نفس الامر اما معلوم او مجهول علی الاول امکن تحققه
فان العلم عبارة عن حصول صورة الشیء فی الذهن وهو نحو من تحققه
ولو بالعرض فیلزم اجتماع النقیضین وعلی الثانی ایضا یلزم
صحة تحققه وان کان بالعرض فان المجهولیة وصف یمکن علیه بها
وبالجملة ذلک المفهوم لا یخلو عن النقیضین یمکن علیه احدهما
وجد اندفاعها بما مر بان هذا الشیء ممکن التحقق بالذات ولو بالوجه
العرضی لا بسبب الفرض فقط وممتنع التحقق بالفرض فلا استحالة نعم
فی هذا المقام شبهة قویة اخری لا تحل بالتامل الا بانظار الابتائیة والله تعالی

انه معلوم بوصف الجهولية بالذات بالفعل ومجهول مطلق بالعرض بان
يعرض سلب حصوله مطابقا في الذهن حتى يوصف الجهولية ايضا كما ان
زيدا الانسان بالذات وفرضناه حمارا فهو حمار بالعرض فالحكم وسلبه
باعتبارين فباعتبار انه معلوم بوصف الجهولية اتجه الحكم عليه وباعتبار
انه مجهول بالعرض اتجه سلب الحكم عنه فلم يتحقق شرط التناقض ولو قرر
بالعرض بالعين فتحرير جوابه ان المجهول المطلق معلوم بالذات
يتجه الحكم عليه ومجهول مطلق بالعرض يعني ان العقل يحيل مفهوم
المجهول المطلق عروضا للحقيقة التي هي مجهول مطلق وان كانت محالا
فالحكم على العنوان الحاصل في الذهن وسلبه بالنظر الى المعنون
وهذا العنوان عرضي للمعنون فاتجه اليه الحكم بالنظر الى ذاته الحاصل
وسلب الحكم باعتبار الاتحاد العرضي مع المعنون
والظاهر هو التقرير الاول للجواب به يندفع المناقشة المشهورة وهي
موقوفة على تسليم مقدمتين بديهيتين الاولى ان كل مفهوم سواء
كان واقعيا او فرضيا لا يخلو عن النقيضين كالوجود والعدم
في نفس الامر والثانية ان كل حال للشيء يجب لنفس الامر مع قطع النظر
عن فرض الفارض فلو لم يستلزم المحال فان المستلزم للمحال
محال بالضرورة وبعد ذلك نقول اذا فرضنا شيئا يستلزم وجوده

استعمال هذه الكلمات واقع في هذا المقصود ايضا ففي الاول يكون
المقصود التميز الشخصي مثلا اي التعيين من بين الاشخاص وفي
الثاني التميز الكمي اي التعيين من حيث المقدار او العدد وفي
الثالث تميز الكيفية اي تعيينا من جهة الصحة او المرض مثلا وفي
الرابع تميز المكان اي تعيينه من المسجد والسوق وفي الخامس
تميز الزمان اي تعيينه من اليوم والامس او منذ درجة في اهل
التركيب ان كان المقصود منها التصديق وهو ايضا قد يكون مقصودا
منها التصورات قدمنا ايضا اي ذكر المتقدم طبعا المتقدم
الطبعي عندهم عبارة عن كون الشئ محتاجا الى شئ بحيث لا يكون
المحتاج اليه علة تامة للمحتاج وههنا التصورات كذلك بالنسبة
الى التصديقات ضرورة احتياج التصديق الى التصور فان
المجهول المطلق يمتنع عليه الحكم اذ الحكم لا يتصور بدون الالتفات
الى المحكوم عليه مثلا ولا يمكن الالتفات بدون التصور قيل
عليه اي في قوله المجهول المطلق يمتنع عليه الحكم حكم فوكذب تحريره
ان هذا القول فيه حكم باستناع الحكم على المجهول المطلق فقد
اجتمع عليه الحكم وعدمه وهو اجتماع النقيضين وحاصله انه
معلوم بالذات ومجهول مطلق بالغرض الظاهر هو الفاسد يعني

یکون مطلب البسیطة مقدما علی المرکبة مطلقا اقول باللہ التوفیق
الانسب ان نقسم البسیطة الی ثلثة اقسام الاول قسم لطلب
الحمل الاولی فان الحمل الاولی قد یکون نظریا فلا بد لہ من مطلب
الاتی ان الانسان مثلا اذا فرضنا عدم تصورہ بالکنہ یمکن لنا السوال
بانہ ہل حیوان ناطق ام لا والثانی ما یکون طالبا لمرتبة تقرر الماہیة اعنی
ہی عبارة عن نفسہا التی ہی اثر الجعل البسیط بالذات وہو لف بالتبع
کما یقال ہل العنقاء مقرر فی الخارج وہذا التقریر وان کان ملازما للوجود
لکنہ متقدم علیہ مغائر لہ والثالث ما یکون طالبا للوجود والحق ان
یقسم البسیط المرکبة الی قسمین فالاول ما یکون طالبا للصفة التی ہی
غیر الوجود وہی متقدمة علیہ کالامکان والثانی ما یکون طالبا
للصفة المتاخرة عنہ کالقیام والقعود وہذہ الاقسام متباینة الآثار و
الاحکام فلذا حریٰ ان یفصلوہا ویقسموہا الیہا ولم تطلب الا لتحصیل
مجرد التصدیق اعنی لطلب العلة لمجرد التصدیق ولم یعتبر علة ثبوت
المطلوب فی نفس الامر او کلامر فی نفسہ ای او یکون فیہ طلبا لعلة
ثبوت المطلوب فی نفس الامر ایضا فالاول یسمی دلیلا انیا والثانی
دلیلا لمیا واما مطلب کم وکیف واین ومتی فہی اما ذہنیات
ای توابع للای ان کان المقصود بہا طلب التمیز التصوری فان

یکتفوا علی ما الشارحۃ فقط لسلا یکثر الاقسام فتامل واما لطلب
المیز بالذاتیات والعوارض ہذا موافق لما ذکرنی بحث الکلیات الخمس
واما ما ذکرنی مطلب ما ہو فہو مخالف لہ فان مطلب ما فی ذلک البحث
منصرف فی طلب الجنس والنوع والحد التام وہہنا ذکر الرسوم
ایضا والتعریف اللفظی فلعلہم تجوزوا ہہنا ہذا خلاصۃ ما فی الحاشیۃ
وہل لطلب التصدیق بوجود الشیٔ فی نفسہ فیسمی بسیطۃ او علی
صفۃ اخری غیر الوجود فیسمی مرکبۃ فیقال فی الاول ہل زید موجود
ام لا وفی الثانی ہل زید قائم ام لا ثم المراد بالصفۃ اعم من
غیر الوجود اما اعم من ان یکون سالبۃ علی الوجود کتقرر الماہیۃ
وممتنعہا وامکانہا او مطلوبۃ ایجابیۃ کالقیام والقعود فیلزم ان
یکون اصل البسیطۃ عن المرکبۃ او صفۃ متاخرۃ عنہ فیلزم ان یکون
الطالب للامکان داخلا تحت البسیطۃ وہو کما ترے والجواب
علی تخوین الاول باختیار الشق الاول واختیار انہ لا یلزم تاخر
مطلب ہل المرکبۃ عن البسیطۃ مطلقا وانما اراد وابانا تاخر
بعض انحائہ او انہم لم یحکموا بالوجوب بل حکموا استحسانا والثانی
باختیار الشق الثانی بانہم ارادوا بالوجود علی سبیل المسامحۃ
والتوسع نفسہ وما فوقہ فیشمل التقرر والامکان والتمیز وحینئذ

عنها وحصولها في الخزانة فالاول مفاد التعريف الاسمي على الطرق
الاربع المذكورة والثاني مفاد اللفظي كما سيأتي تفصيله او بحسب الحقيقة
فحقيقته اي ان كان المطلب تصور شئ علم وجوده في الخارج فنسمي
حقيقة لبيانها ذات الشئ الموجود في الخارج التي تسمى حقيقة
عند هم اما بالذاتيات او بالعرضيات فيندرج فيه الحد التام و
الناقص والرسم التام والناقص ايضا الا ان في الاول لا يشترط
العلم بالوجود وفي الثاني يشترط ولكن يخرج من القسمين التعريف
بالفصل وحده وبالخاصة وحدها لدخوله تحت مطلب اي وبقيد
الاشكال هنا بان الحاجة لنا الى تحصيل بالحقيقة فان ما الشارحة
والمثل البسيطة يلغنى عنه اذا قدم الاول على الثاني اقول وبالله
التوفيق لو قصد افراد مطلب واحد لهذه الحقيقة فالاولى ان
يقسم مطلب اي ايضا الى مطلبين احدهما المطلب المميز للشئ بعد
العلم بوجوده الخارجي والآخر بدون العلم به مع انهم لم يقسموه كما سيأتي
وايضا يدخل التعريف اللفظي تحت ما الشارحة والحقيقة كليهما فان التصور
مرة ثانية في المدركة ايضا قد يكون بعد العلم
بوجوده الخارجي وقد يكون بدونه فعلم لم يقسموه الى
القسمين اكتفاء بالمثل البسيطة كذلك كان الاحسن لهم ان

قلت ان الكلية والجزئية يحلان على العام والخاص والعموم والخصوص
من المعقولات الثانية قلت يحمل العام والخاص والمطلق والمقيد
محمولا في المنطق فيلزم الخلف وبالجملة ارجع الحمولات كلها
الى المعقول الثاني العارض للمعقول الثاني الآخر لا يتصور في
بعضها وفي البعض يرجع الى التكلف المستغنى عنه وهو كما ترى
فالحق ما قال المتاخرون وبه يشهد ظاهر كلام المصنف فافهم فانه دقيق
ثم الحيثية حيثية تعليلية للبحث او تقييدية في نظر الباحث و
بالجملة ينظر في المباحث حسب الايصال بان يكون المحمولات
متوقفة عليه او بالعكس او يكون لازما لها فقط كما ينظر لمن تتبع

في الفن وتم تطلب به التصور والتصديق يسمى مطلبا
بكسر الميم وفتحها والثاني اشهر وامهات المطالب اي اصولها
ربع ماواي دهل ولم فالاولان لطلب التصور والباقيان لطلب
التصديق فما لطلب التصور بحسب شرح الاسم اي لطلب تصور
شئ الذي لم يعلم وجوده في الخارج سواء كان ذلك الشئ
الذاتيات او بالعرضيات فيندرج فيه الحد التام والناقص
والرسم التام والناقص فيسمى شارحة لشرحها مفهوم الاسم
وبهذا التصور اما ان يحصل ابتداء او مرة ثانية في المدركة بعد زوالها

الاعراض الموجودة في الخارج كالسواد ولوازم الماهية والوجود
(اي بالبين في وجودها دخل للوجود الذهني ١٢)
والشيئية ونحوهما وما عرض لبعض المحققين ان الاعراض
(في حاشية ملا عبد الله ١٢ هو السيد الشريف ١٢)
كالوجود والشيئية في الخارج فيدخل في المعقول الثاني بخلاف
سائر لوازم الماهية توهم فاسد فان العروض ههنا يشمل
الاتصاف الانتزاعي وهو موجود فيها وان اريد به الخلط
او العروض بعد وجود المعروض فالثاني لا يعقل في الوجود
ايضا والاول موجود فيه وفي سائر لوازم الماهية لانها
(كما في سائر لوازم الماهية ١٢)
انتزاعية لا توجد من حيث الخلط الا في اللحاظ فقط ومثاله
(ثم ذهنيا موجودة في الخارج ١٢) (اي كالمعقول الثاني ١٢)
الكلية والجزئية والجلسية والفصلية فانها لا تعرض بشئ من
الموجودات الخارجية وكذا القياس والحجة والعكس المستوى
(اي لان العروض يقتضي كون الموجودات الخ ربما ١٢)
والنقيض وذهب المتاخرون الى ان موضوع المعقولات
(منه النقاش في حاشية المطالع ١٢) (منقوض ١٢)
التصورية والتصديقية مطلقا سواء كانت معقولات اولى
او ثانية او ثالثة وهو الحق عندي بالنظر الدقيق فان المعقول
الثاني كالكلي والجزئي والذاتي والعرضي يجعل محمولات على المعقول
الاول والموضوع لا يجعل محمولا فان قلت ان الذاتي والعرضي
يجعل محمولات للكلي الذي هو من المعقول الثاني قلت مع انه
مشكل في الكلي والجزئي يرجع الى تكليف مستغنى عنه فان
(هو القول بالاعتبار ١٢)

للمطلوب ولا علة تامة بمعنى المتمم الأخير للعلة التامة وبين كم
ترى الآراء متناقضة اى لاجل ان ليس كل ترتيب مستلزما للمطلوب
بنفس ذاته ولا باعتبار مراعات الطبيعة الانسانية اى
فطرتها ترى الآراء متناقضة فلابد من قانون عاصم
عن الخطاء وهو المنطق وبهذا البيان ثم الاحتياج الى
المنطق والاحتياج ههنا بمعنى الصحح لدخول الفاء ولا بمعنى اولا
لامتنع فان الاخير انما يتحقق فى الامر الاعم الشامل للطريق
الجزئى والكلى وهو اعم من المنطق الذى يبحث فيه
عن المعقولات الثانية او آلة له ومن الامر الذى
لا يبحث فيه كذلك وموضوعه المعقولات من حيث
الايصال الى التصور والتصديق وموضوع العلم ما يبحث
فيه عن عوارضه الذاتية اى اللاحقة له لذاته بمعنى
نفى الواسطة فى العروض او بواسطة غير محمول او واسطة فى
الثبوت وتفصيله فى مقامه مشهور وذهب القدماء الى
ان موضوع المنطق المعقولات الثانية من حيث الايصال
الى المجهول والمعقول الثانى عبارة عما يعرض الشئ فى الذهن ولا يعرض
فى الخارج عروضا انضماميا او انتزاعيا فيخرج منه

الطلب فان الوجه المعلوم وجهه جواب باختيار الشق الثاني

وقولك فيلزم طلب المجهول المطلق قلنا فان الوجه المعلوم له علاقة

العروض او الدخول بالمجهول فيكون الوجه المجهول بواسطة تلك

العلاقة معلوما ملتفتا ولكن من حيث ذاته او من وجه آخر مجهولا

فلذا الطلب بالتعريف او الدليل الا ترى ان المطلوب الحقيقة

المعلومة ببعض اعتباراتها تأييد للمطلوب ببعض الامثلة بان

المطلوب في التصور قد يكون حقيقة بعض الاشياء وهي في نفس

ذاتها مجهولة لكن ببعض اعتباراتها كالوجه معلومة فتلك الحقيقة

المجهولة قد يطلب تصورها بالحد التام لمعلوميتها ببعض الوجوه

وقد يكون المطلوب الحقيقة المجهولة ببعض الوجوه وانما يصح طلبها

ايضا اذا كانت معلومة بوجه آخر وبهذا في التصديقات انما

يصح طلبها اذا علمنا ما سابقا بالوجه وليس كل ترتيب مفيدا

ولا طبعيا اي ليس كل ترتيب يلزمه افادة المطلوب بمعنى انه اذا

حصل في الذهن فنفس ذلك الترتيب يفضي الى المطلوب

لا طبعيا بمعنى انه اذا وقع في الذهن فطبيعة الانسان وفطرته

تقضي المطلوب وذلك ان تقول المفيد بمعنى الفاعل التام

والطبيعي بمعنى العلة الناقصة يعني ليس كل ترتيب علة تامة

تکلیف الطلب ولا یختص هذا الاشکال بالمطلوب التصوری بل یجری
فی المطلوب التصدیقی بان یقال عند طلب الدلیل علی
قولنا العالم حادث هذا المدعی اما ان یکون معلوما لک او مجهولا
علی الاول فالعلم حاصل فطلبه یکون تحصیلا للحاصل او مجهولا
فیلزم طلب المجهول المطلق ویجری فیه الجواب المذکور بقوله
واجیب بانه معلوم من وجه ومجهول من وجه وحاصله ان المطلوب
قد یکون معلوما من وجه ومجهولا من جهة اخری فیطلب الکسب
من جهة الوجه فلا یلزم المحذوران هذا فی المطلوب التصوری
والمطلوب التصدیقی یکون معلوما من وجه من جهة التخیل او الشک
او الوهم ومجهولا من جهة العلم الاعتقادی فیطلب بالدلیل فلا یلزم
المحذوران وبالجملة یتاتی جهتا العلم والجهل فی کل منهما و
طلب المجهول المطلق وتحصیل الحاصل محال فی کل منهما واشتباه
العلم والجهل باضافة الحیثیات متنات فیهما فلا وجه لتخصیص الشبهة
بالتصور کما عرض لبعض الکملة فعاد قائلا الوجه المعلوم
معلوم والوجه المجهول مجهول حاصله ان المطلوب اما ان یکون
الوجه المعلوم فیلزم تحصیل الحاصل او الوجه المجهول فیلزم طلب
المجهول المطلق وحله ان المجهول لیس مجهولا مطلقا حتی یمتنع

(1) قوله فی کیفیة الطلب بان یکون المطلوب متصورا بوجه ما
(2) قوله لان الطلب لا یتعلق الا بالمجهول المطلق
(3) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(4) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(5) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(6) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(7) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(8) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(9) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(10) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(11) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(12) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(13) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(14) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(15) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(16) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(17) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(18) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(19) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(20) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(21) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(22) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(23) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(24) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(25) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(26) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(27) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(28) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(29) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(30) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(31) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(32) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(33) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(34) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(35) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(36) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(37) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(38) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(39) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(40) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(41) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(42) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(43) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(44) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(45) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(46) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(47) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(48) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(49) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(50) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(51) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(52) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(53) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(54) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(55) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(56) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(57) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(58) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(59) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(60) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(61) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(62) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(63) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(64) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(65) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(66) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(67) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(68) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(69) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(70) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(71) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(72) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(73) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(74) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(75) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(76) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(77) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(78) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(79) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(80) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(81) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(82) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(83) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(84) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(85) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(86) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(87) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(88) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(89) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(90) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(91) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(92) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(93) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(94) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(95) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(96) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(97) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(98) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(99) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا
(100) قوله لان المطلوب التصدیقی لا یکون الا نظریا

الترجيحان متخالفان فلو سلمنا الاتحاد فنقول ان بعض التصورات يكون
له خصوصية مع بعض التصديقات يكون بسببها مفيدا له
وكاسبا وبالجملة هذان الدليلان في غاية السخافة ولم يقم دليل
قوي على هذا المدعى بعد فحص كل واحد منهما اي التصور والتصديق
اي عدم الكتاب بتصور من التصديق وبالعكس
بديهي ونظري التفريع ظاهر على ما قاله المصنف ابطال الكتاب التصور
من التصديق وبالعكس كما لا يخفى على من له ادنى فطانة والبسيط
لا يكون جميع كاسبا اي لا يكون كاسبا بالكسب المعتبر عندهم بحيث يكون
للصناعة والاختيار فيه مدخل والا فمطلق افادة التصور يكون
بتصورات المفردات ايضا كما في التصور الشروع بالفصل وحده
وبالخاصة وحدها فلا بد من ترتيب امور للاكتساب وهو النظر
في الكسب المعتبر الارادة ما فوق الواحد
والفكر فيه دلالة على اتحادهما فان لم يكن بين مفهوميهما تغاير
اصلا كما هو الظاهر فهما مترادفان وان كان بينهما تغاير بان يكون
الاول الثاني الثالث الرابع الخامس السادس السابع الثامن التاسع العاشر
ملاحظة ما فيه الحركة معتبرة في النظر وفي الفكر لعتبر الانتقال المحض فهما
اي الترتيب بهذا الوجه في الانتقال والترتيب بهذا الوجه في الامور المعلومة والمعقولات
مترادفان فقط ثم هذا المعنى اعتبره المتاخرون وللقوم الاخر
اي مفهومان
معان اخر سمعت مشحونة في كتبهم لا نذكرها خوفا للاطناب وهجنا فتك
ان تمت فارجع الى ما علقنا على المتن
عوتب به سقراط وهو من تلامذة فيثاغورس من اساتذة افلاطون
وهو ان المطلوب اما معلوم فالطلب تحصيل الحاصل واما مجهول تكليف
بل المحال

مقول لانه عرف بالمقول على الشئ لافادة تصوره فيلزم ان يكون
كاسب التصور مقولا عليه والتصديق ليس بمقول عليه لانه مباين له و
المباين لا يحمل عليه البتة فيلزم ان لا يكون التصديق كاسبا للتصور و
فيلزم ان المعرف ان اريد به ما عرف بالتعريف المذكور فلا نسلم الصغرى
من القياس الاول والمقرر عندهم لا يفي بالمطلوب ههنا فان
المقصود ههنا هو الامر الواسع وان اريد بالمعرف ما يفيد التصور
فقط فلا نسلم الكبرى من القياس الاول قال قلت التصور للكتب
لا يخلوا اما ان يكون بالكنه فكاسبه لا يكون الا ذاتيا واما بوجه
فكاسبه لا يكون الا عرضيا والذاتي والعرضي كلاهما محمولان درج تتم
الدليل بلا كلفة بان يقال كاسب التصور محمول والتصديق
ليس بمحمول فكاسب التصور ليس بتصديق قلت كاسب التصور علم
يفيده بالنظر الى الترتيب ويجوز عند العقل ان يكون الترتيب في
التصديقات مفيدا لبعض التصورات وبيان الثاني ان التصور
يتعلق بوجود التصديق وعدمه فيكون متساوي النسبة اليه
فلا يكون مرجحا ولا موجبا فلا يكون علة فلا يكون كاسبا فان
الكاسب علة للوجود الذهني للمكتسب والجواب ان الترجيح المعتبر
في العلة بالنظر الى المعلول هو ترجيح الوجود لا ترجيح التعلق و

فی المتضایفات تسهیلا علی المتعلم واجری فی المتصلات ایضا بالطریق
المذکور ولا نطول الکلام بذکره والبرهان الثانی تقریره ان المتضایفین
(بل یقیس علی المتضایفات من زاد فی نظائرها)
اذا ذهبا الی نهایة فیما یخرج من القوة الی الفعل یلزم وجود احد
المتضایفین بدون الآخر والتالی باطل فان وجود الملزوم بدون اللازم
محال اذا المتضایفان متلازمان بیان الملازمة ان المتضایفین
کالعلیة والمعلولیة اذا ذهبا الی النهایة فی الماضی او تحققا الی
النهایة فی الحال فالمعلولیة فی المبدء کالحادث الیومی متحقق بلا علیة فانا
فرضنا انقطاع هذه السلسلة عن الآتی وکلما تحققان فیما
سبق فعدم هذین المتضایفین اعنی معدومهما فیما سبق متکافیان لان
کل واحد فیما سبق علة ومعلول بالمعلولیة الاخیرة یبقی بلا علیة و
بالجملة فی هذا التصویر یتحقق معلولیة بلا علیة فیلزم ان یکون فی
الجانب الآخر علیة فقط لتحقق التساوی بینهما فیلزم الخلف وبهذا
یظهر فساد ما قیل ان اللازم ان یکون بازاء کل معلول علة وهو متحقق
ههنا وانا التساوی المفهومات فغیر لازم ووجه الفساد بما قررنا ظاهر
علی اللبیب لا نطول الکلام بذکره ولا یعلم التصور من التصدیق
وبالعکس لان المعرف مقول والتصور مساوی المکتسبة بیان
(ای لا یعلم التصدیق من التصور بان یکون التصور مرجوعا الی التصدیق)
الاول ان کل کاسب التصور معرف کما هو المثبت عندهم والمعرف

السلسلة الاولى اعنى سلسلة الكل مبدءا اعنى آحادها سلسلة ب ا
اعنى ج دان فى السلسلة الاولى ثانيا كذلك فى الثانية ثان وهكذا الحكم
العقل بوجود تعيين المراتب بسبب الترتيب فى الثالث والرابع فاما
ان يحكم بالحكم الصحيح بان بازاء كل مرتبة من الاولى مرتبة من الثانية
يلزم مساواة الكل للجزء فنقيض ج اجتماع النقيضين فى الواقع
فان فى الكل مرتبة لم يكن بحذائها فى الجزء والا لم يكن الكل كلا
ولا الجزء جزءا فلو فرضنا ما وانتهينا بعد ان كل مرتبة من الاولى
بازائه مرتبة من الثانية يلزم صدق السالبة الجزئية والموجبة
الكلية مع بقاء شرائط التناقض فان عدا الانطباق بالمعنى المذكور
لم يختلف حقيقة الكل والجزء بالضرورة فكما فى اول الامر بينهما تفاوت
كذلك بعد الانطباق واما ان الحكم العقل بوقوع كل مرتبة من الاولى
بازاء الثانية فالاول زائد عليه بمرتبة متناهية والزيادة بعد انصرام
جميع احاد المزيد عليه فالثانى متناه والاول اثنا يزيد عليه بقدر متناه فهو
ايضا متناه فيظهر التخلف وبهذا يظهر سخافة ما قيل من بعض الكملة من ان
الحق ج كما يظهر سخافة ما قالوا ان البرهان لا يجرى فى المجردات
فان تعيين المراتب موجودة فيها ايضا وسيجئ بحران البرهان
وهذا البرهان مما يعول عليه قوى عليه اعتمادى وفرضنا اجراءه

الكلمة ان الحق ان الامور الغير المتناهية لا تتصف بالزيادة والنقصان
بالقياس الى نظائرها لانها من عوارض الكم من حيث التناهي وبعد
تعيين الحدود ونفي تمكين الحكم عليها بالتساوي مطلقا من حيث عدم انقطاع
التطابق بين احادها وبداهته قولهم الكل اعظم من الجزء في المتناهي السليم
لا في الغير المتناهي ولا تهم اكثر البراهين كالتطبيق والتضعيف وغيرهما
ووجه العجب ظاهر لمن له ادنى حدس ومزاولة في الفن فان قولنا الكل
اعظم من الجزء بديهي مطلقا سواء كان في المتناهي او غير المتناهي اذ
الكل عبارة عن الجزء والشيء الآخر فهي الكل مرتبة لا يكون بخدائها
مرتبة في الجزء وهذا معنى الزيادة وبه يتم التطبيق والتضايف و
التضعيف المذكور ههنا نعم لا بطال الثالث وجه آخر ذكرنا آنفا
واذن وجب علينا ذكر التطبيق والتضايف على وجه اخصر لينكشف الغطاء
عن وجههما الاول ان يفرض الامور الغير المتناهية الموجودة بالفعل المرتبة
ترتيبا طبعيا او وضعيا او غير ذلك بحيث يتعين الاول والثاني والثالث
وهكذا فلنسم المبدء من تلك السلسلة آ والجانب الآخر ب ثم نفرز
منها جزء ج فيبقى جزء من آب وآب كله ضرورة دخول اج في اب فيه
فاذا طبقنا آ على ج بمعنى ايقاع المرتبة بازاء المرتبة لا بالحركة
لا بايقاع الحاذات بل بان يحكم العقل حكما صحيحا واقعيا بان في

والالتفات نعم قبل الانتزاع مصححة لمعروضية العدد والتثنية
ليست بمعروضة للعدد ۱۲
ان اجزاء العدد اعني الواحدات اجزاء تفصيلية يقتضي عروضها
لتفصيل المعروض بالفعل ای نحو کان والتفصيل في الاجزاء التحليلية قبل
في الخارج او في الذهن وفي الاجزاء التحليلية بعد التحليل ۱۲
القسمة فلا يجري البرهان المذكور في ابطال الاجزاء التحليلية
الغير المتناهية وفي هذا الحكم الاجزاء المتناقصة الغير المتناهية كما في
الخط المتناهي مثلاً او المتساوية الانتزاعية كما في الخط الغير
المتناهي المفصل سواء كانت لا يتطرقها هذا البرهان نعم لابطال
الثاني براهين اخر قوية لا من جهة كونها معروضة للعدد في نفس الامر
بل من جهة ان منتهاها يا له عاد مفن بمرات غير متناهية وهو غلط
بالتطبيق وغيره وهو الحق في الجواب منع المقدمة الثالثة
فقد سبق نحو المشاركة اي الاجزاء والمتساوية اي جواب برهان التضعيف وابطاله ۱۲
فان الامور الغير المتناهية وان كانت خارجة من القوة الى الفعل
متصلة ۱۲
لكن لا نسلم كونها معروضة للعدد اي لا يصح منها انتزاع عدد غير متناه
مشتمل على الوحدة الغير المتناهية الانتزاعية المفصلة والاستدلال
على كونها معروضة للعدد لم يوجد ودعوى الضرورة غير مقبولة بل
الحق ان الاتقضيات سواء كان عددا او مقدورا لا تبلغ الى حد
اللاتناهي والا صارت تقضية لامتناع الزيادة عليها بعد خروجها في عالم
الفعل الى اللاتناهي متفكر فانه دقيق ومن العجائب بالنقل عن التلخيص
في ابطال البرهان ۱۲

والتناهي واللاتناهي من خواص الكم بالذات والمتكمم بالعرض وبهذا
التقرير يندفع ما في الحاشية في ذيل قوله فتدبر اشارة الى منع و
هو ان يقال لم لا يجوز ان يكون التضاعف خاصة المتناهي دون
غيره انتهى وذلك لما قلنا في المقدمة الاولى وبهذا التقرير يندفع ما
في الحاشية الاخرى وهو انه لا شك ان الامور الغير المتناهية سواء
كانت مرتبة او غير مرتبة مجتمعة في الوجود او متعاقبة يكون معروضة
للعدد بالضرورة لكون مراده المصنف من الامور المتعاقبة الامور
المتعاقبة الماضية فانها خارجة من القوة الى الفعل دون المستقبلة
الغير المتناهية المتعاقبة على طريق المتكلمين القائلين بابدية العالم
نعم يجري فيها على طريق الحكماء القائلين بالمعية الدهرية في عالم
الدهر فانها خارجة من القوة الى الفعل على سبيل التمايز فان القدر
الضروري ان كل ما يخرج من القوة الى الفعل على سبيل التمايز
لا بد ان يكون معروضا للعدد سواء كان التمايز فيه بحسب الماهية
او الوجود الخارجي او الوجود الذهني او الالتفات فقط كما في المتغايرات
فان شريك الباري والخلاء بعد التصور والالتفات يكونان
معروضين للاثنينية وكذا الاجزاء الانتزاعية للمقدار الواحد
المتناهي او غير المتناهي انما تكون معروضة للعدد بعد الانتزاع

مبدءا وعلى الثانى يلزم كون العدد وسطا بين الواحد والاثنين و
يعود الى الشق الاخير وهو قوله والا وساواهما فتنتهى متوالية فلا
يتصور الزيادة فيها لاختلال التقسيم فح لو كان المزيد عليه غير متناه
لزم الزيادة فى جانب عدم التناهى وهو باطل وتناهى العدد يستلزم
تناهى المعدود فثبت بهذا برهان التضعيف وتصويره موقوف
على عدة مقدمات الاولى ان كل عدد قابل للتضعيف فان كل مرتبة
منه اما ان تكون اخيرة او لا فعلى الاول يصح انتزاع قبل التضعيف بالضرورة
والا بطل الا تفقية وقد ثبت فى مقامه وعدد التضعيف يدل على
المضعف والثانية ان العدد الزائد لا يتصور زيادته على المزيد عليه
الا بعد انصرام جميع احاد المزيد عليه وبيانه مر تحقيقه فى المتن و
الشرح والثالثة ان كل ما هو خارج من القوة الى الفعل معرض
للعدد بالضرورة سواء كان متناهيا او غير متناه مرتبا او غير مرتب
واذا تمهد هذا فنقول يلزم بالنظر الى المقدمتين الاوليين
ان كل عدد غير متناه قابل للتضعيف وعدد التضعيف زائد
ولا يتصور الزيادة الا بعد انصرام جميع احاد المزيد عليه والانصرام
يقتضى التناهى واذا ثبت تناهى جميع الاعداد يلزم تناهى
جميع المعدودات بحكم المقدمة الثالثة فان الزيادة والنقصان

المفروض فی نفس الامر لایلزم ان یکون مجامعا لما فیہا مع قطع النظر
عن الفرض الا ترے انا نفرض زیدا ناہقا فی نفس الامر
فلا یجامع القضیۃ الحقۃ لانہ لا شیٔ من الانسان بناہق
الا بتوفیق اللہ تعالے وتوفیقہ ان کلام المصنف ہہنا صادق
علی الکدورات فان مقصودہ ان الاکتساب فی نفس الامر بالفرض
الفارض وتقدیر المقدر اذا کان علی طریق الدور فباستعانۃ
تلک المقدمات الحقۃ یلزم الاستلزام فی نفس الامر فحاصل
کلامہ انہ لیس الکل فی نفس الامر بالفرض الفارض نظریا و
الا یلزم الدور فیہا فیلزم التسلسل فیہا مع قطع النظر عن الفرض
فیلزم تقدم الشیٔ علی نفسہ بمراتب غیر متناہیۃ فی نفس الامر
وہو باطل قطعا او تسلسل وہو ایضا باطل لان عدد
التضعیف ای تضعیف العدد اذا ضعفناہ ازید من العدد
الاصل الذی ضعفناہ وکل عددین احدہما ازید من الآخر
فزیادۃ الزائد بعد انصرام جمیع احاد المزید علیہ فالعدد الذی
حصل بعد التضعیف لا یتصور زیادتہ علی المضعف الا بعد انصرام
جمیع احادہ واستدل علیہ بقولہ فان المبدء لا یتصور علیہ
الزیادۃ لانہا اما ان تکون فی جانب قبلہ او بعدہ لا علی الاول لانہ یکون المبدء

للتسلسل توضيح بيان الاستلزام يكون ثلث مقدمات مسلمة
(اي استدل الدور والتسلسل ۱۲)
بديهية الاولى ان ذات الشئ نفسه والثانية ان الموقوف
والموقوف عليه يجب ان يكونا متغائرين والثالثة ان الحكم
الثابت للشئ ثابت لذاته وبعد تمهيدها نقول ان آ اذا كان موقوفا
على ب وب على آ فيلزم ان يكون آ موقوفا على ذاته والموقوف
والموقوف عليه متغائران فيكون آ وذاته متغايرين فيحصل
(بحكم المقدمة الاولى ۱۲)
حينئذ امران في نفس الامر ثم ان آ وذاته متحدان بحكم المقدمة
الاولى فكما توقف آ على ذاته يتوقف ذاته على ذاتها بحكم المقدمة
(لانكاد ۱۲)
الثالثة فيلزم توقف ذاته آ على ذاتها والموقوف والموقوف عليه
(خود ۱۲)
متغائران فيكون ذاته آ وذاته ذاته آ متغائرين فيحصل ثلث
امور موجودة مرتبة وهكذا فيلزم امور موجودة غير متناهية
مترتبة وهو التسلسل وهو يلزم تقدم الشئ على نفسه
بمراتب غير متناهية باستعانة تلك المقدمات بالضرورة
(الثلث ۱۲)
واورد عليه بان الموقوف والموقوف عليه وان كانا متغائرين
في نفس الامر ولكن لا يلزم على تقدير الدور واجيب بان
(اجيب فرزانجان ۱۲)
الدور اذا وقع في نفس الامر فيكون مجامعا لجميع المقدمات
الواقعية فيلزم باستعانتها المطلوب وفيه ان الامر

قدس سره

فتوقف وجود الطبيعة على علة امر مغائر لذاته لتوقف وجود الشخصية
عليها وآذا تمهد هذا فنقول ان المكتسب انما يكون الطبائع الكلية
فان الجزئيات لا تكون كاسبة ولا مكتسبة كما سيأتي تحقيقه و
الكاسب علة للوجود الذهني للمكتسب فالطبائع الكلية التي هي
مرتبة المعلوم من المكتسب اذا قيست الى علتها تكون اسبق بالتوقف
والترتب بالنظر الى علتها وهي الكاسب والطبائع الجزئية
القائمة بالذهن لانها هي مرتبة العلوم تكون مسبوقة بها
بالنظر اليها لا تكون الاول واسطة في العروض للثاني فان
الوصف لا يتعدد فيها وهنا تتعدد وصف التوقف والترتب
كما بينا بل انما يتصور الواسطة في الثبوت فيما قال المعوان البداهة
والنظرية من صفات العلم فط فان الظاهر منه انحصر فان كونهما
صفتين للعلم لا ينكر فالحق انهما صفتان للعلم والمعلوم كليهما بالذات
بمعنى نفي الواسطة في العروض والمعلوم فقط بمعنى نفي الواسطة
مطلقا فان التوقف له عليها بالنظر الى ذاته وللعلم بعد توقفه
مرتبة وجود الطبيعة التي هي مرتبة وجود المعلوم بعينه بالذات
فيتحقق الواسطة في الثبوت والا لدار فيلزم تقدم الشيء على
نفسه بمرتبتين بل بمراتب غير متناهية فان الدور مستلزم

فانا نحتاج فی کثیر من العلوم الی النظر ولا نظر نا صریح بالصفة الکاشفة
کما فی تصور حقیقة الملک والجن والتصدیق بان العالم حادث ۱۲
له بقوله متوقفا علی النظر وهذا تعریف لہ فی المشهور قال فی الحاشیة
الحق ان البداهة والنظریة من صفات العلم فلا یرد انه رب شیئ
یکون نظریا عند شخص وبدیهیا عند آخر ومن ثم جوز والصاحب
القدوة القدسیة ان النظریات باسرها تصیر بدیهیة عنده
فلا معنی للتوقف ووجه الدفع ان علم کل واحد مغایر بالشخص
المذکور فی تعریف النظر ۱۲
فیجوز ان یتوقف احدهما دون الآخر وقد یجاب بالتصرف فی معنی التوقف
عن الفریاد ۱۲
انتهی اقول بتوفیق الله تعالی وتوقیفه ان تحقیق المقام ان
وجود الطبایع النوعیة یتقدم علی وجودیات الاشخاص سواء کانت
کالانسان ۱۲
فی الخارج او فی الذهن فقد یکون التقدم طبعیا کما قالوا فی وجود
یکون التقدم تحتاجیة الیه المتاخر کالتقدم علة تامة له ۱۲
الطبیعة للصورة الجسمیة فانها علة لوجود الهیولی ووجود الهیولی
ناقصة ۱۲
علة للوجود الشخصی لتلک الصورة وعلة العلة علة فیکون وجود
ناقصة ۱۲
طبیعة الجسمیة علة لوجود الشخصیة وقد یکون متبعا محضا
ناقصة ۱۲
کما فی وجود الانسان المطلق وشخصه وبالجملة یکون الاول
اسبق من الثانی فی توقف الاول علی علة وترتب علیها
علة ۱۲
اسبق علی توقف الثانی علی علة وترتب علیها ولا شک ان
التوقف والترتب نسبة وتغایر النسبة یتغایر المنتسبین

فتقاوتا كتفاوت النوم واليقظة العارضتين لذات واحدة المتباينتين
بحسب حقيقتها فتفكر فالذات الواحدة المعروضة لهما ذات
القضية والتصور والتصديق العارضان لها على سبيل التعاقب
كما يناسبه التنظير بالشك والاذعان وعلى سبيل الاجتماع كتصورات
الاجزاء الثلثة والاذعان وحاصل الجواب ان التنافي انما
يلزم لو كان الاتحاد والتباين بالنظر الى امر واحد وليس كذلك
فان التصور المتخذ مع التصديق سواء اخذ به بمعنى المصدق به
او الاذعان هو التصور بمعنى الصورة العلمية والتصور المباين
للتصديق هو التصور الحقيقي بمعنى الحالة الادراكية وبالجملة ان
الحالة التصورية اذا تعلقت بالقضية فلا تتحد معها وكذا الاتحاد
القضية مع الحالة الادراكية التصديقية فلا يلزم اتحاد
المتباينين اصلا واذا تعلقت بنفس التصديق فتكون عارضة له
والاتحاد العارض مع المعروض بالذات محال فلا يلزم الخلف
نعم ان التصور بمعنى الصورة العلمية يتحد مع القضية وحقيقة
التصديق بالذات وليس فيه استحالة فهذا الجواب جار في
التصديق بمعنى الاذعان ايضا بلا كلفة وقيل الاكمل من
كل منهما بديهيا والا فاثبت ممتنع عن النظر والتالي باطل

هنا مبنی علی التحقیق دون المقرر عندهم وعلی تقدیر التسلیم
فیجوز ان یکون تلک الحالة الیضافی الحواس کما قیل ان مدرک
ای سلمنا ان صورا لجزئیات الممتنع تحصل فی الحواس ۱۲ الجزئیات هو الحواس والحق ان الادراک التصوری والتصدیقی
للنفس واختلاط الحالة الادراکیة بالصورة کاختلاط الاذعان
الجزئیة الحاصلة فی الحواس کما سلفنا ۱۲ التی فی النفس ۱۲
بالقضیة الشخصیة فان الاذعان للنفس بالضرورة والقضیة
الشخصیة لیست بموجودة فیها لامتناع جزئیاتها فیها او کاختلاط
موجودة ۱۲
الالتفات بالجزئیات المادیة وتحقیقنا الذی ذکرنا انما هو فی
فان الالتفات للنفس والجزئیات المادیة لیست فیها ۱۲
صور الکلیات ولم یصرح المصنف بالحمل بالمواطاة بین الحالة
والصورة وقوله انما صارت علما معناه انما صارت علما
بمعنی الصورة العلمیة لا بمعنی الحالة الادراکیة فان لفظ العلم یدل
علی معان کثیرة ودفع بهذا ما یرد الاشکال علی من قال بالحمل بالمواطاة
بقوله وتحقیقنا الذی ذکرنا ۱۲
الحقیقی فان الجازی لا ینکره ایضا ووجه الاشارة انفراد
بقوله وهذا ما فی جواب الاشکال الدقیق ۱۲
الصورة الذوقیة وغیرها علی سبیل التمثیل من القاعدة
الکلیة المذکورة سابقا وقوله شاملة لها ایضا فتلک الحالة
تنقسم الی التصور والتصدیق حقیقة وهما نوعان متباینان
متباینان لذاتیهما ۱۲
منها کذلک اما انقسام الصورة فانما یکون الی التصور و
جاء ۱۲ ای حقیقة ۱۲
التصدیق بالعرض وهما البحثان فی الفن دون الاولین
کما سلفنا ۱۲

فی نہج الافکار المعرضین عن اللغو کالحالۃ الذوقیۃ ہی ادراک

المذوقات بالمذوقات فصارت صورۃ ذوقیۃ وحاصلۃ التمثیل

فی النطق اسم لعلی بمثال واضح یستعان بہ علی غیرہ فان عند کل

المیذوقات کالحل والعسل مثلا یحصل صور تہا فی الذہن ویختلط

بہا حالۃ ادراکیۃ خاصۃ فی الذہن بالضرورۃ وہی الحالۃ الذوقیۃ

وکذا السمعیۃ بالمسموعات وہکذا المیتۃ بالملموسات فینتقل

الذہن من ہذہ الامثلۃ الجزئیۃ الضروریۃ الی صور الکلیات و

صور الجزئیات المغایرۃ لما ذکرنا فان الحال فیہا ایضا کذلک

فیحصل بعد حصول صورہا فی الذہن حالۃ الانکشاف مغایرۃ لہا

مختلطۃ بہا اختلاطا یصح بہ الحمل کما ذکرنا وعند التدقیق فی النظر الدقیق

لعلہ اشارۃ الی جواب اشکال دقیق وہو ان صور الجزئیات المادیۃ

فی الحواس کما ہو المقرر عندہم والحالۃ الادراکیۃ قائمۃ بالنفس

کما ہو المثبت عندہم ایضا فکیف الاختلاط لہا ولم تحصل ما قلنا

بان الحالۃ والصورۃ قائمتان بالذہن فیتم ما عرضین بمحل واحد

وہو المصحح للحمل وجوابہ انا لا نم ان صور الجزئیات انما تحصل

فی الحواس بل تحصل فی النفس کما صورنا فیلزم من حصول الخاصۃ

المخصصۃ للجزئی المادی فی النفس امر محال لہ فیہا وکلام المصنف

كيف فكيف الاتحاد ثم يتصور الحلول بينهما هو الذي عموه بالاتحاد
على التحقيق وان كان ظاهر عبارتهم مشعرا باتحاد الوجود فاذا وجد
علاقة الحلول بين الشيئين بان يكون احدهما حالا في الآخر
او يكون كلاهما حالين في امر ثالث تحقق الحل والموجود ههنا هو العشق
الاخير فان الصورة والحالة كلتاهما قائمتان بالذهن
وح لا يرد عليه ما اورد على بطلانها بان تلك الحالة
ان كانت متصفة فاما ان تقوم بالصورة فتكون عالمة حقيقة
لان مناط حمل العشق قيام المبدء وامّا ان يكون قائمة
بالذهن فلا تكون محمولة على الصورة ولا تكون عرضا لها فانا
نختار الشق الثاني ونقول حملها على الصورة كحمل الضاحك
على المتعجب وايضا لا يرد ما اورد ان كلامنا في الشبهة على
اتحاد العلم والمعلوم بالذات وعلى تقدير كون العلم حقيقة هي
الحالة المذكورة يلزم تغايرهما بالذات فان الاتحاد انما قصد
في القلم بمعنى الصورة دون الحالة وبالجملة هذا التحقيق عندي
حقيق بان يتلقى بالقبول وبعد تنقيحه بهذا اللمط الانيق
ارجو من اللبيب دفع الاوهام الموردة ههنا ولم نشتغل بذكرها
ودفعها لئلا يخرج الكلام من النمط الذي بسطه الماتن المحسن

قد خالطت بوجود ما الانطباعي اي الانضمامي مع الذهن فانه انما
تحدث فيه اذا كان الصورة والا صارت عالمة فهذه الحالة بوجود ما
القائم بالذهن خالطت مع الصورة خاطرا بها الاتحاد يا اراد بالخاطر
الرابطي الاتحادي حمل العرضيات على المعروضات وليس الاتحاد
بينهما في الوجود كما زعم بل الاتحاد الحلولي كما في العرضي باضافة
الى المعروض لا بل كما في عرضين قائمين بمعروض واحد كما لا يخفى
والمتعجب وحاصل الكلام ان من الوجدانيات ان بعد حصول الصورة
في الذهن يحصل لنا حالة في الذهن يعبر بالفارسية بدانش
وفي العربية بمعانة الشعور والفهم وكذا في لغة اسم تخصها
كما ان اسم اذا اخذ ظلمة في ذهنه مظلمة تتنور بها الدور فالسراج
كالصورة والضياء القائم بذلك الدور بمنزلة الحالة الادراكية
والفرق بين الصورتين ان الضياء قائم بالسراج والدور
كليهما والحالة المذكورة كما قامت بالذهن فقط والصورة واسطة
في الثبوت لها على نحو ما يكون الاتصاف بذي الواسطة فقط فقد
حققت في مقامه ان مناط الحمل مطلقا سيما في العرضي
على المحمول فقط دون الاتحاد بالذات والوجود فان المعروض
قد يوجد ولا يوجد العارض والمعروض جوهر والعارض

ان يكون الصورة وجود ما الانطباعي ... الا ان يكون ... الا ان يكون ... الا ان يكون ... الا ان يكون ...

وبالله التوفيق ليس الامر كما زعم المصنف فان اتحاد العلم والمعلوم
من ان مداره اثبتت على ثلث مقدمات ١٢
بالذات ان فهم ما اراد به اما ان يراد به ما قصد تصوره فهذا باطل
المصنف ١٢ اى العلم المدرج المعلوم يعنى ما قصد ١٢
بحاجة في علم الشيء بالوجه واما ان يراد بالمعلوم الشيء من حيث هو هو
بالعلم مرتبة قياسه فنده المقدمة تنافى على القول بحصول الاشباح ايضا
فالكتابة بالعوارض الذهنية ١٢
فلا يتم هنا من مقدمة رابعة اعنى القول بحصول الاشياء بانفسها
اى فى الذهن ١٢
فى الذهن ولم يكلف المقدمات الثلث المذكورة فى الحاشية
فاذا اذا تصور التصديق او المصدق به لا يلزم على تقدير
حصول الشيء فيها محال اصلا فان سفيح التصديق
والمصدق به مغايرا لها بالذات وان اتحدا مع المعلوم
بالذات اعنى نفس الشيء مع قطع النظر عن القيام ثم قال
المصنف
فى الحاشية ثم اعلم انه قد تقرر الشيء باعتبار نفس التصديق
الذى كتبه فى ايدى الناس ١٢ والاذهان ١٢
وحينئذ فالجواب ان التعلق بكل شيء لا يستلزم التعلق
بكل وجه فيجوز ان يمتنع تعلقه بحقيقة التصديق وكنهه ويجوز
التعلق باعتبار وجه ورسمه الا ترى ان حقيقة الواجب
تعالى ممتنع تصورها بالكنه وانما يجوز بالوجه وان معنى الحدوث
يمتنع تصورها وحدها وانما يجوز بعد ضم ضميمة اليها
فثبت بهذا القول بتوفيق الله وتوفيقه ان القضية الشرطية
قاله ودبق ١٢

المابية مثبتا المطلوب بلا كلفة وقد عرفت المابية الخارجية بكونها بحيث لا يكون
من المستحيلات وانما سبيل اثبات تباينهما بدرك تنافي لوازمها
بالضرورة او بالبرهان وهذا الطريق موجود ههنا ايضا
بالضرورة لا يقال هذا يؤول الى دعوى الضرورة فليكتف به لانا نقول هذا دعوى الضروري في المقدمات فلا يستلزم ضرورة
المطلوب نعم لا يجري التصور فيتعلق بكل شئ حتى بنفسه ونقيضه
وضده الواجب فان المراد بالتصور مطلقة الشامل للاقسام الاربعة
بالتصور بالوجه والكنه بوجه وبكنهه واما التصور المقيد
بعدم الحكم وعدم اعتباره فهذا ايضا قد يعرض نفسه ونقيضه
كما لا يخفى على المتامل وههنا ابحاث في مقام اثبات التباين
المنوع بين التصور والتصديق وتعلق التصور بكل شئ بانضمام
بعض المقدمات اليه تركنا ذكرها لعدم الاشتغال بها
تحدان بالذات فاذا التصور والتصديق شئ واحد
وقد قلتم انهما متحالفان بحقيقتهما في الحاشية اعلم ان مدار
هذه الشبهة على ثلث مقدمات تلقاها المحققون بالقبول الاولى
ان العلم والمعلوم تحدان بالذات والثانية ان التصور والتصديق
حقيقتان مختلفتان والثالثة ان التصور يتعلق بكل شئ اقول

النسبة فيهما ثم هذا لا يضر المصنف لانه قال في الحاشية عند
المدرك وبما اخذ لفظ [illegible] في التعريف والا فقصور
لشموله ما لم يكن فيه نسبة تامة جزئية سواء لم يكن فيه
نسبة اصلا او كانت ولم تكن جزئية وما يكون فيه تلك ولم يكن
فيه الاذعان كما في صورة التخييل والشك والوهم وعلما
نوعان متباينان من الادراك ضرورة هذا الكلام يفيد قائلين
الاول ان التصديق كيفية ادراكية والكتابة ان القصور
والتصديق نوعان متباينان والمصنف اعمال كليهما اما لبضرورة
وبيان الاول قدمنا آنفا وقد يستدل على الثاني في المشهور
بان لكل واحد من ماهية التصور والتصديق لوازم خاصة متنافية
للوازم اخرى وتنافي اللوازم يدل على تنافي الملزومات والا يلزم
اجتماع المتنافيين وفيه منع مشهور ايضا بان اللوازم
يجوز ان تكون لوازم الصنف فالملزومات يجوز ان تكون متباينة
صنفا اقول من الضروريات ان التصديق بماهية
ايا ما كانت يستلزم ان يتعلق بمتعلق يلزم ان يكون
النسبة الخبرية معتبرة فيه والتصور من حيث ماهية لا يستلزم
ذلك فلا شبهة رح في تنافي اللوازم وكذا في كونها لوازم

انها ليست من جنس العلوم بمعنى منشاء الانكشاف مطلقا فهو باطل
ضرورة انه بعد التصديق سيما اليقين تحصيل للذهن يوريه تجلي الامر
الواقع يقال له بالفارسية بدانش وله اسم في كل لغة فكيف
يخرج من جنس الادراك بل التحقيق ان اقوى مراتب الانكشاف
اليقين ثم الجهل المركب ثم التقليد ثم الظن واضعف العلوم التصورية من
ضعف مدارج العلوم ثم العلم الحضوري الذي جبلة بعض افراد العلم
بحقيقته فان فيه ليس قوة الكشف الاتري ان النفس مع كمال
شعورها عندها لا تعلمها كما تعلم الاشياء الآخر فلا تعلم انها
بسيطة او مركبة جوهر او عرض فلو كان لها كشف فتعلم
نفسها كما تعلم غيرها بالجوهرية والعرضية والبساطة والتركيب
فهذا ضعف مدارج العلوم كما ان اليقين اقواها فحا لفتهم
بجماهير الحكماء بغير دليل وبداهته بحجابا العقل السليم والفهم المستقيم
الا ان يقال مرادهم من الادراك حصول الصورة بمعنى الصورة
الحاصلة ولاشك ان الاذعان ليس بصورة حاصلة لشيء
وان كان منشاء الانكشاف فان الصورة عبارة عن الشيء
الحاصل في الذهن من الخارج بعد حذف المشخصات وتجردها
عن المادة تجريدا تاما او ناقصا والاذعان من الكيفيات النفسانية

مطلقہ فظہر حینئذ تحقیق قول المصنف فی المتن والحاشیۃ علی خلافہ
مازعموہ فی الشرح فافہم ذلک فان کان اعتقادا بالنسبۃ جزمیۃ تقلیدیۃ
وحکم الاعتقاد ان لم یبلغ الی حد الجزم بحیث ینتفی احتمال الجانب
المخالف یسمی ظنا فہو قسم منہ وان بلغ الیہ ذلک الحد فاما
ان لا یطابق الواقع فیسمی جہلا مرکبا او یطابق الواقع فاما ان یزول
بامر فیسمی تقلیدا او لا یزول فیسمی یقینا ثم قد ینتہی الی حد لا یمکن
ان الاذعان لہ بادراک کما یقع فی ادلۃ متشابہۃ لا انکشاف قبل ہو
من عوارض الادراک کحصول الوجود والعدم للنفس فوق
کیفیات نفسانیۃ اخری سوی الادراک وہذا الکلام وان
صدر عن القوم الذین یعتقد علیہم الا نمیل بالاعتقاد لکنہ
غلط فاحش فان الادراک عبارۃ عن منشاء الانکشاف والانجلاء
للذہن وفی الاعتقاد کشف تام للحکم عن الواقعی عند
المعتقد کما یظہر لمن لہ بصیرۃ بالرجوع الی الوجدان کیف وبحالات
الانسان یحصل التصدیقات الآتیۃ وانما یحالیتہا بالنظر الی الکشف
التام نعم ہنا کشف ناقص مباین للکشف التصوری فان کان مرادہم
الاصطلاح فقط علی ان العلوم التصدیقیۃ لیس بعلم
بمعنی العلم التصوری فلا مشاحۃ وان کان مرادہم

المشهوران من منع كون العلم ذاتيا وكون الخاص مدركا بالكنه وسلك
من عند نفسي طريقا ذوقيا لدفع هذين المنعين ولكن خوف
الملل والمين لا يرخص في ذكره انتهى اقول على ما قررنا من بيان
مراد المصنف يكون الطريق الذوقي لدفعهما واضحا عند المصنف
فان علم النور والسرور حصلان خاصلان للعلم بالمعنى المصدري
المطلق ولا شك ان بداهة الحصة الخاصة من المعنى المصدري
الانتزاعي تستلزم بداهة مطلقه بكنهه فان الحصة امر انتزاعي حاصل
في الذهن بكنهها فاذا كنه الامر الانتزاعي ما هو حاصل في الذهن والمطلق
جزء خارجي اي تفصيلي يكون حاصلا بكنهه ايضا وحينئذ يندفع
المنعان المشهوران بالكلية وحينئذ لا يرد عليه ما اورد بان الكلام
في معلوم المقيد البديهي اعني العلم بالنور مثلا لا يجدي
نفعا اذ لا يورث بداهة حقيقة العلم بالكنه او بكيفية
تصوره بوجه اجمالي وذلك لان كلام المصنف لم يكن في العلم
بالكنه المصطلح بمعنى ان يكون ذاتيات الشيء مرآة له بل في العلم
بكنهه اعني حصول نفس الشيء وهو حاصل في المعنى المصدري
للعلم المطلق اذا تصورنا الحصة البديهة فان المطلق المذكور يكون
جزءا تفصيليا بديهة فلا يمكن تصور كنه المقيد بدون تصور كنه

لم يثبت بعد ما يليق بشان العاقل على ان جعله من اجلى البديهيات
مع وقوع الاختلاف الكثير فى ذلك بعيد مع ان رجوع الضمير الى
بعض افراد الكلى الذى قصد عمومه بعيد من العبارة والحق ان
معنى كلام المصنف اى العلم بالمعنى المصدرى من اجلى البديهيات
من حيث المفهوم كالنور والسرور نعم تتفاوت حقيقة اى مصداقه
ومنشاء انتزاعه عسير فان الحقيقة حينئذ تطلق على المصداق و
الافراد ليقول لا شبهة فى تصوره اما فى الواجب فقد عرفت
ان مصداق هذا المفهوم نفس ذات الواجب وقيل ذوات الممكنات
وقيل الصورة القائمة بالبارى تعالى على ما مر من التفصيل فقد
عرفت حال تصوره واما فى الممكن فقيل الصورة الحاصلة وقيل
قبول النفس تلك الصورة وقيل التعلق بين العالم والمعلوم وعلى
تقدير الصورة الحاصلة فاما ان يكون حصول نفس المعلوم او مثاله و
لم يتفق بعد قال بعض فى الحاشية المتعلقة على قوله فى المتن كالنور
والسرور الاول من الحسيات والثانى من الوجدانيات الظاهر
التنظير ويمكن ان يحمل اشارة الى ما هو المشهور فى هذا المقام
وهو ان يقال المعنى كالعلم بالنور والسرور وهذا علم خاص
بديهى وبداهة الخاص يستلزم بداهة العام ويرد عليه المنع

Mehr Bücher auf www.rekhta.org

بالنظرية كذلك ثم في الممكن قد قيل في العلم بغير ذاته وصفاته انه من
مقولة الانفعال اعني قبول النفس للصورة اذ هو منشأ الانكشاف
عند البعض وقيل انه من مقولة الاضافة اعني نسبة التعلق بين العالم
والمعلوم فما دام لم تتعين مورد النزاع لا يليق النزاع بشان العقلاء
ولا يتصور الاشتراك بين المصاديق المذكورة الا في المفهومين المذكورين
وهما من البديهيات الاولية كما عرفت فهذا النزاع
باطل من اول الامر ويمكن ان يجعل النزاع لفظيا فمن قال
ببداهته ذهب الى المصدري ومفهوم الحاضر عند المدرك ومن
قال بنظريته ذهب الى المصداق ولا يخفى انه بعيد من
شان المحصلين هذا كلام على المنازعين واما على المصنف
انه لا يفهم ماذا اراد بمرجع الضمير في قوله انه من اجلى البديهيات
انا نفس مفهوم العلم بالمعنى المصدري او نفس مفهوم الحاضر عند
المدرك فكلاهما حق لكن قوله نعم تنقيح حقيقته عسير لا يلائم فان
المعاني الانتزاعية حقيقتها ما يحصل في الذهن دون غيره كما تقرر
عندهم وان اراد مصداقه فلم تتعين بعد كما ذكرنا فان
قلت قد تتعين تصديق الحاضر عند المدرك عند المصنف على ما سيأتي
من ان العلم حقيقة بها لحالة الادراكية قلت ان الحكم على شيء

متحالفة الى امر واحد لتحصيل اقسام متبائنة والامر الواحد هو القسم وهو
ان يكون حينئذ اعني وقت الانضمام طبيعة تامة فان الانضمام والتقييد
ينافي العموم بل الانضمام الى الطبيعة من حيث هي هي البساطة مع
الانضمام وهذا ظاهر لمن له حدس صائب الا ترى انا اذا قسمنا الحيوان
الى الانسان والفرس فانما نقسم ما نفهم من لفظه ولا نعتبر حينئذ امرا
آخر ولا نفهم منه الا الطبيعة من حيث هي هي فتامل فانه عين التحقيق
يقع عليه المناظرون ويجاذل المجاذل والحق انه من اجلى البديهيات
كالنور والسرور نعم تقع حقيقية عسيرة جدا اختلفوا في العلم فقيل
انه بديهي وقيل نظري ممكن الكسب او متعسره اقول هذا النزاع
في غير موضعه فان العلم اما ان يراد به المعنى المصدري الذي يعبر
عنه بالفارسية بدانستن او نفس مفهوم ما ذكره المصنف من الحاضر عند
المدرك باي معنى اخذته بديهي او لا يعلمه البله والصبيان لا يناسب
ان يكون محلا للاختلاف بالبداهة والنظرية واما ان يكون مرادهم
مصداق هذين المفهومين فهو غير متعين بعد ففي الواجب نفس
حقيقته كيف يدهب احد الى انه بديهي وفي الممكن في الحضور
نفس ذاته كيف يحكم ببداهته وفي الحصولي الصورة المحاصلة
قد تكون بديهيا وقد تكون نظريا كيف يحكم عليها بالبداهة مطلقا او

فان الحاصل قد يستعمل في نحو هم مرادف الكائن بمعنى الموجود بعد
العدم ثم الحاضر عند المدرك هذا التعريف يشمل جميع انحاء
العلوم من الحضوري والحصولي وعلم الواجب والممكن وعلم الكلي بالكنه
وغيره ولا بد من التخصيص بالحصولي والحادث نظرا الى تقسيمه الى
البديهي والنظري والا لفوت الحصر الظاهر من التقسيم وما قيل من
ان العلم الحصولي الحادث منقسم ومنحصر فيما ثبت حكم الانحصار
في مطلق العلم فغير على ما اقول ان وجود قسم من اقسام مطلق العلم اعني
الحضوري والقديم ينافي الانحصار المقصود من التقسيم الضابط والشرط في
ان مطلق البديهية محل للمتأمل فيه ولكن لا تتأتى في
تلك المرتبة لوجود الجهات المتكثرة فمطلق العلم منحصر في البديهي
والنظري بالنظر الى العلم الحصولي الحادث و
غير منحصر بالنظر الى الحضوري والقديم والمقصود من الحصر
ان لا يوجد قسم آخر من المقسم اصلا ثم قال ذلك القائل في موضع آخر
ان المقسم هو البديهية المطلقة دون مطلق البديهية فمع اثر منافاة لقوله
في هذا المقام بيان ان المقسم بالحقيقة هي البديهية من حيث
هي هي ويعبر عنها بمطلق الشيء لا الشيء المطلق اعني البديهية من
حيث العموم اذ التقسيم عبارة عن ضم قيود متخالفة

قد تحققان فی ضمن الفائدة المعتدة بها المذکورة فی المقدمة بحیث
تفید الامتیاز التام وهی الرسم التام وبیان الموضوع وبیان الغایة المذکورة
فیها وکلما هو فرد للموقوف علیه التام بالمعنی المذکور فهو الموقوف علیه
بمعنی المصح لدخول الفاء کما تری فی تعدد العلل المستقلة
للمعلول الشخصی مثلا کالدعائم للسقف فان الموقوف علیه التام
طبیعتها وخصوصیات تحققها مصححات لدخول الفاء یمکن حصول
السقف بدون کل واحد منها علی الانفراد وهذا توجیه للون الامور
المذکورة مقدمة للعلم وامکونها مقدمة للکتاب بمعنی ما یذکر قبل
المقاصد لارتباط بها ونفع فیها فظاهر وبحصل ما یحتمل الکتاب
من المعانی الثلثة الالفاظ الدالة علی المعانی والمعانی
المعبرة بالالفاظ وجموعهما واحتمال النقوش ساقط من البین لعدم
قصد التدوین به والذکر والنفع یتحقق بالذات او بالعرض
فی المعانی والالفاظ والمجموع کما لا یخفی علی من له ادنی تامل و
المراد ههنا المعنی الاعم فیصح التعریف علی کل واحد من الشقوق العلم
التصوری فیه اشارة الی الترادف کما فی الحاشیة او الی
ان المنقسم الی التصور والتصدیق هو العلم الحصولی بناء علی تعریف
التصور بالحصول وایضا اشارة بعیدة الی تخصیص المقسم بالحادث

علیہ کالبنات علی البیت والاعتصام بہ ای باللہ تعالے حقیقۃ ہذا التوفیق
معناہ معروف والصلوٰۃ والسلام علی من بعث بالدلیل الذی فیہ شفاء
لکل علیل فان القرآن المجید دلیل مرشد لے حلاوۃ عسل الایمان وہو
یشفی کل واحد عن الامراض الظاہرۃ والباطنۃ کما یظہر لمن تفکر فی
آیات کلامہ المجید وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مقدمات الدین المقدمۃ
ہہنا اما بالمعنی اللغوی او بالمعنی الموقوف علیہ وکلا الوجہین صحیحان
فہم الہدایۃ والیقین اذ بہ یتوصل بہم الی الہدایۃ والیقین اما بعد
فہذہ رسالۃ فی صناعۃ المیزان ای فی علم المنطق سمیتہا بسلم العلوم
ہذہ التسمیۃ بالنظر لے المقصود من الکتاب فان المنطق وسیلۃ الیہ العلوم
کلہا اللہم اجعلہ بین المتون کالشمس بین النجوم فی الضیاء
والشہرۃ واحتقار غیرہ من المتون عند ظہورہ مقدمۃ و
ہی ما یتوقف علیہ الشروع فی العلم والمراد بالتوقف ہو المصحح لذہن
القاری والمذکورات فیہا کذلک فان الموضوع والحد والغایۃ
المذکورۃ فیہا مما یتوسل بہ الی الشروع فی العلم ویدفع بہا
استحالۃ طلب المجہول المطلق وطلب البعث وعدم الامتیاز بین
المسائل وبالجملۃ ان الموقوف علیہ التام للشروع بمعنی ما لا یکمل
الشروع بدونہ انما ہو التصدیق بفائدۃ ما والتصور بوجہ ما وہما

تحقق الجعل المؤلف الا على طريق الانضمام فان الطبيعة المأخوذة
مع الوجود حينئذ تكون موجودة في الخارج قابلة لان تكون اثرا لجعل
المؤلف كما قررناه واذا بطل شق الانضمام ايضا بطل الجعل المؤلف
فان الوجود حينئذ يكون امرا انتزاعيا منشأ انتزاعه ومتبوعه نفس الماهية
فالوجود لم يكن بمرة واثرا للجاعل بالذات كما قررناه سابقا وكذا
الاتصاف به فانه ايضا امر اعتباري منشأ انتزاعه نفس الماهية
من حيث هي فان الانتزاع لا يتوقف على تحول حيثية اخرى
كالاستناد الى الجاعل وغيره فانها لو كانت غير ما كانت
هي الوجود حقيقة غير ما الكلام فيه فحينئذ لم يكن قابلا للاستناد الى
الجاعل واثرا له بالذات الا الماهية من حيث هي اعني نفس الماهية
بلا اعتبار حيثية اخرى وهذا هو الجعل البسيط هو الحق كما ذكره المصنف
قدس سره في الحاشية فتامل في هذا التحقيق فانه من النفائس المختصة بهذا الكتاب

الايمان به اي بالله تعالى او شريعته وقيل بالعمل مطلقا او
بالجعل البسيط لتعلم التصديق في الحاشية فيه اشارة الى ان التصديق
هو المعتبر في الايمان فيما بينه وبين الله تعالى ووجه الاشارة اطلاق
التصديق على الايمان فلو كان الايمان مركبا من التصديق وغيره
لم يطلق عليه حقيقة فان الاجزاء الخارجية شيء لا يكون محمولة

للعمل المؤلف بقبيل هنا فان الاطراف حينئذ مجهولة بالذات وفي
المؤلف كيس كذلك وهذا البيان الاخير نفهم الناظر وان لم نفهم المناظر
لكن لا يفيد اصل مقصودنا كان هذا الشق من البوطل ايضا و
بما الانضمام فهو يطلق ايضا فان انضمام شئ الى شئ سيما اذا كان المنضم
امرا شخصيا لا قبيل اشتراكا للتشخص والوجود الخاص فرع
تشخص المنضم اليه بالضرورة فيلزم الدور او التسلسل فان قلت
يجوز ان يكون الانضمام كانضمام الصورة الى المادة بان يكون
للتشخص والوجود الخاص بالنظر الى طبيعتها تقدم على
الماهية وبالنظر الى الخصوصية المنضمة بالعكس قلت لا يكون تقدم
المرتبتين في التشخص فانه امر خارجي على هذا التقدير متشخص بذاته
فلو كان له تشخص وطبيعة يلزم التسلسل بل هو امر متميز بذاته
لا يعقل له مرتبة الطبيعة فاذا لم يكن التشخص منضما لكن الوجود
الخاص ايضا كذلك على ان في الوجود الخاص اذا كان الانضمام
كانضمام الصورة الى المادة يلزم الدور صراحة فان الصورة
بنفس طبيعتها كما تفيد الوجود الخاص للمادة تفيد وجود
الطبيعية لها فطبيعة الوجود المأخوذة في الوجود الخاص للماهية
اذا كانت علة للوجود المطلق للماهية يلزم الدور صراحة ولا يعقل

محضا وهذا المعنى يحقق الجعل البسيط والثاني في سبيل وجود الكلي الطبيعي
وهو الحق عندهم وحينئذ اما ان يكون الوجود الخاص والتشخص
عينا للماهية فمع انه بطلانه يرفع التمايز بين الاشخاص يثبت مطلوبنا
كما ذكرنا انفا او جزءا لها فمع بطلانه بهذا البيان يؤيد المطلوب
ايضا فان الجعل المؤلف لا يكون بين الاشياء وذواتها فاذا بطل
المؤلف ثبت البسيط لعدم خلو الماهية عنهما واما احتمال
انفصال التشخص والوجود فمع انه بطل ايضا فانهما من محمولات
الماهية والمنفصل لا يحمل على ما انفصل عنه وايضا يلزم الترجيح
بلا مرجح في نسبة التشخص الى زيد دون عمرو فانه في جانب
المنسوب اليه لم يكن حينئذ الا الماهية المشتركة بينهما لا تمايز
فيها اصلا فلو اعتبر تمايز بينهما بالمنفصلات الاخر يلزم التسلسل
او الدور كما لا يخفى على من له ادنى فطانة فاما ان لا يعتبر التمايز
بالمنفصلات بل بالمتصلات فيعود الى احد الشقوق الباقية
فنقول ان الضرورة شاهدة بان المنفصلات مستقلة في التحقق
لا يكون احديها تابعة للاخرى تبعية تقتضي الى الواسطة
في العروض وان عرض لها التبعية بمعنى الواسطة في الثبوت وح
يتعدد الجعل بكل منهما بالذات بمعنى نفي الواسطة في العروض فلم يكن

بالضرورة سوا ر فرضنا وجود المعتبر والاعتبار أو عدمهما لغم ان
قلنا يكون الاعتباريات اثرا للجاعل فباعتبار المنشاء الذي هو
ليس باعتباري واذا تمهد هذا نقول ان لنا سبيلين الاول نفي
وجود الكلي الطبعي في الخارج كما هو الحق عندي وسندكر برهانا قويا
على ذلك في مقامه وهو ان كان مخالفا لجمهور الحكماء لكني في
مقام التحقيق لست من الذين نقلد والبقلائد هم وعلى هذا التقدير
ليس في عالم الكون الا التشخصات المحضة هي الوجودات الحقيقية
لان التحقيق ان الوجود ما عين انه تشخص كما هو راي الفارابي او
مساوق له كما هو راي غيره ومعنى المساوقة ههنا ان لا يتخلف
احدهما عن الآخر تخلفا زمانيا او ذاتيا فلو كان الوجود عارضا لها
او جزأ او منفصلا يفوت العينية او المساوقة كما لا يخفى على من
له ادنى تامل بل لابد ان يكون عينا فاذا تقررت العينية فنقول
يتحقق الهيئة التركيبية بين الشيء ووجوده اللهم الا في الذهن
باعتبار انتزاع معنى الوجود المصدري وانتسابه في الذهن
اليه ومنشا هذين الامرين الاعتباريين نفس تلك التشخصات
في الخارج هي ثمرات للجاعل بالذات واما الوجود المصدري
وانتسابه الى تلك فثمرتان بالتبع لكونها اعتباريين

من جهة الهيئة التركيبية فهي اثر الجاعل توفيه انا لانسلم ان الامكان بالمعنى
الاول الهيئة التركيبية بل انما يعرض للماهية من حيث هي هي فانه عبارة
عن نفس صلاحية الماهية للعلولية ولو اصطلحنا على المعنى المذكور
في الدليل فلانسلم ان الامكان علة للاحتياج بل علة الاحتياج ما ذكرنا
على ان المتكلمين يقولون بان علة الاحتياج الى الجاعل ليس الامكان
بالمعنيين المذكورين بل علة الحدوث وفيه ما فيه ولك ان تقول في
تزييف الدليل بانا سلمنا ان الامكان علة للاحتياج الى الجاعل
فيجوز ان يكون الاحتياج فيما يعرض هو هو الهيئة التركيبية وفي طرفيه
اعني الماهية والوجود على طريق خاص هو ان يكون المتبوع
اعني الماهية محتاجا اليه بالذات واثرا له كذلك والتابع اعني
الوجود في الهيئة التركيبية محتاجا اليه بالتبع واثرا له كذلك
فهذا المعنى يقرر الجعل البسيط والدلائل على مذهب الشافعي
ضعيفة سخيفة ربما ذكرها اجدر والحق ما اقول بتوفيق الله تعالى
وتائيده وان كان مستنبطا من كلامهم وقد يقتضي تمهيد مقدمتا ولا
وهي ان الاثر المجاعل بالذات في الماهيات الحقيقية التي كلامنا
فيها لا بد ان لا يكون تابعا لاعتبار المعتبر ولحاظ اللاحظ فان
الماهيات الحقيقية تخرج من حيز العدم الى بقعة الوجود

شی ہو الوجود واستدل ایضا علی المذہب الاول بان الاثر بالذات
لابد ان یکون امرا عینیا موجودا فی الخارج والوجود امر اعتباری
کذا اتصاف الماہیۃ بہ ایضا امر اعتباری فلم یبق الا الماہیۃ وفیہ
وجوابہ بان القدر الضروری کون المجعول امرا عینیا واما المجعول الیہ
فقد یکون امرا اعتباریا واقعیا کما اذا جعلنا الشیء فوقا او تحتا فالمجعول
امر حقیقی والمجعول الیہ ہو الفوقیۃ والتحتیۃ امر اعتباری وقد استدل
علیہ بعض المدققین بان الماہیۃ من حیث ہی اما ان لا تکون ثمرۃ الجعل
اصلا وہو بط بالضرورۃ مع انہ خلاف صریح من الحکماء المشائیۃ والاشراقیۃ
واما ان تکون ثمرۃ الجعل بالتبع فتکون متاخرۃ عن الماہیۃ الموجودۃ التی
ہی ثمرتہم بالذات ضرورۃ تاخرا بالتبع عما بالذات فتکون الماہیۃ
المطلقۃ متاخرۃ عن المخلوطۃ مع ان الامر علی خلاف ذلک واما ان
یکون الماہیۃ ثمرتہ بالذات وفیہ المطلوب وجوابہ باختیار الشق الثانی
بان الماہیۃ المطلقۃ متقدمۃ علی المخلوطۃ بالذات من حیث ہی و
متاخرۃ فی وصف الجعل ولا مضائقۃ فی ان یکون الشیء مقدما
علی الشیء بحسب الذات ومتاخرا عنہ فی الوصف فافہم واستدل
علی المذہب الثانی بان الامکان انما یعرض للہیئۃ الترکیبیۃ فانہ عبارۃ
عن کیفیۃ نسبۃ الوجود الی الماہیۃ قالاحتیاج الی الجاعل ایضا انما یکون من

لابد ان یکون امرا عینیا موجودا فی الخارج والوجود امرا اعتباری
کذا اتصاف الماہیۃ بہ ایضا امر اعتباری فلم یبق الا الماہیۃ وفیہ
وجوابہ بان القدر الضروری کون المجعول امرا عینیا واما المجعول الیہ
فقد یکون امرا اعتباریا واقعیا کما اذا جعلنا الشیء فوقا او تحتا فالمجعول
امر حقیقی والمجعول الیہ ہو الفوقیۃ والتحتیۃ امر اعتباری وقد استدل
علیہ بعض المدققین بان الماہیۃ من حیث ہی اما ان لا تکون ثمرۃ الجعل
اصلا وہو بط بالضرورۃ مع انہ خلاف صریح من الحکماء المشائیۃ والاشراقیۃ
واما ان تکون ثمرۃ الجعل بالتبع فتکون متاخرۃ عن الماہیۃ الموجودۃ التی
ہی ثمرتہم بالذات ضرورۃ تاخرا بالتبع عما بالذات فتکون الماہیۃ
المطلقۃ متاخرۃ عن المخلوطۃ مع ان الامر علی خلاف ذلک واما ان
یکون الماہیۃ ثمرتہ بالذات وفیہ المطلوب وجوابہ باختیار الشق الثانی
بان الماہیۃ المطلقۃ متقدمۃ علی المخلوطۃ بالذات من حیث ہی و
متاخرۃ فی وصف الجعل ولا مضائقۃ فی ان یکون الشیء مقدما
علی الشیء بحسب الذات ومتاخرا عنہ فی الوصف فافہم واستدل
علی المذہب الثانی بان الامکان انما یعرض للہیئۃ الترکیبیۃ فانہ عبارۃ
عن کیفیۃ نسبۃ الوجود الی الماہیۃ قالاحتیاج الی الجاعل ایضا انما یکون من

وهن ظاهر فانه مبني على عدم تصور الجعل البسيط والمؤلف اذ به يرتفع
النزاع بين الفريقين من اول الامر وتصير نزاعا لفظيا ونشار الخلاف
بينهما بالحقيقة ان الاثر بالذات اما نفس الماهية مستقلة كانت او
غير مستقلة مع قطع النظر عن خلط الوجود وهذا مذهب الاشراقيين
ولا يفيد الدليل لهذا المذهب فان الخلط وان سموه ماهية فليس مما هم
بصدده او يكون الاثر اختلاط الماهية بالوجود سواء كانت مستقلة
كماهية الانسان والفرس او غير مستقلة كالمعاني الحرفية الحاصلة
بكبهما في الذهن لطائفة تصورها وليس مناط الخلاف بين الفريقين
بالاستقلال وعدمه فانهما تابعان للاتفاق كما سنحققه انشاء الله تعالى
والاثر لا يكون تابعا له كما ذكرنا بل ان المجعول اما نفس الماهية مع قطع النظر
عن الخلط بالوجود بالذات ومرتبة الخلط بالتبع او المجعول
بالذات الثاني فقط والاول بالتبع فحاصل الخلاف يرجع الى ان
الاثر بالذات للجاعل امر مرتبة الطبيعة بلا شرط شيء او المرتبة بشرط شيء
وهو الخلط بالوجود فان قلت على هذا لا يتعلق الجعل بالذات
بالجزئيات فانها ماهية بشرط شيء وهو خلاف ما قال المقصود خلاف مذهب
الاشراقية قلت هذا الخلط يتصور في الكليات نظرا الى وجود الطبائع
وفي الجزئيات نظرا الى الوجود الخاص وكلا الخلطين يسميان بشرط

في تحقيق الجعل البسيط فوجب علينا تحقيقه وان كان المقام غريبا وبيانه
ان الممكنات اذا خرجت من العدم الى عالم الكون من الجاعل فلا بد له من تأثير
واثر تابع له فالاثر بالذات اما نفس الشئ الموجود في عالم الكون من الجاعل
سواء كان بسيطا كالعقول والافلاك وبسائط العناصر او مركبا
كالمركبات وعلى هذا لا يكون تحته المجعول فقط بسيطا او مركبا دون
المجعول اليه او اختلاطه مع حيثية الوجود وبهذا الاختلاط الذي فرض
اثر الجاعل بالذات لا يكون في مرتبة الحكاية فانها تابعة للحاكي
فاذا فرضنا عدمه او عدم حكايته يتم الامر بالضرورة فليس من شان
العاقل ان يقول به بل يكون في مرتبة المحكي عنه اعني
مرتبة اتصاف الماهية بالوجود في نفس الامر وهي هيئة تركيبية
واقعية لا تكون تابعة للاعتبار المعتبر ولذا وقع في كلامهم ان اثر الجاعل
مفاد الهيئة التركيبية الكلامية اعني مفاد كون الشئ موجودا او الاول
الجعل البسيط القائل به الاشراقية والثاني الجعل المؤلف
القائل به المشائية فهذا تحرير محل النزاع بين الفريقين وتذكر ادلة الفريقين
ثم تبين ما هو الحق على ما اشار اليه المصباح ان شاء صاف عن
الكدورات فنقول استدل على المذهب الاول بانه يجب الانتهاء الى
الجعل البسيط فان كلما يفرض اثر الجاعل يكون ماهية من الماهيات وفيه

بالمعروف والمجهول اى لم يلد ولم يولد اما الثانى فظاهر فانه يستلزم الامكان
واما الاول فلان الوالد غير مستعمل فى العرف واللغة فى السبب
فقط بل فى اخراج المثل من البطن والله سبحانه وتعالى
منزه عنهما ولا تغير لانى ذاته هو ظاهر من معنى الواجب الذاتى ولا فى
صفاته فانه قد تقرر فى موضعه ان صفاته تجب لذاته تعالى ولا تعليل
الكلام بذكر الدلائل الموردة فى مقامه تعالى عن الجنس والجهات الجنس
اما ان يراد به مصطلح اهل المنطق فقد ظهر وجه نفيه من السابق من نفى
الاجزاء الحقيقية للواجب تعدوا الجنس الحقيقى يكون بعزء حقيقيا البتة
وهو المقصود من النفى ههنا ايضا او يراد به المجانس فنفى الشريك
فى مقام الحمد له تعالى وقد سمعت من بعض الاساتذة قدس اسرارهم
لفظ الجنس مقام الجنس وهو يناسب الجهات ولكن لم تحصل البراعة و
المراد بالجهات الجهات الستة المشهورة وفيه من البراعة ما لا يخفى جعل الكليات
والجزئيات فى الحاشية فيه اشارة الى ان القول بالجعل البسيط
هو الحق كما ينطق به القرآن المجيد انتهى وجه الاشارة ظاهر
حيث ترك المفعول الثانى كما ترك فى قوله تعالى جعل الظلمات والنور
فان الجعل البسيط يستدعى المجعول الذى هو المفعول الاول دون المجعول
اليه الذى هو المفعول الثانى واذا وقع الايماء والتصريح من المصنف

اتحاد ذات الكاشف قلت تصور الكشف مع كون الكاشف مباينا
للمكشوف اذا كان للاول خصوصية مع الثاني وانما يمنع ذلك فيما ليس
له خصوصية اصلا بل الخصوصية قد يزيد على الاتحاد في حق الكشف ثم انظر
الى تمايز الخصوصيات يحصل تمايز العلوم فان قلت لا يخلو اما ان يكون
تلك الخصوصيات انضمامية فترجع الى شق الانضمام او انتزاعية
فترجع الى شق الانتزاع وقد ابطلنا الشقين فيما مر قلت نختار
كونها انتزاعية ولكن ليس مناط الكشف على هذه المفهومات الانتزاعية
بل على منشأ انتزاعها وهو ذات واحدة بسيطة ويجوز ان يكون ذات واحدة
منشأ لانتزاع امور كثيرة مختلفة الآثار والاحكام كما يشاهد في الكرة
فانها تكون منشأ لانتزاع المنطقة والدوائر الصغار والاقطاب
والمحاور مع كونها متمايزة في الآثار كذلك يكون ذات
الواجب تعالى منشأ لانتزاع خصوصيات مختلفة متمايزة الاحكام
والآثار وهي العلوم المتمايزة وحينئذ لا غبار في هذا المذهب لا يكون
علم الباري تعالى على هذا الطور بحصول الصورة فنعم قول المصنف ولا يتصور
على صيغة المعلوم ولعل تنقيح هذا المطلب الشريف بهذا النمط النفيس لا يوجد
في مطاوي الكتب الكبار فضلا عن الصغار فانظر بعين العقل لعلك تصاب
ولا تكن من المسرعين في الرد والقبول حتى تجلى لك حقيقة الحال لا تتيح

الواقع ... مشهد بيانه ههنا على التفصيل والثاني مذهب فرفوريوس
القائل باتحاد ... والعاقل ... في علم الواجب تعالى بالممكنات وهذا
... مذهب الصوفية ... المتوسط
... البحث ... والفكر ... مذهب ثالث ... الحق وهو ان يكون
ذات الباري تعالى مع تباين حقيقته مع الممكنات كاشفة لها كشفاً
تفصيلياً والقائلون به المتأخرون من الحكماء وهذا هو الحق عندي
بحسب النظر الدقيق وتحقيق مذهبهم ان ذات الباري تعالى متباينة
لذاتها ذوات الممكنات لكن لها خصوصية خاصة مع كل واحد
واحد منها وبتلك الخصوصية تكون كاشفة له كشفاً تفصيلياً ولهذا كان هذا
العلم صفة الكمال فان كان الكشف اجمالياً صار علماً ناقصاً
وانما سمي هذا العلم بالاجمالي لانه كما يكون في صورة العلم
الاجمالي للممكنات امر واحد منشأ لانكشاف الكثير كذلك يكون في
علم الباري تعالى الاجمالي ذاته واحدة منشأ لانكشاف
الكثيرين ولكن بين الكشفين بون بعيد فان الاول كشف ناقص اجمالي
وفي الثاني كشف تام تفصيلي فان قلت مع تباين ذات الكاشف
والمكشوف كيف يتصور الكشف فانه انما يتحقق بقدر الاتحاد
وايضاً كيف يتصور التمايز في الكشف بين الممكنات مع

١٥

اعنی کون علمہ تعالے انتزاعیا یتحقق مذہب المتکلمین القائلین بان علمہ
تعالے صفۃ بسیطۃ ذات اضافۃ فنحاط کشف کل واحد واحد من الاشیاء
اضافۃ تناصۃ وہی معنی انتزاعی یعبر علیہ ما مر
بحسب الجلی من النظر وامابحسب الدقیق من النظر یعبر علیہ بنفس ما مر
علی الشق الانضمامی کما لوحنا فی بعض الحواشی وفی الاحتمال الثالث
اعنی شق الانضمام تحقق مذہب ارسطو والشیخین الی علماء وابن نصر القائلین
بانقسام الصور فی ذاتہ تعالے ویعبر علیہ ایضا بما مر فی ذلک
وفی الشق الثانی یتحقق مذہب من یقول بکثرۃ الاوائل سالما عن
المناقشات وتحقق فیہ مذاہب ثلثۃ الاول مذہب الصوفیۃ الصافیۃ
وبیانہ علی وجہ الاجمال انہ لیس فی عالم الکون الا ذات واحدۃ
بسیطۃ وہی الوجود لیست بکلیۃ بمعنی القابل للشرکۃ حقیقۃ ولا خارجیۃ
بمعنی ان لا یقبل التکثر اصلا بل تلک الذات تتلون بالصور الاسمائیۃ
الشئونیۃ الاعتباریۃ فی بذاتہا شئونا ذاتیۃ واقعیۃ لا تنتزاع التعینات الغیر
المتناہیۃ وبترتب الآثار والاحکام المختلفۃ علی تلک التعینات
الواقعیۃ المنتزعۃ عن الذات الواحدۃ فالمتعین بکل تعین ہذا ممکن
والمعبر عنہ ہذا الواجب فعلمہ تعالے انما یتعلق فی
علم الذات اذ ذاتہ لیست مغایرۃ للممکنات بالذات بل الاعتبار

من ان الماضيات والمستقبلات كلها موجودة في الدهر المتعبر عنه
بالواقع بالفعل اما وجود والترتيب فلما ذكرت في شق الانضمام آنفا ولان
المعدات فيها ترتيب طبعي في الدهر وفي المتصلات كالحركة والزمان الغير
المتناهيين يقضي الاتصال للترتيب ولا يحتاج الى تعريب آخر كما في الخط
والسطح ولا بطال المعية الدهرية فتابياتان اخرى عريضة لا يحملها المقام
والثالث قول بعضهم من ان صور الاشياء كلها حاصلة في العقل الاول
وهو مع الصور كلها حاضر عند الباري تعالى فالعقل الاول مع الصور
علم حقيقي للباري تعالى اقول يرد عليه مع مامر ان يكون علم الباري تعالى
للممكنات بعد علم العقل الاول فان الصور الحاصلة فيه بعده والعقل بعد الباري
تعالى وهو كما ترى والرابع قول المعتزلة من ان المعدومات الممكنة ثابتة في
عالم الواقع غير موجودة فيه وهي العلم للباري تعالى وفيه بعد ما
اورد سابقا وهن ظاهر فان الثبوت هو الوجود ولو اريد به معنى آخر
فلا يفيد بالمقصود والخامس قول صاحب الاشراق بان الباري
تعالى يعلم الاشياء بالاشراق النوري فمجملة الاشياء معلومة له بذلك
الاشراق وفي نقل مذهبهم تلفظات مجملة كثيرة منشط به الاذكان دون
الاذهان وبعد تعق النظر في تلك الالفاظ لا يظهر مذهب آخر
وراء سائر المذاهب المذكورة فتدبر في هذا الباب وفي الاحتمال الرابع

بالفعل والا یلزم الجهل لانتفاء علم البعض حینئذ وفی هذا الشق الاخیر
تحقق خمسة مذاهب الاول قول افلاطون بان علوم الباری تعالے
بالممکنات صور قائمة بنفسها مجردة عن المادة وهذا المذهب مع بطلانه
بامر یبطل بان الصور لیضها اعراض وهی طبیعة ناعتة لایجوز ان تقوم بنفسها
الا قول فی وجه ینتفصے عنه ان مراده بالقائم بنفسها ان لاتقوم بالعالم بها
وحینئذ یجوز ان یکون صور الاعراض کالسواد والبیاض مثلاً
قائمة بالمحال کالاجسام مثلا غیر قائمة بالباری تعالے فان قلت علم السواد
بدون الجسم ممکن قلت لعله لایکن فی علم الباری تعالے لامر
لایعلمه الا هو کما لایکن وجود السواد فی الخارج بدون الجسم لامر
یعلمه الممکن ایضا وثانیا نے قول اکثر المشائین من وجود الممکنات
الموجودة فی الدهر المجرد عنه بالواقع من غیر تقدم وتاخر
فالممکنات الموجودة فی الدهر الحاضرة عنده تعالے هو العلم بها و
فیه انه لایشمل العلم بالمتنعات والممکنات المعدومة ازلاً وابداً
فانها لاوجود لها فی الدهر اصلا الا ان یقال بالتوزیع بان یکون علم
البعض بالوجود الدهری والبعض الاخر بطریق اخر وفیه ما فیه
ویبطل هذا المذهب مع امر ابطال المعیة الدهریة بالجزاء وبراهین
التسلسل فیه لوجود الامور الغیر المتناهیة بالفعل کما هو المقرر عندهم

سيما اذا كانت صورا مرتسمة فان الوجود الذهني اضعف من
الخارجي مطلقا وايضا صدور تلك المنضمات منه تعالى الا ان يكون
بالاضطرار او بالاختيار والاول باطل والثاني يوجب سبق العلم بها فاما
ان ينتهي الى الذات فيحصل المطلوب او لا فيلزم التسلسل المستحيل
من جهة اخرى فان قلت لانسلم استحالة الاضطرار في الصفات
الكمالية قلت التزام الدخول في ربقة الورطة الظلماء ليس امكان
الخلاص عنها بهين ولا حسن كما سيأتي ترجيح المرجوح واما
الاحتمال الثالث فباطل فان كون الامر الا متميزا عن المشاء
للانكشاف اما ان يكون بسبب المشاء فيرجع الى احد الشقوق
السابقة او بسبب نفس مفهوم الامتياز فلا تحصل له الا بعد الامتياز و
بعده يصير منضما الى المتميز بالكسر فيرجع الى الثاني واما
الرابع فلانه يؤدي الى الاستكمال بالمنفصلات فان العلم صفة
كمالية له تعالى ولا يجوز على العقل عليه وكذا يلزم الاضطرار الفاحش
ان لم يسبقها علم وان يسبقها يرجع الى الباقي الاحتمالات وايضا
يلزم نسبة الجهل الى جنابه تعالى في مرتبة تقرر ذاته وصفاته
تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا وايضا تلك العلوم المتفصلات غير
متناهية لعدم تناهي معلوماته ومترتبة لترتبها كما ذكرنا وموجودة

الواجب تعالى بالممكنات خمسة والذاهب المعتزلة الواقفة وفيه عشرة
تبطل الباطل منها ويحق الحق ويكشف في ذيلها المقصود وهنا اما الاحتمالات
العقلية الخمسة فهي ان علمه تعالى بالممكنات اما ان يكون عين ذاته
تعالى او جزءه او قائما منضما اليه او منتزعا عنه تعالى او امرا منفصلا
عنه تعالى والاحتمالات الاربعة الآخرة باطلة فثبت الاول اما الاول
فبنا ظاهر من ابطال الجزء له تعالى واما الثاني فلما سنح لي استحكامه وهو
ان الانفصال يجب ان تكون بحسب حدود المعلومات فان علم زيد على
وجه التفصيل غير علم عمرو كذلك كما يشهد به الضرورة والمعلومات غير
متناهية فالعلم ايضا كذلك والمعلومات الغير المتناهية مستقيلة كانت
او ماضية عند الحكيم مترتبة ترتيبا زمانيا او طبعيا بالذات في سلسلة
المعدات فيكون علومها مرتبة بالعرض بحيث يتعين الاول وهو علم
يتعلق بالحادث اليومي والثاني وهو علم يتعلق بالحادث بالغد وكذا
الى غير النهاية والتسلسل في الامور الغير المتناهية الموجودة
بالفعل المترتبة ولو بالترتب العرضي بحيث يتعين الاول والثاني
والثالث الى غير ذلك بط بالتطبيق والتضايف وايضا يكون الامر
المنضم اول المعلولات وقد تقرر في مدارکهم انه يكون اقوى في الممكنات
وهو اضعف فاذن يكون عرضا قائما بالمحل والاعراض اضعف وجودا

ایضاً باطل فان الزائد یتأتی فیہ احتمالات ثلثۃ اما ان یکون قائماً بنفسہ
او منتزعاً معاً فقط او منفصلاً والانفصال ظاہر البطلان فان الوجود واجب
کلیہا محمولان علی الواجب تعالی والمنفصل لا یجعل اصلاً والقیام
یستلزم احتیاج القائم الی ما قام بہ والاحتیاج ملازم للامکان والممکن
یستلزم العلۃ فوجود الواجب یستلزم ان یکون لہ علۃ ولا یکون
غیرہ تعالی والا لم یکن الواجب واجباً ولا یکون لنفسہ فحینئذ الواجب
من حیث ہو واجب الوجود من حاصل الوجود فالوجود الذی یجیبہ
یکون علۃ لوجودہ اما ان یکون عین الوجود المعلول یلزم الدور او
غیرہ فیلزم التسلسل ہذا اذا قرء علی صیغۃ المجہول ولو
قرء علی صیغۃ المعلوم یکون المراد بہ ان علمہ تعالی لیس
بحصول الصورۃ والارتسام کما ذہب الیہ ارسطو وانسیخان
ولا ینکشف النطاق عن وجہ المقصود ما لم یذکر مسئلۃ علم الواجب
التی ہی من مہمات المسائل قد تحیرت فیہ الافہام ولم یات احد بما
یتعلق بقلب الاذکیاء وانی مع اعتراف عجزی فی کل باب اذکر بتوفیق
اللہ تعالی وتائیدہ ما ینشط بہ الاذہان الصافیۃ ویمیل الافہام الفائقۃ
ولکن لضیق المقام وضیقہ لا اذکر الا امراً ضروریاً مختصراً موضحاً
موصلاً الی المقصود فنقول ان الاقسام العقلیۃ التی لا یعلم

حصل التشخص الخارجي بسبب التشخص امتاز عن جميع ما عداه
فالتشخص الذهني لو امكن لا يفيد الا امتياز شخص عن شخص او يفيد الا امتياز
جميع ما عداه فيلزم تحصيل الحاصل وهو محال وحينئذ يظهر فساد
ما زعم البعض من ان يكون الواجب لذاته يجب وجوده وتشخصه
الخارجي واجبا بالذات ويكون بسبب التشخص الذهني كذلك بالذات
ثم تعدد التشخصات الذهنية او الخارجية او المختلطة من القبيلين انما
يحصل بالطبائع الكلية فيحصل بها الامتياز في ضمن شخص بواسطة تشخصه عن
جميع افراده ويحصل الامتياز الآخر كذلك في ضمن شخص آخر فهذا
الامتياز للاشخاص بالذات والطبائع بالعرض فان قلت هذا البيان
يفيد سبيل حصول الاشخاص الخارجية في الاذهان فكيف سبيل
العلم بها قلت سبيل العلم فيها اما بالخواص المختصة او بحصول
طبائعها الكلية في الذهن مع حصول تشخص ذهني لها مماثل
للتشخص الخارجي وحينئذ يكون التشخص الذهني المماثل في الحقيقة
للتشخص الخارجي كاشفا له فيحفظ سبيل حصول الاشياء بانفسها
اعني بماهيتها الكلية بقيد الامكان وبقي مطالبة البرهان على ان وجود
الواجب وتشخصه عين ذاته وبيانه ان التشخص الخاص والوجود كذلك
لو لم يكن عينا له تعالى لكان اما جزءا او امرا والاول باطل لما مر سابقا والثاني

انما يبطل ذلك بلسان الشرع وفي عالم النظر بالبيانات اشهد انه
بذاته الا عند المقارنة واما غيرها فانما يبطل لو بطل كون امر واحد
بسيط الحقيقة بحسب ذاته مشاركا لانتزاع امور متكثرة وهو خلاف
الواقع كما بينا في مقام آخر ولا يليق هذا المقام ولا يتصور على صيغة
المجهول اصلا لا يتصور الكثرة ويكفيه ما الاول فقد ظهر بطلانه بما مر
من ابطال الجزء الحقيقي فان العلم بالمكنة انما يكون بيانا واما
الكاشفية فلان الوجود الخارجي للواجب وتشخصه من ذاته تعالى و
من البين ان تشخص الخارجي انما يكون بكون بعينه
هو كذلك خاصا في الذهن من الاذهان سيما اذا كان الشخص واجبا
لذاته فان الواجب بالذات يكون غنيا بالذات عن الجاعل فلو
حصل ذاته تعالى في الذهن يكون متشخصا به فهذا الشخص اما
يكون هو الشخص الخارجي بعينه فيلزم الانقلاب او الى المحل فيحتاج اما
بالعلة الى علة او يكون مغايرا له فيلزم ان يكون للشخص الواحد
تشخصان وهو باطل فان قلت لا مضائقة اذا كان احدهما خارجيا
والآخر ذهنيا وانما يلزم الاستحالة لو كان من جنس واحد قلت تشخص الشيء
عبارة عما يفيد الامتياز للمتشخص عن حيث انه معروض به عن جميع
افراده سواء كان كليا او جزئيا خارجيا او ذهنيا فاذا

العرفاء خاتم يعلمون ذلك بالعقول ايضا في حضراتهم
اذ هم ولكن لم يقم عليه برهان قوي بعد في عالم العقول المتوسطة التي
كلامنا فيها وكذا العقول بحسب التركيب الحقيقي في الافتقار بين الاجزاء غير انهم
بل يجوز ان يكون بينها علاقة خاصة في نفس الامر مجهولة الكنه بها يخرج
عن الاضافية بمعنى الاختراع والاختراع فقط بل الحق ان الجوهرات
المركبة من الاجسام المتباينة في الوضع كالبيت مثلا خلا لها وجودات خارجية
سوى وجودات الاجزاء بمعنى كل واحد واحد واحكام المجموعات بما هو
في نفس الامر احكام الاجزاء مغايرة في الواقع والفرق بين تلك
الوجودات والاحكام هو الاختراع والاختراع واعتبار المعتبر فلو كان وجود
الواجب تعالى كذلك لا يلزم الاستحالة على طريق العقل المتوسط وان كان
الامر على خلاف ذلك على لسان الشرع والعقول القدسية
الوفاء بظاهر لاقامة البرهان المقنع للناظر والمناظر المنصف من البيان
الذي ذكرته اولا لم من الفاحش ههنا ابطال الاجزاء التحليلية المقدارية
وغيرها من الامور الاختراعية المختصة التي سموها الاجزاء على سبيل
المسامحة بتباينات وابية فانه لا دخل له لاثبات المطلوب فان كلام
المنصف ههنا وارد على التحقيق دون المسامحة والتخييل على ان تلك
الاجزاء انما تبطل لو بطل كونها تعالى جسما بالبرهان وابطل به بل

لبطلان الاجزاء الخارجية دون الذهنية سبيل الى هدم اساس المطلوب

[illegible] نقول في بيان المطلوب ان الواجب تعالى

لو كانت له اجزاء يكون بحسب ذاته محتاجا الى نفس ذوات تلك الاجزاء

وبحسب وجوده يكون محتاجا الى وجود الاجزاء كما هو شان الذات والمحتاج

وبناء على وجه التحقيق في نفس كل شيء فيكون الواجب تعالى بحسب نفس

ذاته طاريا عن الوجود فكان المحتاج الى شيء آخر ولو كان جزءا يكون فاقدا

لبعض الكمالات الخارجية وظاهر ان الوجود هو العدم فيكون الواجب تعالى نظرا

الى ذاته معدوما وهذا ينافي مقتضى الوجوب الذاتي فانه عبارة عما لا يقبل العدم

لذاته تعالى وقد يستدل على المطلوب بان الواجب تعالى لو كان له اجزاء

فاما ان يكون تلك الاجزاء ممكنات فيلزم من رفعها بحسب الذات

رفع الواجب كذلك فلا يكون الواجب واجبا او ممتنعات وهو ظاهر

البطلان ضرورة ان امتناع الاجزاء يستلزم امتناع الكل او واجبات فيلزم

تعدد الواجب وايضا يلزم ان لا يكون الواجب تعالى حقيقة بحصلة بل امرا

اعتباريا فان الواجبات لا يعقل بينها علاقة الافتقار والا صارت ممكنة

والتركيب الحقيقي لا يعقل بدون الافتقار وهذا البيان وان نصح به

الناظر لكن لا يفهم المناظر فكان تعدد الواجب تعالى باطل في

نفس الامر بدليل شرعي ببيان عقلي خارج عن العقول المتوسط بين المعقول

۳ اولا فيلزم تجزء احدها وهو امارة الحدوث والامكان لما فيه من شائبة الافتقار الثاني فالاجزاء

الاشیاء بانفسہا فی الذہن کما ہو التحقیق فالاجزاء الداخلۃ حقیقۃ
فی ذات الشیء تکون محفوظۃ فی کلا نحوی الوجود وح یثبت التلازم
بالبرہان بین الاجزاء الحقیقیۃ الخارجیۃ والذہنیۃ ومع قطع النظر عن القول
بحصول الاشیاء فی الذہن بانفسہا نقول علی تقدیر القول بالمثال
فی الذہن ایضا ان الاجزاء الحقیقیۃ ایکون داخلۃ فی نفس قوامہا
فاذا کان قوامہا فی الخارج فقط فاجزاءہا الحقیقیۃ ای الاجزاء الخارجیۃ
فقط واما الاجزاء للمثال فلیس اجزاء لشیء بل للامر المباین
لہ وبالجملۃ ان التحدید المراد ہہنا ہو التحدید بالاجزاء الحقیقیۃ وہی
عین الاجزاء الخارجیۃ او مستلزمۃ لہا وعلی التقدیرین یلزم من
الاجزاء الخارجیۃ نفی التحدید الحقیقی المراد ہہنا وبیان نفیہا علی
وجہ التحقیق ان الواجب تعالی وتقدس لو کان لہ اجزاء خارجیۃ
فتکون تلک الاجزاء علۃ لہ تعالی لضرورۃ کون وجودات الاجزاء علۃ
لوجود الکل وح یکون الکل معلولا متاخرا عن علۃ ہذا التاخر ا التاخر
الذاتی فقط او مع الزمانی علی الاول یثبت الحدوث الذاتی وعلی الثانی
الحدوث الزمانی وکلا نحوی الحدوث مختصان بالممکن فیکون الواجب
ممکنا علی تقدیر القول بالاجزاء الحقیقیۃ والتحدید الحقیقی وح یثبت
المطلوب بالبرہان المنقطع ولم یکن نقول من قال ان الدلیل یقتضی

الحقائق اى اشتقاقا صحيحا فيستدعي عللا اربعا غائيا هو العلة الفاعلية
والقول والعمل والحال والاعتقاد كالعلة المادية وتخصيصاتها العارضة
لها من اظهار التبري عن كل سوء بمنزلة العلة الصورية وغايتها العكاش
اشتقاق التنزه الى المنزهين بالكسر فان المنزه بالفتح لا ينزه من تنزه
بل هم ينزهون به وهكذا حال الحمد والصلوة فالاعظم شانه حال من
ضمير سبحانه بتقدير القول اى مقولا فيه حقه ما اعظم شانه
لا يحمد بهذا القول بظاهره يحتمل ان يكون حالا من الشان او ضميره
اعني المتصل بالمسند اليه سبحانه وعلى الاول يكون الظاهر
من الحد حدا يقف الحدود عنده اى شانه تعالى لا يقف عند حد
لا يتجاوزه وعلى الثاني يكون الظاهر من الحد اما الطرف كالنقطة للخط
والخط للسطح والسطح للجسم فيكون معنى الكلام انه سبحانه وتعالى ليس له
طرف ونهاية لخروجه تعالى عن الكميات والمكانات واما الحد
بمعنى المعرف المركب من الاجزاء الحقيقية كما يشعر به قوله في الحاشية
لانه بسيط وجنسه وفصله اعتباريان على وجه التحقيق بحيث لا يازم منه
هو المغالطة من جانب الحكيم على ما ادى اليه نظري هو ان الاجزاء الحقيقية
للشيء ما يدخل في قوام حقيقته اعني ما يدخل في ذاته ولا شك ان الذات
محفوظة في كلا نحوي الوجود الذهني والخارجي بناء على حصول

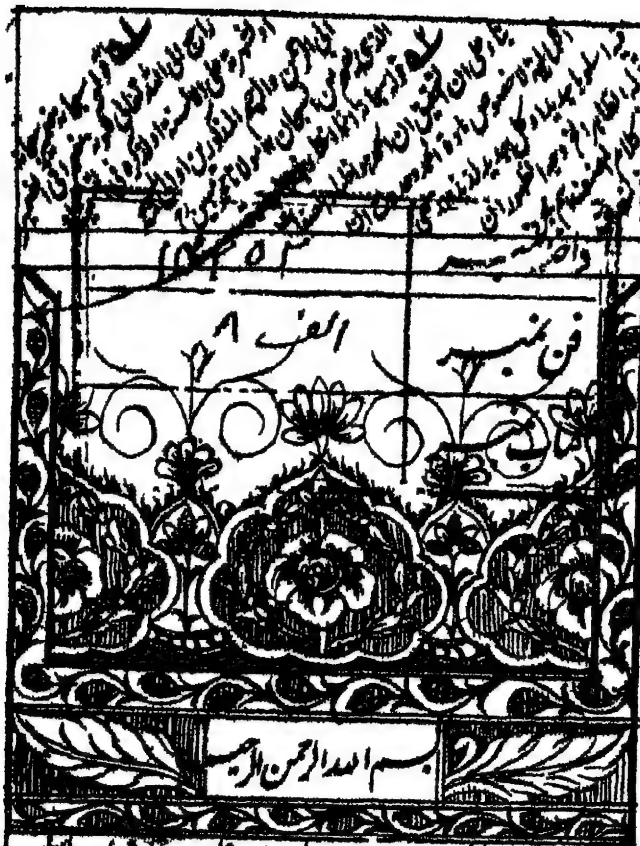

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین
وآلہ وصحبہ اجمعین سبحانہ لفظ ظہرانہ اسم بمعنی التسبیح و
منصوب بفعل مضمر وہو سبحت والتسبیح التنزیہ وہو التبرے عن
السوء والتفعیل قد یکون بایجاد الفعل فیطاوعہ فعل من الافعال مثلا
کما فی قطعتہ فانقطع وہو مستعمل فی حقہ تعالے وقد یکون
بانتساب الفعل بالاعتقاد او بالقول او بالاشارۃ عن الجوارح
وقد یکون بدلالۃ الحال فیشمل التسبیح التہریمی ایضا والاربعۃ الاخیرۃ
مختصۃ فی حقہ تعالے فالثلثۃ الاول منہا تختص بہ دون
المقول من
المسبحین والاخیرۃ یشمل الکل ثم للمسبح شبہ بالمرکبات الخارجیۃ بین

بعون من فضل نوالانسان من خلبت الحیوان الناطق

قد طبع شرح فائق یکشف استار القواعد المنطقیه و یرفع منار حجب القوانین العقلیه المعروف بشرح السلم للشیخ عبدالرحمن الاخضری

ملا محمدن

مزینا بالهوامش العجیبه و مرسما بالحواشی المغربیه و اجتهد جهده فی تصحیحه بازالة اغلوطاته و قد طبع اصلح ما طبع من النسخ الاخر

فی المطبع الرفیع المعزالی المنشی نول کشور واقع فی لکنهو

اشتہار - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست طول
ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے
معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ بھی سادے ہیں ان میں
بعض کتب منطق وغیرہ عربی و فارسی و اردو درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی
اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے مدرسوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب منطق عربی	
شرح سلم بلا مبین - المسلی بمرآۃ الشروح در مباحث تصورات و دیگر رسالہ تصدیقات مصنفہ مولانا محمد مبین۔	۱۳/
شرح تہذیب محشی - از فاضل عبداللہ یزدی مع سہ شرح ضابطہ داخل درس مطبوعہ علوی۔	۲پ
بحواشیہ میرزا ہد رسالہ بحثی و تصحیح مولانا سید الحکماء مطبوعہ مصطفائی۔	۵/۲پ
ایساغوجی مع شرح پکھوزی۔	۱/
مجموعہ منطق سلم شرح شمسیہ وغیرہ بارہ رسالہ درسی تہذیب تہ و مجموعہ ہے ایضاً مطبوعہ نظامی۔	۱۴/۲پ
بدیع المیزان - معروف درسی۔	۱۵/۲پ
قال اقول - شرح ایساغوجی درسی۔ ایضاً - نظامی۔	۱۴/۲پ
قطبی - شرح شمسیہ محشی از علامہ قطب الدین درسی۔	۱/
میر قطبی - حاشیہ سید شریف بر قطبی درسی۔	۱۰/
حاشیہ عبدالحکیم بر قطبی و میر - درسی معروف۔	۱۰/
رسالہ کبرے۔	۱/۲پ
حاشیہ میرزا ہد - ملا جلال از مولانا بحر العلوم مطبوعہ علوی۔	۱/۲پ
رسالہ صغرے۔	۶پائی
تہذیب المنطق محشی - معروف درسی۔	۱/
کتب منطق فارسی	
شرح فارسی میرزا ہد رسالہ از ملا علاء الدین احمد شرح تہذیب درسی - تہذیب کی شرح بزبان فارسی۔	۷/
تحفۂ شاہجہانی - حل الترکیب شرح تہذیب از مولوی آلہی بخش مطبوعہ نظامی۔	۱۲/۲پ
کتب منطق اردو	
خلاصۃ المنطق - مسائل منطقیہ مولفہ منشی دیبی پرشاد انسپکٹر مدارس سہسوان۔	۱۰پائی
کتب نحو عربی	
مجموعہ نحو میر محشی یعنی نحو میر مع شش رسالہ ضروری محشی - از امام ابوالحسن المفسر۔	۱/۲پ
شرح مائۃ عامل محشی - معروف درسی۔	۱/۲پ

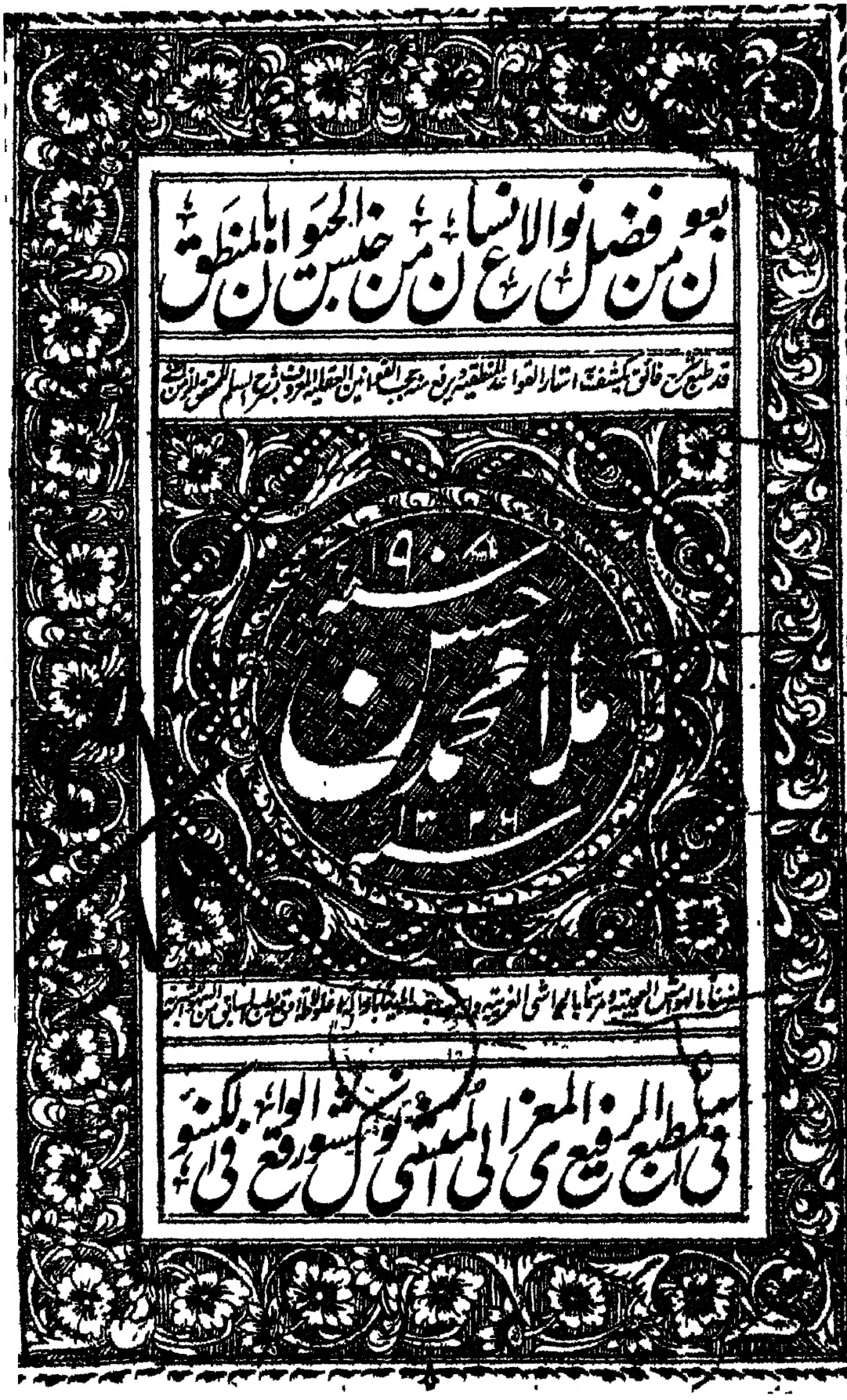
بعون من فضل نوالانسان من جلبت الحیوان المنطق
قد طبع بشرح فائق یکشف استار القواعد المنطقیه برفع منه عجب القوانین العقلیه المعروف بشرح السلم للشیخ الامین
سنه ۱۳۰۶
فی مطبع الرفیع المعزالی المستی نول کشور الواقع فی لکنو